

# پاکستانی معیشت کی کیفیت



بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ  
کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2015ء



بینک دولت پاکستان

## سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز

گورنر و چیئرمین	جناب اشرف محمود و تھرا
سیکرٹری فنانس	ڈاکٹر وقار مسعود خان
رکن	مرزا قریب
رکن	جناب محمود مانڈوی والا
رکن	جناب ایم نواز ٹوانہ
رکن	جناب اسکندر محمد خان
رکن	خواجہ اقبال حسن
رکن	جناب محمد ہدایت اللہ
رکن	جناب ظفر مسعود
کارپوریٹ سیکرٹری	محترمہ سحر بابر

## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی  
17 فروری 2015ء

محترم بخاری صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2014-15ء پیش خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

(اشرف محمود دتھرا)

گورنر

سید میر حسین بخاری

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

## نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان  
کراچی  
17 فروری 2015ء

محترم صادق صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی پہلی سرمایہ رپورٹ برائے مالی سال 15-2014ء پیش خدمت ہے۔  
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

(اشرف محمود وٹھرا)  
گورنر

سردار ایاز صادق  
اسپیکر  
قومی اسمبلی  
اسلام آباد

## اظہارِ تشکر

منتظم مطبوعہ

اسما خالد

اداریہ

ڈاکٹر مشتاق اے خان

تجزیہ

اسما خالد (بیرونی شعبہ)، امتیاز حسین (زراعت)، محمود الحسن خان (زری شعبہ)، محمد فاروق عاربی (شعبہ مالیات)، محمد ادیس (صوبائی مالیاتی سرگرمیاں اور سرکاری قرضہ)، نانکہ ارم (تجارت)، صاحت (تعمیرات اور منسلکات، کاغذ اور ذرائع نقل و حمل کی صنعت)، سیدہ خرم جعفری (بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور بیرونی قرضہ)، سید محمد طارق (گرانی اور مالیاتی اخراجات)، سید ذوالقرنین حسین (نچی شعبے کا قرضہ اور گاڑیاں)، وسیم فضل الرحمن (کھاد، دوا سازی، اور خوردنی تیل کی صنعتیں)۔ سید ساجد علی محمد اکمل اور ناصر حمید راؤ کے تعاون کا بھی اعتراف کیا جاتا ہے۔

جائزہ پینل

اندرونی مطبوعات جائزہ کمیٹی  
ریاض ریاض الدین، قاسم نواز، محمد اشرف خان، سید عرفان علی، سید شمس حسین،  
محمد علی ملک، ڈاکٹر فاروق پاشا، ڈاکٹر آصف علی، اور ڈاکٹر صائمہ محمود

مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز  
ظفر مسعود (چیئر مین)، مرزا قمر بیگ (رکن)، اور محمد ہدایت اللہ (رکن)  
کی مطبوعات جائزہ کمیٹی

شعبہ اقتصادی پالیسی جائزہ قابل قدر مشورے فراہم کرنے پر شعبہ ہائے زری پالیسی، تحقیق اور شماریات کا شکر گزار ہے۔

quarterly.report@sbp.org.pk

تبصرے اور سوالات کے لیے:

ترجمہ طیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی  
منصور احمد

ترتیب و آرائش

ذیشان سلیمان

## فہرست

1	عمومی جائزہ	1-1
9	حقیقی پیداوار کا شعبہ	2-1
9	عمومی جائزہ	2.1
9	زراعت	2.2
19	بڑے پیمانے کی اشیا سازی	2.3
25	خدمات	2.4
31	زری پالیسی و گرانہ	3-1
31	عمومی جائزہ	3.1
32	بازار زر میں پیش رفت	3.2
33	زری مجموعے	3.3
36	نئی شعبے کا قرضہ	3.4
39	گرانہ	3.5
45	مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	4-1
45	عمومی جائزہ	4.1
47	محصولات	4.2
49	اخراجات	4.3
51	صوبائی مالیاتی سرگرمیاں	4.4

53 4.5 سرکاری قرضہ

59 بیرونی شعبہ 5-5

59 5.1 عمومی جائزہ

61 5.2 جاری کھاتہ

67 5.3 سرمایہ و مالی کھاتہ

69 5.4 زرمبادلہ کے ذخائر

71 5.5 تجارتی کھاتہ

77 ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

81 فہرست اصطلاحات

# 1 عمومی جائزہ

مالی سال 15ء کے ابتدائی مہینوں میں پاکستانی معیشت کو کئی چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آئی ایم ایف کے ساتھ اجلاسوں میں توسیعی فنڈسہولت کا چوتھا جائزہ مکمل نہ ہو سکا۔ چنانچہ چوتھی قسط میں تاخیر کی وجہ سے بازار مبادلہ میں غیر یقینی کیفیت پیدا ہوئی۔ وسط اگست میں اسلام آباد میں ہونے والے سیاسی واقعات نے ملک کی معاشی سرگرمیوں پر اثر ڈالا۔ ستمبر میں ملک کے اہم زرعی علاقے (پنجاب) کا بڑا حصہ سیلاب کی زد میں آگیا جس سے کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا۔ خدشہ تھا کہ ان نقصانات سے تلف پذیر غذائی اشیاء کی قیمت بڑھ جائے گی جس سے گرانی کی توقعات میں تیزی آئی۔

اس پس منظر میں اہم معاشی اظہاریوں کی کارکردگی مالی سال 14ء کی دوسری ششماہی کی مثبت پیش رفت کے مطابق نہ چل سکی۔ 15 مئی کی پہلی سہ ماہی میں جاری اور مالیاتی کھاتے میں زیادہ خسارے دیکھے گئے جنہیں ملکی وسائل سے پورا کرنا پڑا (جدول 1.1)۔ اسٹیٹ بینک کے زر مبادلہ کے ذخائر کسی قدر کم ہو گئے اور پاکستانی روپے کی قیمت

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار			
سہ ماہی 15ء	سہ ماہی 14ء	سہ ماہی 13ء	شرح نمو (فیصد)
2.0	7.0	6.8	بڑے پیمانے پر اشیاء سازی الف
7.5	8.0	8.1	صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط) 1، الف
1.6	دستیاب نہیں	-0.5	مٹی شیعہ کا قرضہ ب
-0.1	دستیاب نہیں	0.2	رشد زر (زر 2) ب
-10.4	5.8	9.0	برآمدات (کسٹم) الف
11.6	6.2	3.0	درآمدات (کسٹم) الف
537.9	2,810	475.3	گیس حاصل - ایف بی آر (ارب روپے) ج
-3.7	دستیاب نہیں	-6.0	شرح مبادلہ (+ اضافہ - کی فیصد) ب
ارب ڈالر			
8.9	دستیاب نہیں	4.7	اسٹیٹ بینک کے بیل ذخائر (ختم مدت) ب
4.7	16.7	3.9	کارکنوں کی ترسیلات ب
0.2	4.3	0.2	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ب
-1.6	-2.8	-1.3	جاری کھاتے کا توازن ب
فیصد جی ڈی پی 2			
-1.2	-4.9	-1.1	مالیاتی توازن 2
ع: جمہوری، ہ: سالانہ منصوبہ 2014-15ء میں حکومت کے اہداف۔			
1۔ سہ ماہی کے لیے صارف اشاریہ قیمت کی اوسط میں سال بسال نمو۔			
2۔ سالانہ منصوبہ 2014-15ء میں پورے سال کی جی ڈی پی کے تخمینوں پر مبنی۔			
ماخذ: الف۔ پاکستان ہفت شماریات؛ ب۔ بینک دولت پاکستان؛ ج۔ وفاقی بورڈ آف ریونیو؛ د۔ وزارت خزانہ۔			

میں سہ ماہی کے دوران 3.7 فیصد کمی آئی۔ اس دوران بڑے پیمانے پر اشیاء سازی میں سست رفتاری اور خریف کی فصلوں کی ہدف سے کم کارکردگی کی بنا پر 15 مئی کی جی ڈی پی نمو کے ہدف کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ واحد استثنا عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت تھی جو پوری سہ ماہی کے دوران کم ہوتی رہی۔

1 تاہم سال کی دوسری سہ ماہی میں صورتحال خاصی تبدیل ہو گئی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے سیکشن 1.2 اور اسٹیٹ بینک کا زرعی پالیسی بیان برائے جنوری 2015ء۔

بہر کیف، م س 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران معیشت میں نمایاں بہتری دیکھنے میں آئی ہے جس کے سال کے بقیہ حصے میں برقرار رہنے کا امکان ہے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ تیل کی عالمی قیمتیں پانچ سال کی کم سے کم سطح تک آگئی ہیں اور اس کی کافاندہ ملکی صارفین کو منتقل کیا جا رہا ہے (سیکشن 1.3)۔ نومبر اور دسمبر کی سال بسال گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بالترتیب صرف 4.0 فیصد اور 4.3 فیصد تھی جو 13 برسوں کی پست ترین شرح ہے۔ تیل کی کم قیمتیں غذائی گرانی کو گھٹانے کے علاوہ پاکستان کے درآمدی بل اور تجارتی خسارے کو قابو رکھنے میں بھی مدد دیں گی۔ مزید یہ کہ آئی ایم ایف پروگرام کے چوتھے اور پانچویں جائزے سے متعلق گفت و شنید نومبر میں کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی اور 19 دسمبر 2014ء کو بورڈ نے منظوری دی۔

آئی ایم ایف معاشی اصلاحات پر پیش رفت سے بڑی حد تک مطمئن ہے اور اس نے دسمبر 2014ء میں 1.1 ارب ڈالر کی چوتھی اور پانچویں مشترکہ قسط کی منظوری دے دی ہے۔ حکومت پہلے ہی بین الاقوامی منڈی میں ایک ارب ڈالر کے صلوک جاری کر چکی ہے اور امکان ہے کہ حصص کی فروخت کے ذریعے مزید بیرونی مدد اور عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اور اتحادی سپورٹ فنڈ سے اضافی رقم حاصل کرے گی۔ اس تناظر میں سال کے بقیہ حصے کے دوران کمرشل بینکوں سے کم حکومتی طلب متوقع ہے اور پھر بینکوں کو نجی شعبے میں اپنی رقوم زیادہ پیداواری انداز میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

### 1.1 معاشی جائزہ

حکومت نے م س 15ء کے لیے 5.1 فیصد جی ڈی پی نمو مقرر کی ہے۔ یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ یہ ہدف قابل حصول ہے تاہم ابتدائی تخمینوں سے اجناس پیدا کرنے والے شعبے میں کچھ دشواریاں معلوم ہوتی ہیں۔ کاشتکاروں نے پچھلے سال کم آمدنی کی وجہ سے گئے کی کاشت کا رقبہ کم کر دیا تھا جس سے پیداوار کو نقصان ہوا۔ اگرچہ اس سال کپاس زیادہ رقبے پر بونئی گئی تاہم پیداوار کے ہدف سے نیچے رہنے کی توقع ہے (باب 2)۔

صنعتی شعبہ جلی تصویر پیش کر رہا ہے۔ سیمنٹ کی زیادہ مقدار، فولاد کی درآمدات اور پی ایس ڈی پی کے زیادہ اخراجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی آئی (سیکشن 2.2)۔ اس کے برعکس بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو میں م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمی درج کی گئی کیونکہ مقامی اشیا سازوں کو گیس کی قلت کا سامنا کرنا پڑا (خصوصاً کھاد، ٹیکسٹائل، کاغذ، شیشے اور چمڑے کے شعبوں میں)۔ مزید برآں، چین اور بنگلہ دیش سے دھاگے اور کپڑے کی پست طلب کی بنا پر ٹیکسٹائل میں بھی سستی ہے۔

اجناس کے شعبے کی کمزوری کا نتیجہ تھوک اور خوردہ تجارت کی سرگرمی میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ تاہم اس سال مالیات و بینے اور ٹیلی مواصلات کے متحرک ہونے سے بظاہر خدمات میں تیزی آئی ہے۔ بینکوں کے جزدان میں پی ایس ڈی کے حجم کی وجہ سے ان کی منافع آوری بڑھی ہے اور ملک میں تھری جی فوری خدمات مہیا ہونے سے ٹیلی کام کو فائدہ ہوا ہے (دیکھئے باب 2)۔ سیلولر فرمیں اپنے نیٹ ورک کو مزید بہتر بنانے کے لیے بھاری خرچ کر رہی ہیں اور جب صارفین کو زیادہ خدمات ملنا شروع ہوں گی تو اس کا ملک میں دیگر خدمات (مثلاً مالیات، اشتہارات، تفریح، سماجی نیٹ ورکنگ وغیرہ) پر مثبت اثر ہوگا۔

ٹیلی کام پر مبنی درآمدات سے م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستانی درآمدی بل پر مزید 188.3 ملین ڈالر کا بوجھ پڑا۔<sup>2</sup> فولاد کی درآمدات سے 233.3 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ ٹیکسٹائل (خصوصاً ترکیبی) اور کھاد نے مل کر سہ ماہی کے دوران 166.6 ملین ڈالر کا بوجھ ڈالا۔ مجموعی طور پر م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں ملک کی درآمدات 11.6 فیصد بڑھ گئیں جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں صرف 3.0 فیصد بڑھی تھیں۔<sup>3</sup>

اجناس کی قیمتیں پاکستانی درآمدات پر اثر انداز ہوئیں جو م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں 10.4 فیصد کم ہو گئیں جبکہ پچھلے برس کی اسی مدت میں 9.0 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ سب سے بڑی کمی نیفتھا میں دیکھی گئی جس کی قیمتیں تیل کے نرخوں سے قریبی تعلق رکھتی ہیں۔ زیادہ پیداوار کے باوجود درآمدات میں کمی غالباً اس بات کی علامت ہے کہ تاجرانہ مال بھیجنے سے پہلے بین الاقوامی منڈی میں قیمتیں مستحکم (اور بحال) ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ مزید یہ کہ بئے ہوئے کپڑوں، تیار ملبوسات اور تولیوں کی کائی قیمتوں میں کمی نے ان اجناس کی برآمد میں مقداری اضافے کا اثر زائل کر دیا۔ علاوہ ازیں چین میں گرتی ہوئی طلب اور بنگلہ دیش کی زوال پذیر برآمدات کی وجہ سے دھاگے اور آن سلع کی برآمد کم رہی۔ یہ ممالک پاکستان سے ٹیکسٹائل کا خام مال برآمد کرتے ہیں۔

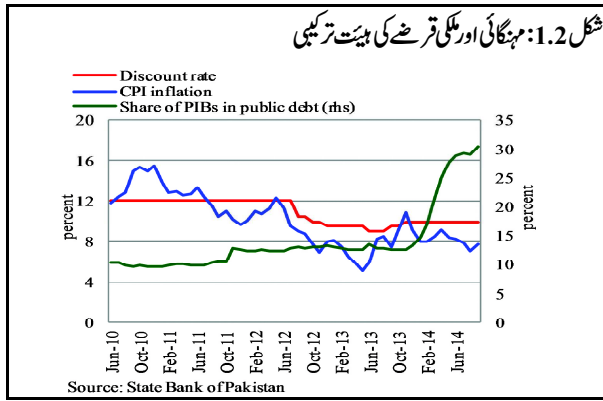
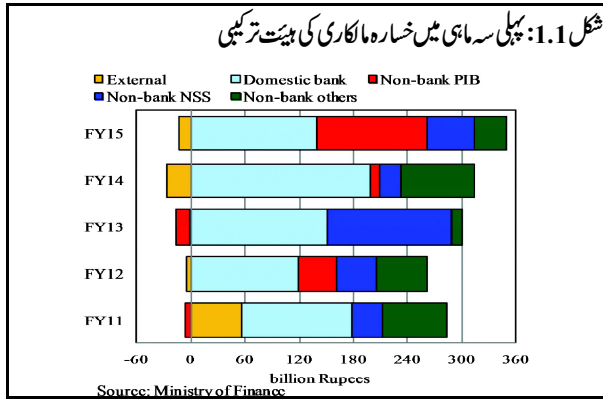
نتیجے کے طور پر م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی تجارتی خسارے میں گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 1.6 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔ سہ ماہی کے دوران ترسیلات زر 765 ملین ڈالر بڑھ جانے کی وجہ سے اس اضافے کی جزوی تلافی ہو گئی۔ اس اضافے کا بڑا حصہ خلیج تعاون کونسل کے ممالک خصوصاً متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب سے آیا۔ تعمیرات سے متعلق پاکستانی کارکنوں کو اس خطے (خصوصاً دبئی) میں انفراسٹرکچر میں کیے جانے والے بلند اخراجات سے فائدہ ہو رہا ہے۔ اتحادی سپورٹ فنڈ سے مزید امداد ملی جس سے خدمات کا خسارہ 401 ملین ڈالر گھٹ گیا۔ مجموعی طور پر اس کے نتیجے میں م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پچھلے سال کی نسبت جاری کھاتے کا خسارہ 332 ملین ڈالر بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ اس خسارے کو پورا کرنا توشیہ کا باعث بنا رہا کیونکہ بیرونی سرمایہ کاریاں پست اور سرکاری امداد توقع سے کم رہی۔ نتیجتاً اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر 1.7 فیصد کم ہو گئے اور روپے کی قیمت دوران سہ ماہی 3.7 فیصد گھٹ گئی۔

جاری کھاتے کا بڑھتا ہوا خسارہ، باز ارمبادلہ کی غیر یقینی کیفیت کے ہمراہ ان کلیدی عوامل میں شامل تھا جو زری پالیسی کو سہ ماہی کے دوران سخت رکھنے کے اسٹیٹ بینک کے فیصلے کا سبب بنے۔ دوسرے اہم عامل گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کی بنا پر بھی ابتدا میں کچھ توشیہ پیدا ہوئی مثلاً سیلاب کی وجہ سے فصلوں کو نقصان کے خدشات اور بجلی کے نرخوں میں اضافہ لیکن یہ خدشات بتدریج ختم ہو گئے۔

بہر حال اسٹیٹ بینک نے ڈسکاؤنٹ ریٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور روپے کی سیالیت کو بھی بین الینک منڈی میں سخت رکھا۔ مجموعی طور پر رسد زر میں دوران سہ ماہی 0.1 فیصد کی خالص کمی درج کی گئی جبکہ پچھلے سال کی اسی سہ ماہی میں 0.2 فیصد توسیع ہوئی تھی (یہ پست قیمتیں مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران زر 2 میں موسمی کمی کی عکاسی کرتی ہیں)۔ ہمارے خیال میں سخت سیالیت اس کمی کے پیچھے اہم عامل نہ تھا۔ اس کی بنیادی وجہ

2 م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیلی مواصلات کی درآمدات 96.3 ملین ڈالر بڑھ گئیں جبکہ ڈیٹا پروسیسنگ آلات کی درآمدات گزشتہ برس سے 92.0 ملین ڈالر زیادہ رہی۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر ٹیلی مواصلات کمپنیوں کو اپنے صارفین کے لیے تھری جی فوری خدمات کی فراہمی کی عکاسی کرتا ہے۔

3 ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔



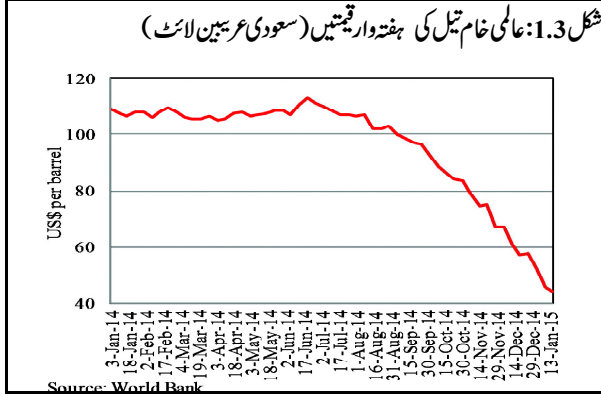
بینکاری نظام کے زوال پذیر خالص بیرونی اثاثے اور نسبتاً کم حکومتی قرض گیری تھی۔ م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں 1.6 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں خالص واپسی ہوئی تھی۔

جہاں تک حکومتی قرض گیری کا تعلق ہے، وہ پچھلے سال کے مقابلے میں کم رہی کیونکہ حکومت پی آئی بیز اور پچت اسکیموں کے ذریعے غیر بینک اداروں سے زیادہ قرض لے سکی (شکل 1.1)۔ بینکاری نظام کے اندر حکومت نے مرکزی بینک سے قرض گیری کے بجائے کمرشل بینکوں سے زیادہ قرض لیا اور وہ بھی پچھلے برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کم رہا۔ پی آئی بیز میں بینکوں کی دلچسپی پوری سہ ماہی میں قائم رہی کیونکہ ٹی بلز اور پی آئی بیز کی شرحوں کے درمیان فرق غیر معمولی طور پر بلند رہا۔ مزید یہ کہ بینک شرح سود میں کمی کی توقع کر رہے تھے جس کی وجہ سے انہیں پی آئی بیز میں رقوم لگانے کی ترغیب ملی (شکل 1.2)۔

حکومت کو ان سرمایہ کاریوں سے ملنے والے قرضے کا خا کہ عرصیت بہتر بنانے میں مدد ملی لیکن اس کا قرض کی واپسی کا بوجھ بڑھتا رہا ہے۔ م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سودی ادائیگیوں میں 31 فیصد کا سال بسال اضافہ بلند مالیاتی خسارے کا باعث تھا۔ دوسری طرف حکومت بنیادی فاضل حاصل کرنے میں کامیاب رہی جس سے اخراجات پر قابو کی عکاسی ہوتی ہے۔

توقع کے مطابق محاصل کی وصولی پچھلے سال کی نسبت کم رہی: م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی محاصل کی نمو 19.9 فیصد تھی جو م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کم ہو کر صرف 1.2 فیصد رہ گئی۔ تاہم یکبارگی عوامل کا لحاظ رکھنے کے بعد جنہوں نے پچھلے سال غیر ٹیکس وصولیوں کو بہت بڑھا دیا تھا، محاصل کی مجموعی نمو م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑھ کر 8.4 فیصد ہو گئی۔<sup>4</sup> ٹیکس محاصل میں یہ کمی بنیادی طور پر گیس ڈولپمنٹ سہ چارج کے تحت وصولی میں کمی کی عکاسی کرتی ہے۔ مزید یہ کہ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کی بلند نمو صوبائی ٹیکس محاصل (خصوصاً پنجاب میں) میں تیزی سے اضافے کی بنا

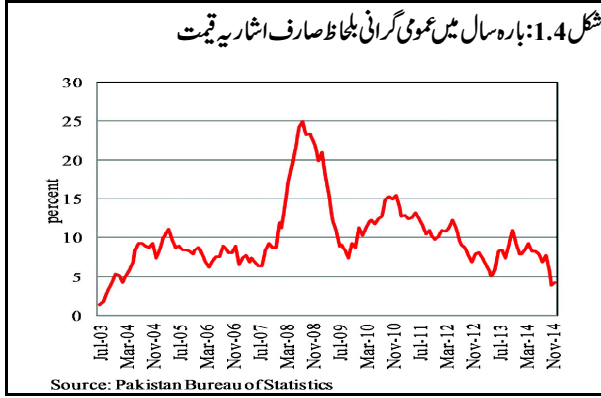
<sup>4</sup> حکومت نے م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں یونیورسل سروس فنڈ سے 67.0 ارب روپے اور پی ایس ایز سے 56.7 ارب روپے اکٹھا کیے تھے۔ م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ یکبارگی وسائل دستیاب نہ تھے۔



پر ہوئی کیونکہ صوبوں نے خدمات پر وصولی شروع کر دی تھی۔ یہ اساسی اثر بھی م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں دستیاب نہ تھا۔

## 1.2 جانچ اور مستقبل کے امکانات

پاکستان کا آئی ایم ایف سے توسیعی فنڈ سہولت کا معاہدہ شروع ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ مالیاتی اور بجلی کے شعبوں میں ساختی اصلاحات شروع کر دی گئی ہیں اور بین الاقوامی منڈی اور بین الاقوامی مالی اداروں سے رقوم حاصل کر کے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔<sup>5</sup> مزید برآں گیس کی بڑھتی ہوئی قلت کو کم کرنے کے لیے جو ملکی صنعت پر منفی اثرات ڈال رہی ہے، حکومت فی الحال ملک میں قدرتی گیس درآمد کرنے کے مختلف راستوں کا جائزہ لے رہی ہے۔ اس تناظر میں م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کلیدی معاشی



متغیرات میں رگڑ سے اندازہ ہوتا ہے کہ معیشت کے اہم شعبوں میں اصلاحات کا عمل کچھ وقت لے گا۔ تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ آئندہ سہ ماہیوں میں وسیع تر نتائج اتنے شدید نہیں ہوں گے جتنے پہلی سہ ماہی میں تھے۔

بلاشبہ اہم ترین عامل رواں مالی سال کے آغاز سے تیل کی عالمی قیمتوں میں بڑی کمی ہے (شکل 1.3)۔ آخر جون سے 16 جنوری کے دوران خام تیل (سعودی عربین لائٹ) کی قیمتیں 60.4 فیصد کم ہو گئیں۔ توقع تھی کہ 27 نومبر کو ویانا میں اپنے اجلاس کے موقع پر اوپیک پیداوار میں کمی کرے گی لیکن اوپیک نے اگلے چھ ماہ کے لیے اپنی پیداواری حکمت عملی تبدیل نہ کرنے کا فیصلہ کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیمت میں بحالی کی توقع نہیں کی جا رہی۔<sup>6</sup> مارکیٹ نے اس فیصلے پر اس طرح رد عمل ظاہر کیا کہ اگلے ہفتے قیمتیں 10.6 فیصد کم کر دیں۔<sup>7</sup>

<sup>5</sup> مثال کے طور پر م س 14ء میں حکومت نے یورو بانڈ جاری کیے اور یو بی ایل کے حصص فروخت کیے جبکہ م س 15ء میں اس نے بین الاقوامی منڈی میں صکوک جاری کیے ہیں اور دیگر اداروں (جیسے ایچ بی ایل) میں اپنا حصہ بیچنے کے منصوبے ہیں۔

<sup>6</sup> اس مسئلے پر اوپیک متفق تھی، ایک طرف ونیزویلا اور ایران تھے جو تیل کی پیداوار میں کمی چاہتے تھے اور دوسری طرف خلیج اور روس تھے جو تیل کی قیمتوں میں زوال کے حامی تھے۔

<sup>7</sup> بعض تجزیہ کار اسے خلیج کے ممالک اور امریکہ کے درمیان قیمتوں کی نئی جنگ کہتے ہیں جبکہ بعض اسے شیل فارمیشن سے تیل نکالنے والی امریکی فرموں کو قیمتوں کے معاملے میں شکست دینے کی اوپیک کی حکمت عملی گردانتے ہیں۔ جو صورت بھی ہو، تیل کی کم قیمتیں پاکستان جیسے تیل درآمد کرنے والے ممالک کے لیے نیک شگون ہیں۔

پاکستان کے بیرونی شعبے کو تیل کی قیمتوں میں کمی سے سب سے زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ ہمارے درآمدی بل کا تقریباً 35 فیصد پٹرولیم پر مشتمل ہے۔ گرانے بھی ابتدائی توقعات سے کافی کم رہنے کا امکان ہے کیونکہ حکومت بین الاقوامی نرخوں کے مطابق پٹرولیم مصنوعات کی خوردہ قیمتیں باقاعدگی سے گھٹا رہی ہے۔<sup>8</sup> عمومی گرانے نومبر 2014ء میں 4.0 فیصد اور دسمبر 4.3 فیصد پر پہنچ گئی جو 13 سال کی کم سے کم سطح ہے جس سے جولائی تا دسمبر کی گرانے صرف 6.1 فیصد رہ گئی جبکہ پورے سال کا ہدف 8.0 فیصد تھا (شکل 1.4)۔ ایندھن کی قیمتوں کے علاوہ کم گرانے بعض اہم غذائی اشیاء جیسے گندم، گہوؤں کے آٹے، پیاز اور ٹماٹر کی قیمتوں کی ارزانی کی وجہ سے ممکن ہوئی۔ مزید برآں، جیسا کہ پچھلی رپورٹوں میں کہا گیا ہے، گھرانے اپنی مہنگائی کی توقعات توانائی اور ایندھن کی قیمتوں سے منسلک کرتے ہیں۔ ان عوامل کی بنیاد پر ہمیں توقع ہے کہ مئی 15ء میں پورے سال کی گرانے 4.5 سے 5.5 فیصد کی حدود میں رہے گی۔

بیرونی صورتحال آئندہ سہ ماہیوں میں بہتر ہونے کا امکان ہے۔ ایندھن کی قیمتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل عوامل اس میں کردار ادا کریں گے:

(i) ای ایف ایف کے چوتھے اور پانچویں جائزے پر آئی ایم ایف سے مذاکرات کامیابی سے مکمل ہو گئے ہیں۔ آئی ایم ایف نے پیش رفت اور پیداواری نمو پر اطمینان ظاہر کیا ہے اور دسمبر 2014ء میں 1.1 ارب ڈالر کی قسط جاری کر دی ہے۔

(ii) نومبر 2014ء میں پاکستان نے بین الاقوامی مارکیٹ میں صکوک کا کامیاب اجرا کیا۔<sup>9</sup> ابتدا میں ہدف 500 ملین ڈالر مقرر کیا گیا تھا لیکن یورو بانڈ کی طرح صکوک کی توقع سے زیادہ سبسکریپشن ہوئی اور حکومت ایک ارب ڈالر حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔

(iii) مئی 14ء میں یو بی ایل کے حصص کی فروخت کے بعد حکومت اب مئی 15ء میں اے بی ایل اور ایچ بی ایل میں اپنا حصہ فروخت کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ ان حصص کی فروخت سے نہ صرف حکومت کو میزانیہ مالکاری فراہم ہوگی بلکہ دوران سال ایک ارب ڈالر سے زائد کا زر مبادلہ بھی مل جائے گا۔

(iv) مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی میں برآمدات میں وسیع الہیاد بحالی (2.7 فیصد سال بسال) ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ملک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں بھی خاص اضافہ ہوا ہے (ٹیلی مواصلات کے شعبے میں)۔

بیرونی شعبے کے یہ مثبت امکانات اور دوسری سہ ماہی میں پست گرانے نے اسٹیٹ بینک کے لیے نومبر میں پالیسی ریٹ کو 50 بیس پوائنٹس گھٹا کر 9.5 فیصد کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس کو ٹوٹی کا وقت اہم تھا کیونکہ قرضے کی موٹی طلب عموماً نومبر اور دسمبر میں بڑھ جاتی ہے۔ جنوری 2015ء میں اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ کو مزید 100 بیس پوائنٹس کم کر کے 8.5 فیصد کر دیا ہے جو کئی سال کی پست ترین سطح ہے۔

<sup>8</sup> مئی 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پٹرول کی قیمتیں 1.1 روپے فی لٹر کم کرنے کے بعد حکومت نے مزید کٹوتیاں کیں: اکتوبر 2014ء میں 2.9 روپے فی لٹر، نومبر میں 9.4 روپے فی لٹر اور دسمبر 2014ء میں 9.7 روپے فی لٹر۔

<sup>9</sup> 2.3 ارب ڈالر کی پیش کردہ رقم کے ساتھ صکوک کی پانچ گنا اوور سبسکریپشن ہوئی (ماخذ: [http://www.finance.gov.pk/releases\\_nov\\_14.html](http://www.finance.gov.pk/releases_nov_14.html))

جہاں تک مالیاتی شعبے کا تعلق ہے، سال کے دوران یہ 0.6 فیصدی درجے استحکام کا ہدف حاصل کرنا دشوار ہو سکتا ہے۔<sup>10</sup> محاصل پیدا کرنے کے حوالے سے ایف بی آر نے سال کے دوران ٹیکس کی وصولی میں 24.0 فیصد نمو کا حساب رکھا تھا لیکن مئی 15ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 13.1 فیصد نمو حاصل ہو پائی۔ چنانچہ اگلی تین سہ ماہیوں میں بہت کچھ کرنے کی گنجائش ہے۔ اگر ایف بی آر کو پورے سال کا ہدف حاصل کرنا ہے تو اس کے محاصل اکتوبر تا جون میں 27 فیصد بڑھنے چاہئیں۔<sup>11</sup> علاوہ ازیں دوسری سہ ماہی کے دوران تیل کی قیمتوں میں نمایاں کمی سے اس ذریعے سے حکومتی محاصل کم ہو سکتے ہیں۔ اخراجات میں سودی ادائیگیاں مستحکم رہیں گی لیکن مارکیٹ کی ان توقعات کے پیش نظر کہ شرح سود میں زوال کا رجحان جاری رہے گا، یہ نمو کم ہو سکتی ہے۔ حکومت پی آئی بیز اور قومی بچت اسکیموں پر منافع پہلے ہی کم کر چکی ہے۔<sup>12</sup>

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، خسارے کو پورا کرنا سال کی بقیہ سہ ماہیوں میں زیادہ مسئلہ نہیں ہوگا۔ اہم مالیاتی خسارے کے ساختی جز کو کم کرنے کے لیے ضروری اصلاحات درکار ہیں۔ حکومت نے مالیاتی اصلاحات نافذ کرنے کے لیے وسط مدتی حکمت عملی تشکیل دی ہے جس میں محاصل کی پیداوار بہتر بنانے سے لے کر گھٹائے میں جانے والی پی ایس ایز (جیسے پی آئی اے اور پاکستان اسٹیل) میں نجی شعبے کی شرکت بڑھانے تک مختلف اصلاحات شامل ہیں۔ پاکستان ریلویز، جینکو ز اور ڈسکوز کی تشکیل نو کے منصوبے بھی شروع کیے جا رہے ہیں تاکہ یہ پی ایس ایز پاکستان کی معاشی ترقی میں مثبت حصہ ڈال سکیں۔ تاہم ان منصوبوں میں تیزی لائی جانی چاہیے اور ان کی انتظامی اور عملی نااہلیوں اور مالیاتی شعبے اور بقیہ معیشت پر ان کے اثرات پر توجہ دی جانی چاہیے۔

10 حکومت نے مالیاتی خسارے کا ہدف مئی 14ء میں جی ڈی پی کے 5.5 فیصد سے گھٹا کر مئی 15ء میں جی ڈی پی کا 4.9 فیصد کر دیا ہے۔

11 اکتوبر تا جون کی مدت کے دوران ٹیکس وصولی پچھلے پانچ برسوں میں 17 فیصد کی اوسط نمو سے بڑھی۔

12 20 نومبر کو ہونے والی پی آئی بی نیلامی میں تین سالہ پی آئی بیز پر قطع شرح کچھلی نیلامی کے مقابلے میں (23 اکتوبر کو زری پالیسی فیصلے سے پہلے) 160 بیس پوائنٹس کم کر دی گئی۔ پانچ سالہ اور دس سالہ پی آئی بیز پر حکومت نے قطع شرح بالترتیب 190 اور 150 بی پی ایس کم کی۔ اسی طرح قومی بچت اسکیموں پر شرح منافع اس طرح کم کی گئی: ریگولر اکم سرٹیفکیٹس پر 215 بی پی ایس، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس پر 167 بی پی ایس، انجیل سیونگ سرٹیفکیٹس پر 200 بی پی ایس اور پرنسٹن بی بی فٹس اکاؤنٹس پر 132 بی پی ایس۔

## 2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

### 2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں حقیقی پیداوار کے شعبے کی کارکردگی حوصلہ افزا معلوم نہیں ہوتی۔ بیشتر خریف فصلوں نے ہدف سے کم پیداوار دی جبکہ بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی نموبھی گری (سیکشن 2.3)۔ دوسری طرف خدمات کے شعبے نے ملے جلے نتائج دیے، مالی خدمات اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں میں بہتری آئی تاہم ٹرانسپورٹ کا شعبہ کمزور رہا۔ تھوک فروشی اور خوردہ تجارت غالباً درآمدی حجم بڑھنے سے مستحکم رہی تاہم اس شعبے کی مجموعی کارکردگی کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ اجناس پیدا کرنے والے شعبے سال کے بقیہ حصے میں فعالیت دکھاپاتے ہیں یا نہیں۔

### 2.2 زراعت

جدول 2.1: خریف کی فصلوں کے پیداواری تخمینے			
ہزار ٹن			
م 14ء		م 15ء	
حقیقی	ہدف	حقیقی	ہدف
6,200	6,798	6,808	6,901
65,000	67,460	65,472	64,740
14,100	12,769	15,100	13,498

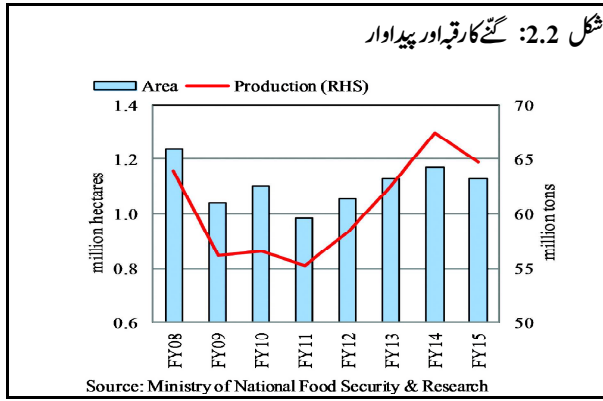
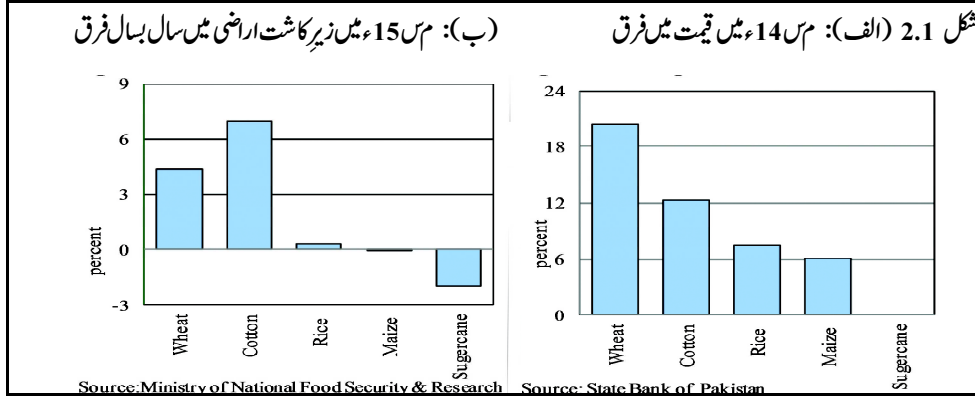
خریف کی فصلوں کے ابتدائی تخمینے حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ کپاس اور گنے کی فصل ہدف سے کم رہنے کی توقع ہے جبکہ معلوم ہوتا ہے کہ گنا گزشتہ سال کی سطح حاصل نہیں کر پائے گا۔ چاول اور کپاس کی پیداوار گزشتہ سال سے بالترتیب 1.5 فیصد اور 5.7 فیصد زائد رہنے کا امکان ہے۔

زرعی خام مال کے معاملے میں پانی کی دستیابی گزشتہ سال سے بہتر رہی جبکہ اپریل تا ستمبر 2014ء کے دوران کھاد (یوریا اور ڈی اے پی دونوں) کے استعمال میں کمی آئی۔ بینک قرضوں کا استعمال گزشتہ سال سے خاصا بہتر ہوا۔

### اہم فصلیں

معلوم ہوتا ہے کہ م 15ء کے دوران اجناس کے زرخوں اور زیر کاشت اراضی کے درمیان ایک طاقتور تعلق موجود ہے۔ کپاس اور چاول کا زیر کاشت رقبہ بڑھا (جس کا سبب گزشتہ سیزن میں فصلوں کے زرخوں میں ہونے والا اضافہ ہے) جبکہ گنے کو گزشتہ سال کی جامد قیمتوں کا نقصان ہوا (شکل 2.1)۔<sup>1</sup> یہ بات قابل ذکر ہے کہ گنے کے زیر کاشت رقبے میں گزشتہ چھ سال کے دوران پہلی بار کمی آئی، گزشتہ پانچ سال میں گنا وہ واحد فصل تھی جس نے سیلاب اور شدید موسمی حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے مضبوطی دکھائی۔ اس کے نتیجے میں فصل کا حجم بڑھتا رہا اور م 14ء تک 67.5 ملین میٹرک ٹن کی تاریخی بلندی پر پہنچ گیا۔

<sup>1</sup> گزشتہ سال کپاس کا زیر کاشت رقبہ بوائی کے وقت پانی کی قلت کے سبب متاثر ہوا تھا۔



بدقسمتی یہ ہوئی کہ بڑھتی ہوئی پیداوار نے کاشتکاروں کی آمدنی پر منفی اثر ڈالا، گئے کے نرخ جامد رہے، کیونکہ شوگر ملوں کے پاس شکر کا وافر ذخیرہ تھا۔ چنانچہ گئے کے نرخ خام مال کی لاگت بڑھنے کے باوجود تبدیل نہیں ہوئے۔<sup>2</sup> دراصل م س 15ء م س 09ء کا عکس معلوم ہوتا ہے جب گئے کے کاشتکاروں اور شوگر ملوں کے مابین نرخوں پر تنازع کی بنا پر گئے کا زیر کاشت رقبہ کم ہو گیا اور اس سے پچھلے سیزن گئے کی شاندار فصل ہوئی تھی۔

اس بات سے قطع نظر ہمارا خیال یہ ہے کہ گئے کی فصل کو پہنچنے والا نقصان م س 09ء کے مقابلے میں م س 15ء میں بہتر انتظامی اقدامات کے ذریعے کنٹرول کر لیا گیا۔ شوگر ملوں نے حکومت کی اجازت سے م س 13ء اور م س 14ء میں بھاری مقدار میں اپنے ذخائر برآمد کیے۔ چنانچہ م س 15ء میں گئے کا زیر کاشت رقبہ کم ضرور ہوا تاہم م س 09ء کے مقابلے میں حالیہ کی محدود رہی (شکل 2.2)۔ علاقائی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ پنجاب کو دیگر صوبوں سے زیادہ نقصان ہوا کیونکہ آنے والے سیلاب سے بھی زیر کاشت اراضی کم ہو گئی۔<sup>3</sup> جہاں تک سندھ کا تعلق ہے تو زیادہ وسیع رقبہ پر گنا کاشت کیا گیا کیونکہ ان علاقوں میں نئی شوگر ملیں لگنے کی بنا پر کاشت کار اپنی آمدنی میں اضافے کے لیے پرامید تھے۔

منڈی سے آنے والی خبریں حوصلہ افزا نہیں تھیں: حکومت نے گئے کی سرکاری قیمت 10 روپے اضافے سے 180 روپے فی من کردی ہے تاہم وہ کاشت کار اور مل مالکان دونوں کو مطمئن نہیں کر سکی ہے۔<sup>4</sup> کاشتکاروں کا دعویٰ ہے کہ 200 روپے فی من سے کم قیمت پر انہیں نفع ہوگا نہ

2 م س 14ء میں کھاد کے نرخ 5 فیصد بڑھے تھے جبکہ کیڑے ماراؤرو باکس (pesticides) دواؤں کے نرخ باقرب 28 فیصد بڑھے۔

3 سپارکو کے تخمینے کے مطابق زبردست بارشوں اور سیلاب نے گئے کا زیر کاشت تقریباً 12.8 ہزار ہیکٹر رقبہ بھی تباہ کر دیا۔ شکر پیدا کرنے والے جو اہم اضلاع متاثر ہوئے ان میں ملتان، مظفر گڑھ اور چنیوٹ شامل تھے۔

4 حکومت نے خریف 2014ء کی سرکاری قیمت 180 روپے فی 40 کلوگرام کا اعلان کیا۔

نقصان، جبکہ مل مالکان کو شکایت ہے کہ ان کے گودام شکر سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ خریداری کی بلند لاگت عام صارفین کو منتقل کرنا چاہتے ہیں لیکن ضوابطی رکاوٹیں حاصل ہو رہی ہیں، جبکہ برآمدی منڈی میں نرخ مندے ہیں۔ حکومت سندھ نے 3 دسمبر کو سرکاری قیمت 155 روپے فی من کا اعلان کیا، تاہم مقامی کاشت کاروں کے احتجاج پر 7 دسمبر کو قیمت بڑھا کر 182 روپے فی من مقرر کر دی۔<sup>5</sup> گئے کے کاشت کاروں اور مل مالکان کے تنازع کے باعث ملک بھر میں کچل کاری تاخیر کا شکار ہو گئی ہے۔<sup>6</sup>

جہاں تک کپاس کی فصل کا تعلق ہے تو کاٹن کراپ آسٹریٹ کمیٹی (سی سی اے سی) نے پیداوار کا ابتدائی تخمینہ 13.5 ملین گانٹھ (فی گانٹھ 170 کلو گرام) لگایا تھا جو گزشتہ سال سے 5.7 فیصد زائد تھا۔ توقع ہے کہ ملکی منڈی میں کم نرخوں کی بنا پر کاشت کار تیسری اور چوتھی چٹائی کا انتظار نہیں کریں گے۔ اس سے قطع نظر، توقع ہے کہ کپاس کی فصل کا حتمی حجم گزشتہ سال سے زائد ہی رہے گا۔ کپاس کی فصل کو زیر کاشت اراضی کے علاوہ گزشتہ سال سے بہتر یافت سے بھی مدد ملنے کی توقع ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ پانی کی دستیابی بہتر رہی اور بوائی کے وقت تصدیق شدہ بیج مل گئے۔<sup>7</sup>

چاول کا معاملہ یہ ہے کہ زیر کاشت رقبہ گزشتہ سال سے 2.1 فیصد بڑھ گیا اور پیداوار 1.5 فیصد بڑھنے کا تخمینہ ہے۔<sup>8</sup> چاول میں بیشتر نمونہ پنجاب میں ہوئی جو گزشتہ سال کے مقابلے میں 2 فیصد رہی۔ پاکستان ادارہ شماریات کے مطابق بعض علاقوں خصوصاً فیصل آباد، جھنگ، چنیوٹ، قصور، اوکاڑہ، ساہیوال اور بہاولنگر کے اضلاع میں گئے اور کئی کی کچھ اراضی پر چاول کی فصل اگائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں باسستی چاول کی یافت پچھلے سال سے کچھ بہتر ہوئی ہے۔ سندھ میں چاول کی پیداوار گزشتہ سال سے 1.1 فیصد بڑھ گئی۔ یاد رہے کہ چاول کی اکثر غیر باسستی اقسام سندھ میں اگائی جاتی ہیں، اور پچھلے چند سال میں ان اقسام کے چاول کی برآمد مسلسل بڑھ رہی ہے۔<sup>9</sup>

### عالمی نرخ: اثرات اور پالیسی اقدامات

عالمی منڈی میں زرعی اجناس کے نرخ مئی 14ء کی تیسری سہ ماہی سے گر رہے ہیں (شکل 2.3)۔ اس رجحان کی بنیادی وجوہات یہ تھیں: عالمی اقتصادی بحالی کے حوالے سے منفی احساسات، توانائی کے کم نرخ، بہتر رسد، اور توقع سے کم صرف،<sup>10</sup> دیگر اجناس کی نسبت کپاس، چاول اور سویا بین کے نرخوں میں کمی زیادہ نمایاں رہی۔ امریکہ، بھارت اور چین میں کپاس کی شاندار فصلیں ہوئیں جن کی مجموعی پیداوار عالمی پیداوار کا 64 فیصد بنتی ہے۔

اس کے علاوہ کپاس کی درآمدی پالیسی میں تبدیلی سے بھی اس کے نرخ گرے۔ حالیہ برسوں میں چین بڑی مقدار میں، یعنی سالانہ تقریباً 15 ملین

<sup>5</sup> اس اضافے کے ساتھ ساتھ مل مالکان کو یقین دہانی کرائی گئی کہ درآمدی رکاوٹوں اور برآمدی کوٹے میں ان کے ساتھ ضروری تعاون کیا جائے گا۔

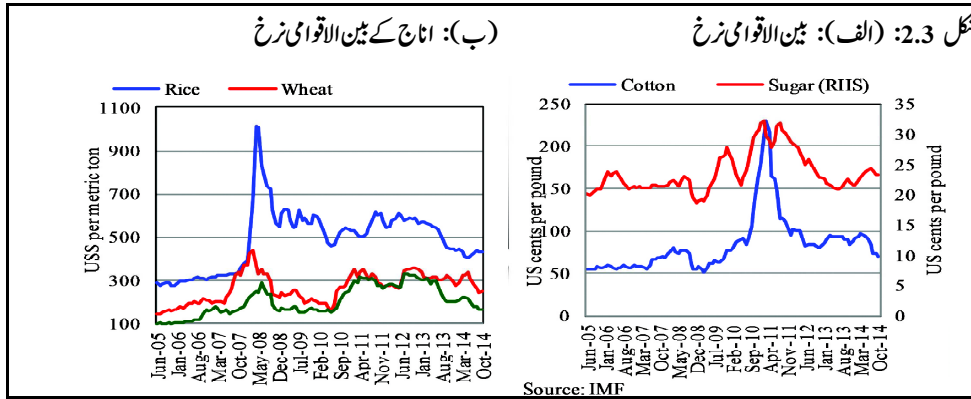
<sup>6</sup> کٹے کی کچل کاری کا آغاز عام طور پر نومبر کے پہلے ہفتے میں ہوتا ہے، تاہم اس سال کچل کاری خاص طور پر حیدرآباد، بدین، نواب شاہ، اور تھرپاکر میں تاخیر سے ہوئی۔ پنجاب میں بھی فیصل آباد، سرگودھا، ساہیوال، اور لاہور کے اضلاع میں کچھ تاخیر ہوئی ہے۔

<sup>7</sup> ماخذ: بخریف 2014ء کی کاٹن کراپ ایڈوائزری کمیٹی کے پہلے اجلاس کی روداد۔

<sup>8</sup> ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

<sup>9</sup> پاکستانی چاول کی مجموعی برآمدات میں غیر باسستی چاول کا تناسب بتدریج بڑھ کر 82 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ کینیا، بنگلہ دیش، عرب امارات، افغانستان اور صومالیہ اس کی اہم منڈیاں ہیں۔

<sup>10</sup> ایک مثال بایوفیوئری تو قح سے کم نمونے جس کا سبب نسبتاً بھاری لاگت ہے۔



گاٹھیں کپاس درآمد کر رہا تھا، اس کا مقصد نہ صرف اپنی ٹیکسٹائل صنعت کی ضروریات کو پورا کرنا تھا بلکہ کپاس کے ذخائر اکٹھا کرنا بھی تھا۔ تاہم حال ہی میں حکومت چین نے کپاس کی درآمد (ملک میں موجود ذخائر کے پیش نظر) نمایاں طور پر کم کر دی ہے، اور اپنے ایشیا سازوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ کپاس درآمد کرنے کے بجائے سرکاری ذخائر سے خریدیں۔<sup>11</sup> تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ اس پالیسی سے بین الاقوامی منڈی میں تقریباً 11 ملین فاضل گاٹھیں آگئی ہیں جس سے ان کے نرخ کم ہو گئے ہیں۔<sup>12</sup>

چاول کا معاملہ یہ ہے کہ پورے مئی 14ء کے دوران بڑھتے ہوئے ذخائر کی بنا پر نرخ گرتے رہے۔ جولائی تا ستمبر 2014ء کے دوران نرخ کسی حد تک بحال ہوئے تاہم گذشتہ سال کے اس عرصے کے مقابلے میں اب بھی خاصے کم ہیں۔ اب تک کی صورتحال یہ ہے کہ 2014ء کی فصل زیادہ اچھی نہیں ہوئی ہے (خصوصاً بھارت، انڈونیشیا، فلپائن اور سری لنکا میں)، اور مستقبل کارہجان اس بات پر منحصر ہوگا کہ ان ملکوں کی حکومتیں عالمی منڈی میں اپنا مال کس طرح لاتی ہیں۔ عالمی بینک کا تخمینہ ہے کہ 2015ء کے اکثر دورانیے میں اجناس کے نرخ کم رہیں گے۔<sup>13</sup>

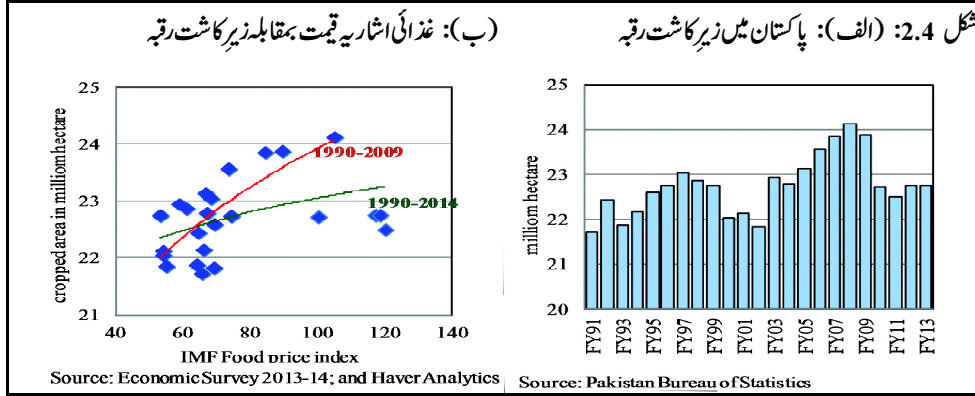
زریعی اجناس کے نرخوں میں کمی کا زرعی رجحانات پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

کاشت کاروں کو ایک سیزن میں اپنی فصل کا جو پھل ملتا ہے، اور وہ اگلے سیزن میں زیر کاشت رقبے کے بارے میں جو فیصلہ کرتے ہیں ان دونوں چیزوں کے درمیان ایک مستحکم ریاضیاتی ربط (correlation) معلوم ہوتا ہے (شکل 2.4)۔ مثال کے طور پر مئی 04ء سے مئی 09ء تک کے دوران بین الاقوامی منڈیوں میں غذائی نرخوں میں اضافے کے امکانات روشن رہے جس سے زرعی آمدنی میں اضافہ ہوا، اور کاشت کاروں کو ترغیب ملی کہ وہ زیادہ رقبہ زیر کاشت لائیں۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 2010ء سے یہ رجحان بدل گیا ہے: پاکستان میں زیر کاشت مجموعی اراضی میں تیزی سے کمی واقع ہوئی ہے حالانکہ غذائی نرخوں میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ یہ بے قاعدگی/تضاد حال میں ماحولیاتی تبدیلیوں کا نتیجہ ہو سکتا ہے جس نے سیلاب اور خشک سالی جیسے شدید موسمی حالات کو جنم دیا اور جن سے فصلوں کے لیے خطرات بڑھ گئے ہیں۔

11 چین نے اپنے مقامی خریداروں کو پابند بنانا شروع کیا ہے کہ وہ 75 فیصد خریداری کھلی ذخائر سے، اور بقیہ 25 فیصد خریداری بین الاقوامی منڈی سے کریں۔

12 بین الاقوامی منڈی میں کپاس کے نرخ جو پہلی گرتا شروع ہوئے مقامی اسٹورز نے دیکھو اور انتظار کرو کی پالیسی اپنائی، اور خریداری کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ کاشت کار چونکہ اپنی پیداوار زیادہ عرصہ روک کر نہیں رکھ سکتے اس لیے وہ کم نرخ پر بیچنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ مئی 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملک میں کپاس کے نرخ 2,200 سے 2,300 روپے فی 40 کلوگرام کے آس پاس رہے جبکہ مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یہ 2,700 سے 2,800 روپے فی 40 کلوگرام رہے تھے۔

13 عالمی بینک کا ”کمؤٹی مارکیٹس آؤٹ لک“ اکتوبر 2014ء۔



زیادہ تفصیل سے بات کی جائے تو جب 2010ء کے سیلاب نے سندھ اور پنجاب میں زرعی مراکز کو نشانہ بنایا تو فصلوں اور مویشیوں کو نقصان ہوا تھا۔ چھوٹے کاشت کار بے گھر ہو گئے تھے اور انہیں بھاری مالی نقصان پہنچا تھا، یہ ایک سیلاب ان کے اثاثے (فصلیں، مویشی، سونا) سب بہا لے گیا تھا۔<sup>14</sup> جیسا کہ شکل 2.4 الف سے ظاہر ہے، موجودہ زیر کاشت رقبہ سیلاب سے پہلے والے زیر کاشت رقبہ کے مساوی اب تک نہیں ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کاشت کار زراعت پر سرمایہ لگانے کے اپنے فیصلے میں پہلے سے زیادہ محتاط ہو گئے ہیں<sup>15</sup> اور اب جبکہ فصلوں کے نرخ گر رہے ہیں، گزراوقات کرنے والے کاشت کاروں سے اس پر شدید رد عمل کی توقع ہے۔

#### پالیسی کیا ہونی چاہیے؟

عام طور پر حکومتیں منڈی میں اسی وقت مداخلت کرتی ہیں جب اجناس کے نرخ گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسی مداخلت طلب ورسد کا فرق دور کرنے اور کاشت کاروں کے نقصانات کو کم کرنے میں کسی حد تک مؤثر بھی ہوتی ہیں۔ تاہم ان اقدامات سے زراعت کی شکل میں مالیاتی لاگت بڑھ جاتی ہے۔

کاشت کاروں کے نقصانات کم کرنے کے لیے حکومت نے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (ٹی سی پی) کو ہدایت کی ہے کہ وہ سندھ اور پنجاب میں کپاس کی خریداری کے اپنے مراکز بحال کرے۔<sup>16</sup> چنانچہ ٹی سی پی نے کاشت کاروں سے کپاس کی ایک ملین گانٹھوں کی خریداری شروع کر دی ہے، اور توقع ہے کہ آخر دسمبر 2014ء تک یہ ہدف پورا ہو جائے گا۔ کپاس کی سرکاری قیمت تین ہزار روپے فی 40 کلوگرام (یعنی گزشتہ سال کے منڈی کے نرخ سے زائد) رکھی گئی ہے تاکہ کاشت کاروں کو مناسب منافع مل سکے۔

اس کے علاوہ حکومت نے گندم کی سرکاری قیمت 1300 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ سال کے دوران حکومت نے گنتے کی سرکاری قیمت بھی بڑھادی ہے، لیکن جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے، یہ اضافہ ملک میں گنتے کی قیمتیں مستحکم کرنے کے لیے کافی نہیں رہا کیونکہ گنتے کے

14 سیلابی پانی اتر جانے کے بعد بھی ان کی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ اپنی زمینوں پر کھاد، معیاری بیج یا توانائی کے استعمال جیسی کوئی چیز لگاتے۔

15 سیلاب سے اراضی کا معیار بھی متاثر ہوا، کیونکہ کاشت کاروں کو اسے قابل کاشت بنانے کے لیے اضافی رقم مختص اور زیادہ کوشش کرنی پڑی۔ نیز، معلوم ہوا ہے کہ بعض علاقوں میں سیلابی پانی اب تک نہیں اترے اور اس نے مٹی کو زیادہ جم کر دیا ہے جس سے وہ اکثر فصلوں کے لیے بے کار ہو گئی ہے۔

16 اس سے پہلے ٹی سی پی نے 2012ء میں روٹی کی ایک ملین گانٹھیں منڈی کے نرخ مستحکم کرنے کے لیے خریدی تھیں۔

کاشت کاروں اور شوگر مل مالکان کے درمیان تنازع جاری ہے۔ اسے کم کرنے کے لیے حکومت نے م س 15ء کے دوران 0.65 ملین ٹن کے لگ بھگ شکر برآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے، اور شکر کی درآمد پر بھی 20 فیصد درآمدی ڈیوٹی عائد کر دی ہے تاکہ ملکی قیمتوں میں تیزی سے کمی واقع نہ ہونے پائے۔

منڈی میں مداخلت کے ان اقدامات سے کاشت کاروں کی آمدنی کسی حد تک مستحکم ہو جائے گی تاہم یہ دیکھا گیا ہے کہ حکومت کی جانب سے خریداری کے اثرات دور رس نہیں ہیں اور صرف بڑے کاشت کار ہی خریدار اداروں کو اپنی پیداوار بیچنے میں کامیاب ہیں۔ چھوٹے کاشت کاروں کو کم قیمتوں کا نقصان سہنا پڑتا ہے کیونکہ وہ اپنی فصل کم نرخ پر آڑھتیوں کے ہاتھ بیچنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ خریداری کرنے والے سرکاری اداروں کے پاس زرعی پیداوار کے ذخائر رکھنے کی مناسب گنجائش نہیں ہے جو اکثر زیاں کا سبب بنتا ہے۔ سرکاری خریداری کا طریقہ کار طویل مدت میں زیادہ شفاف اور شمولیتی بنانے کی ضرورت ہے جس کا فائدہ ملک کے تمام علاقوں اور طبقوں کو ہوگا۔

تاہم حکومت کی جانب سے خریداری واحد حل نہیں ہے، کاشت کاروں کا منافع محفوظ کرنے کے لیے دیگر طریقہ کار بھی ہیں جو منڈی کی بنیاد پر اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر منڈی میں نرخ غیر مستحکم کرنے والے بعض ذرائع کو کم کرنے کے لیے ویز ہاؤس سیدی نظام (warehouse receipt system) ایک ادارہ جاتی طریقہ کار ہے۔<sup>17</sup> اگر یہ طریقہ کار اختیار کر لیا جائے تو کاشت کار اپنی فاضل پیداوار مقررہ گودام تک لے جاسکتے ہیں اور وہاں سے ایک رسید انہیں دی جاسکتی ہے جس پر اس اسٹاک کی مالیت درج ہو، اس رسید کو بینک میں بطور ضمانت/رہن جمع کرانے کی سہولت حاصل ہو، یا پھر اسے بروکر کے ہاتھ بیچ کر نقد رقم لی جاسکتی ہو۔ برازیل، جنوبی افریقہ، امریکہ، اور بلغاریہ ایسے چند ممالک ہیں جہاں پرویز ہاؤس کی رسید کو بطور ضمانت/رہن استعمال کیا جاتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے ویز ہاؤس سیدی مالکاری کا ایک تفصیلی فریم ورک 2014ء میں جاری کیا تھا، اور اس فریم ورک کے نفاذ کی غرض سے ایک ورکنگ گروپ بھی تشکیل دیا تھا جس میں انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن، اے سی ای کنٹرولز اینڈ ایکسپریٹس گلوبل،<sup>18</sup> اور چینیدہ کرسٹل بینکوں کے نمائندے شامل تھے۔

کاشت کاروں کو نرخوں کے تغیر سے بچانے کے دیگر طریقے دارالمبادلہ اجناس (commodity exchanges) اور بازار مستقبلات ہیں۔ یہ بازار بنیادی طور پر اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ کاشت کاروں کو ان کی فصل کی مخصوص مقدار کے بدلے مقررہ وقت تک مناسب طور پر مستحکم قیمت ملے۔ گزراوقات کرنے والے کاشت کار بھی زیادہ پیداوار لگا سکتے ہیں بشرطیکہ انہیں اس بات کا پیشگی علم ہو کہ انہیں اپنی فصل پر کیا منافع ملے گا۔ بھارت، چین اور برازیل نے اپنے یہاں دارالمبادلہ اجناس متعارف کرا کر نرخوں کے تغیر کے اثرات کا مبادی کے ساتھ کم کیے ہیں۔<sup>19</sup>

آخر ا، قیمتوں میں منفی ردوبدل سے کاشت کاروں کو تحفظ دینے کے لیے فصلی بیمہ بھی ایک طریقہ ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ میں فصل سے ہونے والی آمدنی کو تحفظ دینے والی پراڈکٹس دستیاب ہیں جو مجموعی پیداواری آمدنی کا بیمہ کرتی ہیں چنانچہ یافت اور نرخ میں تغیر، دونوں کی وجہ سے ہونے والے خطرات کا ان کی مدد سے خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تاہم ایسی مالی پراڈکٹس کے لیے بخوبی کام کرنے والے اجناس کے دارالمبادلہ اور منڈیاں

<sup>17</sup> تفصیل کے مطابق چھوٹے کاشت کاروں کو اپنی فصل فروخت کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے خواہ منڈی کے نرخ گرے ہوئے ہی ہوں، کیونکہ ان کا کاشت کاروں کو اپنے مزاجوں کو مز دوری ادا کرنے کی خاطر اور فصل کے بعد کے بعض اخراجات کے لیے نقد چاہیے۔ چنانچہ اپنی پیداوار کا ذخیرہ رکھنا اور نرخ بحال ہونے کا انتظار کرنا ان کے لیے مشکل ہوگا۔

<sup>18</sup> اے سی ای گلوبل گوداموں کی تعمیر اور اجناس کی معیار سازی کے لیے تکنیکی تعاون کرتی ہے۔

<sup>19</sup> [http://unctad.org/en/docs/ditcom20089\\_en.pdf](http://unctad.org/en/docs/ditcom20089_en.pdf)

جدول 2.2: زرعی قرضے کی تقسیم بلحاظ مقصد		
ارب روپے	پہلی سہ ماہی م س 14ء	پہلی سہ ماہی م س 15ء
1۔ پیداواری قرضے (الف+ب+ج+د+ه+و)	66.5	86.1
الف۔ فصلیں	24.7	30.1
ب۔ باغبانی	1.6	2.0
i۔ سبزیاں	0.6	0.8
ii۔ پھل	1.0	1.2
ج۔ گلہ بانی اور ڈیری	12.2	19.4
د۔ مرغابی	19.7	16.8
ه۔ کارپوریٹ فارمنگ	0.2	0.5
و۔ دیگر	8.1	17.3
2۔ ترقیاتی قرضے (الف+ب+ج+د+ه)	4.3	12.0
الف۔ فصلیں	1.9	3.6
i۔ ٹریکٹر	0.9	1.7
ii۔ کھیتی باڑی کی مشینری	0.1	0.1
iii۔ ٹیوب ویل	0.1	0.1
iv۔ دیگر	0.8	1.7
ب۔ گلہ بانی اور ڈیری	2.2	5.8
ج۔ مرغابی	0.2	0.5
د۔ کارپوریٹ فارمنگ	0	2.0
ه۔ دیگر	0.01	0.1
کل مجموعہ (2+1)	70.8	98.1
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان		

ضروری ہیں نیز پیداوار کی مقدار اور نرخ کے بارے میں قابل بھروسہ معلومات موجود ہونی چاہئیں۔

#### زرعی قرضہ

م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرعی قرضہ سال بسال 38.5 فیصد بڑھا، اس اضافے سے کمرشل بینکوں کو اپنے سالانہ ہدف 500 ارب روپے کا 20 فیصد پورا کرنے کا موقع ملا۔ یہ رجحان حوصلہ افزا ہے، کیونکہ عام طور پر بینک اپنے سالانہ اہداف پورا کرنے کے لیے سال کی آخری دو سہ ماہیوں میں زرعی قرضے تیزی سے تقسیم کرنے لگتے ہیں۔ دوران سال یوں تو تمام بینکوں نے زرعی قرضوں میں عمدہ نمود کھائی تاہم ملکی نجی بینکوں اور اسلامی بینکوں کی کارکردگی زیادہ نمایاں ہے۔

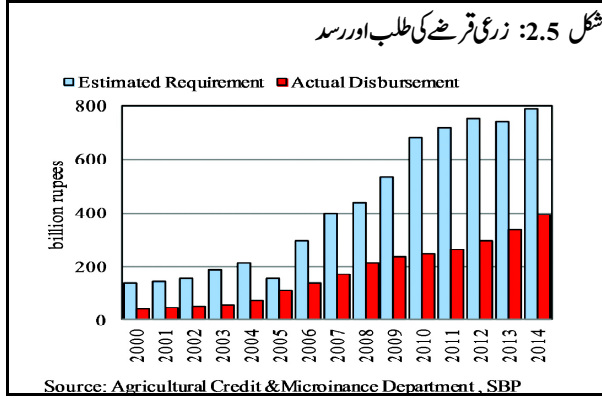
سہ ماہی کے دوران فصل کے شعبے میں سب سے بھاری مقدار پیداواری قرضوں کی رہی جس کی توقع بھی تھی، قرضوں کی مجموعی تقسیم میں پیداواری قرضوں کا تناسب تین چوتھائی سے زائد ہے۔ تاہم

م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ترقیاتی قرضوں میں بھی مستحکم نمو ہوئی اگرچہ ان کی مقدار غیر نمایاں رہی (جدول 2.2)۔ سہ ماہی کے دوران زیادہ تر ترقیاتی قرضے شعبہ گلہ بانی کو ملے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روشن امکانات والے اس شعبے میں بینکوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ مزید برآں، بینکوں کا تقریباً نصف قرضہ گزر اوقاتی کاشت کاروں کو ملا<sup>20</sup> جبکہ دو زمروں یعنی کفایتی (economic)<sup>21</sup> اور بالائے کفایتی (above-economic)<sup>22</sup> کو تقریباً 25، 25 فیصد حصہ ملا۔

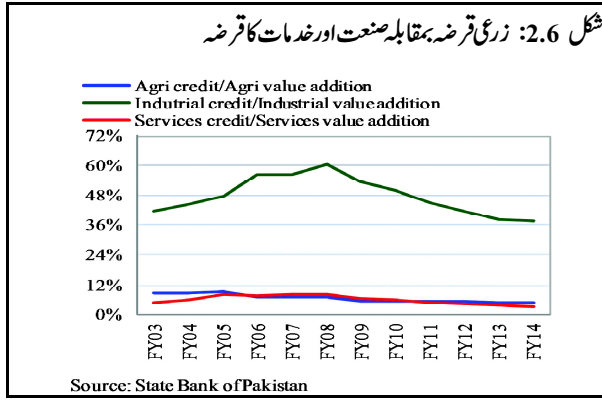
#### زرعی قرضہ: طلبی اور رسدی پہلوؤں کی رکاوٹوں کا تجزیہ

پاکستان کے زرعی شعبے کی مستحکم نمو کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ زراعت کے روایتی طریقے چھوڑ کر جدید طریقے اپنائے جائیں جس کے لیے

20 گزر اوقاتی کاشت کار پنجاب اور خیبر پختونخوا میں 12.5 ایکڑ کے مالک ہیں جبکہ سندھ میں 116 ایکڑ اور بلوچستان میں 132 ایکڑ تک اراضی کے مالک ہیں۔  
21 کفایتی کاشت کار پنجاب اور خیبر پختونخوا میں 12.5 ایکڑ سے 150 ایکڑ تک کے مالک ہیں جبکہ سندھ میں 116 ایکڑ سے 164 ایکڑ اور بلوچستان میں 132 ایکڑ سے 164 ایکڑ اراضی کے مالک ہیں۔  
22 بالائے کفایتی کاشت کار پنجاب اور خیبر پختونخوا میں 150 ایکڑ سے زائد اراضی کے مالک ہیں جبکہ سندھ اور بلوچستان میں 164 ایکڑ سے زائد اراضی کے مالک ہیں۔



تصدیق شدہ بیجوں کا استعمال بڑھانا ہوگا، پانی کو سمجھ داری سے اور کھاد کو متوازن طریقے سے استعمال کرنا ہوگا، اور کھیتی باڑی میں مشینوں کو فروغ دینا ہوگا۔ تبدیلی کے اس عمل میں رسمی شعبے سے زرعی قرضے کی مناسب فراہمی بے حد اہم ہے، کیونکہ رقم نہ ہونے سے کاشت کار کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں پڑتا کہ وہ وہی روایتی طریقے اپنائے رکھے جو فصل کی کم یافت کے بڑی حد تک ذمہ دار ہیں۔



اسٹیٹ بینک کے تخمینے کے مطابق زرعی قرضے کی تقریباً نصف ضروریات پوری ہونے سے رہ جاتی ہیں چنانچہ کاشت کاروں کو مجبوراً آڑھتوں اور دیگر غیر رسمی منہجے ذرائع پر انحصار کرنا پڑتا ہے جس کے نتیجے میں کاشت کاروں کا ممکنہ طور پر استحصال ہوتا ہے (شکل 2.5)۔<sup>23</sup> اسی طرح زرعی شعبے کو دیے گئے قرضے اور اس کے نتیجے میں اضافہ قدر کا باہمی تناسب گزشتہ برسوں کے دوران بہت کم رہا ہے، خصوصاً جب اس کا موازنہ صنعتی شعبے سے کیا جائے (شکل 2.6)۔ مختلف شعبوں، خاص کر زرعی شعبے کے لیے قرضہ متوازن طور پر مختص کرنے کی خاطر بینکوں خصوصاً بڑے کمرشل بینکوں کو عہدہ مہارتیں اور کاروبار کی سمجھ بوجھ درکار ہوتی ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ زرعی قرضے کے پھیلاؤ میں رکاوٹیں زیادہ تر رسدی نوعیت کی ہیں۔ مثال کے طور پر کاشت کاروں کو خصوصاً ان کو جو چھوٹے اور گزر اوقات کرنے والے ہیں، بینکوں کے پاس آنے سے جھجک ہے، کیونکہ بینکوں کے حوالے سے ان کے ذہن میں کچھ خدشات ہوتے ہیں، بینکوں کے غیر دوستانہ اور گراں بار طریقہ کار ان خدشات کو مزید قوی کر دیتے ہیں۔ اگر بینک اپنے انفراسٹرکچر میں سرمایہ لگائیں، زرعی مالکاری کے شعبے میں عملہ بھرتی کریں اور اسے تربیت دیں، اور قرضہ دینے کے اپنے طریقے مزید سادہ اور آسان بنائیں تو یہ رکاوٹیں دور کی جاسکتی ہیں۔ اس سلسلے میں ان نکات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے: (i) رقوم کے استعمال کے ایسے دیگر طریقے ان کو دستیاب ہیں جن میں خطرات بھی کم ہیں، مثلاً ٹی بی/پی آئی بی میں سرمایہ کاری، (ii) اراضی کی ناقص دستاویزیت اور رہن اشیا کی ضبطی (foreclosure) کے غیر موثر قوانین، جن کی

<sup>23</sup> منصوبہ بندی کے صوبائی محکمے قرضے کی ضروریات کا تخمینہ لگاتے ہیں جس کے لیے وہ فی یونٹ پیداواری لاگت، مجموعی زرعی کاشت اراضی، اور اس کی رقوم کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ نیز، ذیلی شعبوں مویشی، مرغابی اور مانی گیری کی پیداواری اور ترقیاتی لاگت پر بھی توجہ دی جاتی ہے تاکہ ملک میں قرضے کی مجموعی طلب معلوم کی جاسکے۔ مالی شمولیت کی صورت حال اور بھی مایوس کن ہے، زرعی شماری 2010ء کے مطابق ملک میں زرعی گھرانوں کی تعداد 8.3 ملین ہے جن میں سے صرف 2.3 ملین کو زرعی ذرائع سے خدمات میسر ہیں۔

وجہ سے مناسب رہن کا مسئلہ مزید سنگین ہو جاتا ہے، (iii) ایسی محدود (روایتی) پراڈکٹس جو صرف بڑے (شہری) کاشت کاروں کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں اور مانی گیری، گلہ بانی، اور باغبانی جیسے شعبوں کا احاطہ نہیں کرتیں، (iv) قرضے سے منسلک خطرات کا بلند ہونا،<sup>24</sup> اور (v) محدود رسائی۔ ان عوامل کے ساتھ ساتھ، زرعی قرضے کے سلسلے میں کھیتوں کا دورہ اور معائنہ بھی شامل ہوتا ہے جسے شہروں میں رہنے والے بینکار ناپسند کرتے ہیں، خاص طور پر اس لیے بھی کہ یہ آسان طریقہ ان کے لیے موجود ہے کہ وہ بڑے کاروباری اداروں خصوصاً حکومت کو قرضہ دیں۔

یہ صورتحال خطرہ قرض کے انتظام کے لیے منظم کوششوں کا تقاضا کرتی ہے۔ ان کوششوں میں انتظام خطرہ کے حفاظتی اقدامات کے ساتھ ساتھ وہ اقدامات بھی شامل ہیں جو بینکاری صورتحال کے بعد متاثرہ قرض گیروں کو ریلیف دینے کے لیے کیے جائیں۔ اسٹیٹ بینک اس بات سے آگاہ ہے کہ خطرات کم کرنے اور زرعی شعبے کی پائیدار ترقی کی غرض سے بینکوں کی کوششوں میں تعاون کے لیے ایسے پالیسی اقدامات کیے جائیں جن میں مارکیٹ کو پیش نظر رکھا گیا ہو۔ چنانچہ وہ زرعی مالکاری کے لیے وقتاً فوقتاً رہنما ہدایات جاری کرتا رہتا ہے (بکس 2.1)۔

بکس 2.1: زرعی قرضے کی سہولت کے لیے اسٹیٹ بینک/حکومت پاکستان کی اعلان کردہ اسکیمیں  
قرض ضمانت اسکیم (Credit Guarantee Scheme)

چھوٹے اور دیہی اداروں کے لیے قرض ضمانت اسکیم 2010ء میں متعارف کرائی گئی جس کا مقصد کم آمدن کاشت کاروں کو مالکاری کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ اگر کوئی قرض نادرندہ ہو جائے تو اسکیم کے تحت قرضے کی 40 فیصد تک اصل رقم یعنی جزوی ضمانت بینکوں کو دی جاسکتی تھی۔ یہ اسکیم زیادہ سے زیادہ 2 ملین روپے پانچ سال تک کے لیے جاری کر سکتی تھی۔

خرید مالکاری قرض ضمانت اسکیم (Microfinance Credit Guarantee Facility)  
اس اسکیم نے خرید مالکاری اداروں کو کمرشل بینکوں کے ساتھ ساتھ سرمایہ منڈیوں سے رقم اکٹھا کرنے میں مدد دی ہے۔ یہ رقم آگے چل کر خرید مالکاری کے خواہشمند منڈوں کو بطور قرض دی جاتی ہے۔ یہ اسکیم ہندگی کی صورت میں اصل رقم کا جزوی یعنی 40 فیصد تک (یا اولین نقصان کی صورت میں 25 فیصد) تحفظ دیتی ہے۔

فصلی قرضے کی بیمہ اسکیم (Crop Loan Insurance Scheme)  
حکومت کے تعاون سے شروع کی جانے والی اس اسکیم نے کاشت کار طبقے کو مختلف دھچکوں سے بچانے میں کافی مدد کی ہے۔ حکومت نے 2014-15ء کے بجٹ میں پانچ اہم فصلوں کے بیجے کے لیے 2.5 ارب روپے مختص کیے ہیں۔ جن کاشت کاروں کے پاس 125 ہیکٹر تک زمین ہے ان کی جانب سے حکومت فی ہیکٹر 2 فیصد بیمہ پر بیمہ ادا کرے گی۔

گلہ بانی کے لیے قرضے کی بیمہ اسکیم (Livestock Loan Insurance Scheme)  
اسی طرح 2013ء میں گلہ بانی کے لیے قرضے کی بیمہ اسکیم کا اعلان کیا گیا جس کا مقصد کھیتی باڑی کے جانوروں کی اموات سے ہونے والے نقصان سے تحفظ دینا تھا، اس کی پریمیم قیمت 4 فیصد تک تھی۔ بینک قرضہ لینے والے چھوٹے اور نظر انداز کیے گئے کاشت کاروں کو درپیش خطرات سے تحفظ دینے کے لیے حکومت نے بجٹ میں 300 ملین روپے مختص کیے ہیں۔ اسکیم کے تحت 10 تک فاری جانور خریدنے پر حکومت پریمیم کی شکل میں زراعت دے گی۔ بعض بینکوں نے جانوروں کی پوری اور ان کی جزوی معذوری کو بھی اسکیم کے تحت تحفظ میں شامل کیا ہے۔

کنٹر ایکٹ کاشت کار/ویلیو چین مالکاری  
چونکہ چھوٹے کاشت کار عموماً بینکوں کے لیے قابل قبول رہن کے مالک نہیں ہوتے اس لیے ویلیو چین مالکاری کے بارے میں رہنما ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ ویلیو چین مالکاری سرفریقی معاہدے کے تحت ایک دوسرے کے فائدے کے لیے کام کرتی ہے جس میں ویلیو چین کے مختلف ارکان یعنی کاشت کار، خام مال کے پلازہ، پراسیسر، تاجر اور مالکاری کرنے والا بینک شامل ہو سکتا ہے۔ قرضہ لینے کا خواہاں کاشت کار یا ان کا ایک گروپ ایک فرم کے ساتھ اس بات کا معاہدہ کر لیتا ہے کہ وہ اپنی پیداوار کی مخصوص مقدار اسے فراہم کرے گا جس کے عوض وہ قرضہ لے سکے گا۔

مندرجہ بالا کے علاوہ دیگر شعبوں مثلاً مانی گیری، مرغیانی، باغبانی، اور آبی انتظام کی سرگرمیوں کے بارے میں بھی رہنما ہدایات بینکوں کی سہولت کے لیے موجود ہیں تاکہ وہ اپنا زرعی جزدان متنوع بناتے ہوئے کوئی پراڈکٹ تیار کر سکیں جس سے انہیں اپنا خطرہ قرض گھٹانے میں بھی مدد ملے۔ اسی طرح اسلامی بینک یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ دیہی اور زرعی منڈیوں کی مالکاری ضرورت پوری کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔

24 2014ء کے دوران صنعتی شعبے کے اوسط غیر فعال قرضے 12.8 فیصد رہے، اس کے مقابلے میں زرعی شعبے کے 13.8 فیصد تھے جو نسبتاً بلند ہیں تاہم زرعی شعبے کے غیر فعال قرضوں میں بتدریج کمی ہو رہی ہے۔

مستقبل میں پیش آنے والی حقیقی دشواری یہ ہے کہ ان چھوٹے اور غیر اہم قرار دیے گئے کاشت کاروں کو قرضے تک رسائی دی جائے جو اب تک بینکاری سہولت حاصل نہیں کر پائے ہیں۔ انہیں بینکاری سہولتوں کے دائرے میں لانے کے لیے بینکوں کو اپنے قرضے کی خدمات کو (تکنیکی تعاون کے ساتھ) ایک مشمولاتی شکل (package) دینے کی ضرورت ہوگی تاکہ یہ کاشت کار اپنا کاروبار چلانے میں مدد پاسکیں۔ اس سلسلے میں انڈونیشیا، فلپائن، تھائی لینڈ اور بنگلہ دیش کے کامیاب تجربات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جنہوں نے بالترتیب بینک رکیات، لینڈ بینک، بینک فار ایگریکلچر اینڈ ایگریکلچرل کوآپریٹوز اور گرامین بینک کے ذریعے کام کیا، ان کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ بینک کاشت کار برادریوں کے ساتھ قریبی روابط رکھ کر کام کر سکتے ہیں اور انہیں ضمانت سے پاک قرضے فراہم کر کے ذخائر اور مارکیٹنگ جیسی سہولتوں میں مدد دے سکتے ہیں۔

مزید برآں، بینک کاشت کاری کے آلات پر سرمایہ لگانے کی پیداواری صلاحیت بڑھانے میں بھی مدد دے سکتے ہیں۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ایک ایسا طریقہ کار لانے کی ضرورت ہے جو کاشت کاروں، مالی اداروں، توسیعی خدمات، اور صوبائی محکمہ ہائے زراعت کے مابین روابط استوار کرے جس کے ذریعے اطلاعات کارگر طریقے سے پہنچائی جائیں، اور کاشت کار طبقے کو خدمات فراہم ہوں۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک کا ایک اچھوتا منصوبہ تاجر اور ایجنٹ کی وساطتی قرض گاری (TRAIL - trader-agent intermediated lending) ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا رابطہ استوار کر کے چھوٹے اور درمیانے کاشت کاروں کو بینکوں کی قرض گاری بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے (بکس 2.2)۔

#### بکس 2.2: ایجنٹوں کی وساطتی قرض گاری: بنیادی کی کہانی

چھوٹی اور درمیانی گنجائش کے کاشت کاروں کو بینک قرضے کے حصول کے لیے جس بڑی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ضمانت یا رہن ہے۔ چنانچہ اگر اختراعاتی طریقے اپناتے ہوئے ضمانت یا رہن کا مطالبہ ختم کر دیا جائے تو یہ انقلابی تبدیلی ہوگی۔ اس تصور کو ذہن میں رکھ کر اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ایک تجرباتی منصوبے پر کام کیا جس میں چھوٹی اور درمیانی گنجائش کے کاشت کاروں کو ضمانت پر قرضہ دینے کی جگہ ”تاجر اور ایجنٹ کی وساطتی قرض گاری“ (TRAIL - trader-agent intermediated lending) متعارف کرائی گئی۔ اس طریقے میں ایک تیسرا فریق ضمانت کار (guarantor) کی حیثیت سے شریک تھا (تجرباتی منصوبے میں بنیادی شوگر ملز لیونڈ) جس نے چھوٹی اور درمیانی گنجائش کے کاشت کاروں کو زری بینک کا قرضہ کتنے کی رسد کے عوض حاصل کرنے میں مدد دی۔ اس تجرباتی منصوبے کا تمام متعلقہ فریقوں نے خیر مقدم کیا، وصولی کی شرح سو فیصد رہی اور سودی اخراجات مارکیٹ کے مقابلے میں کم رہے۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان تمام متعلقہ فریقوں کو ایک میز پر لایا، پراڈکٹ کے ڈیزائن پر عمل کرایا قرض لینے والے کاشت کاروں کی نگرانی کی، اور ابھرنے والے تنازعات کو سلجھایا۔ گئے کئے چھوٹے اور درمیانے کاشت کاروں کو قرضہ فراہم کرنے کے لیے ایک بڑے کمرشل بینک کو منتخب کیا گیا، بنیادی شوگر ملز کی کارپوریٹ ضمانت حاصل رہی۔ قرضے کے بہت سے خواہش مندوں میں سے چند قابل کاشت کاروں کو بنیادی شوگر ملز نے منتخب کیا اور معمولی فیس وصول کی، اسی ملز نے منتخب کاشت کاروں کی نگرانی کی، بینک نے منتخب کاشت کاروں کو قرضہ جاری کیا جنہوں نے اپنی فصل مارکیٹ ریٹ پر بنیادی شوگر ملز کو فروخت کر دی۔ بینک نے نسبتاً کم شرح سود عائد کی کیونکہ قرضے کو بنیادی شوگر ملز کی کارپوریٹ ضمانت حاصل تھی۔ معاہدے کے تحت کاشت کار پابند تھا کہ اپنی فصل اسی شوگر مل کے ہاتھ فروخت کرے، جس نے دیا گیا بینک قرضہ چکانے کے بعد باقی رقم کاشت کار کے کھاتے میں منتقل کر دی۔

پہلے سال (2013ء میں) کئے گئے 44 کاشت کاروں میں 3.6 ملین روپے جیسی چھوٹی رقم تقسیم کی گئی۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، سو فیصد قرضہ واپس لے لیا گیا۔ دوسرے سال (2014ء میں) 21.7 ملین روپے تقسیم کیے گئے۔ بنیادی شوگر ملز کے کچل کاری سیزن 15-2014ء شروع ہونے کے ڈیڑھ مہینے کے اندر 59 فیصد قرضہ واپس بھی لیا جا چکا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ مارچ 2015ء میں ملز کے کچل کاری سیزن کے اختتام پر قرضہ پورے کا پورا واپس لے لیا جائے گا۔

ہم اپنے شرکا، یعنی بینک اور بنیادی شوگر ملز کی ترقی پسند اندسوج اور کوششوں کو سراہتے ہیں، جنہوں نے اس تجربے کو تکمیل کو پہنچایا۔ اس منصوبے کے نتائج یہاں دستیاب ہیں:

بلوچ کے اے، اور چوہدری ایم اے (2014ء) Agent Intermediated Lending: The Matiari Case Study، اسٹیٹ بینک آف پاکستان، شعبہ تحقیق، اویڈنٹل ریسرچ پیپرز۔

### 2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

م 15ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمونہ ہو کر 2 فیصد رہ گئی جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں نمونہ 6.7 فیصد رہی تھی۔ حالیہ کی کئی صنعتوں میں وسیع البیاد دست روی کا نتیجہ ہے، 15 ذیلی شعبوں میں سے 9 کی پیداوار زیر جائزہ عرصے کے دوران کم ہو گئی (جدول 2.3)۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمونہ کی کا ایک جزوی سبب تو کھاد میں گزشتہ سال سے اساسی اثر ہو سکتا ہے، تاہم مختلف نوعیت کے مسائل اس نمونہ میں حائل رہے مثلاً: (i) سوتی دھاگے کی برآمدی طلب کا متواتر کمزور ہونا، (ii) کئی صنعتوں میں گیس کی قلت ہونا (مثلاً پنجاب کی ٹیکسٹائل، کاغذی، شیشہ،

جدول 2.3: بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمونہ کے رجحانات۔ پہلی سہ ماہی						
وزن	نمونہ			فیصدی حصہ		
70.3	م 13ء	م 14ء	م 15ء	م 13ء	م 14ء	م 15ء
5.4	16.1	9.4	13.9	86.3	4.7	24.1
4.6	-1.2	-4.8	13.3	-13.3	-4.1	33.7
3.6	5.2	2.3	3.2	81.5	3.0	13.5
0.3	33.6	-0.4	6.5	23.2	0.0	1.5
0.4	-12.9	-23.8	1.3	-11.7	-1.5	0.2
1.7	1.6	4.2	7.3	7.3	1.6	9.0
21.0	-0.5	2.4	1.0	-30.0	11.4	15.6
13.0	-0.6	3.0	1.2	-22.9	9.1	12.1
7.2	-0.3	0.9	0.1	-6.7	1.5	0.5
12.4	6.5	8.7	1.6	172.2	19.6	12.3
2.2	6.4	8.7	7.5	44.3	5.2	-15.3
0.4	18.2	7.1	21.8	20.2	0.7	7.7
5.5	3.4	12.7	4.9	39.9	12.3	17
2.0	-11.2	15.9	8.5	-37.7	3.8	7.5
2.3	14.5	19.7	1.0	98.6	12.3	2.5
5.4	3.9	1.0	0.9	77.4	1.7	4.6
5.3	4.0	0.8	1.0	79.9	1.3	5.1
4.4	-27.0	44.6	-4.1	-334.6	32.4	-13.5
0.9	-10.0	13.0	0.1	-37.1	3.5	0.1
0.6	-13.1	-6.1	-81.2	-22.0	-0.7	-28.2
70.3	0.5	6.7	2.0	100.0	100.0	100.0
بڑے پیمانے کی اشیا سازی بحیثیت مجموعی						
* شکر کی پیداوار کا تخمینہ اس جدول میں نہیں دیا گیا ہے کیونکہ گنے کی کٹان کاری مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں شروع ہوتی ہے۔						
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						

جدول 2.4: یورپا کی پیداوار (ہزار ٹن)					
استعداد کا استعمال (فیصد)		پیداوار			
م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	گیس فیڈ	کپنی
85.4	78.3	485.5	445.3	ایم جی سی ایل	ای ایف ای آر ٹی
115.9	117.5	593.4	601.7		ایف ایف سی
96.9	116.0	174.0	208.1	ایم جی سی ایل	پاک سعودی
126.1	118.4	419.4	393.6	ایم جی سی ایل	جی ماچی
40.2	48.6	55.4	66.9	ایس ایس جی سی	ایف ایف بی ایل
74.0	67.7	109.5	100.2		فاطمہ
87.6	80.2	109.5	100.2	ایم جی سی ایل	فاطمہ
0.0	0.2	0.0	0.0	ایس این جی بی ایل	پاک عرب
7.4	21.9	8.3	24.4	ایس این جی بی ایل	ڈی ایچ سی ایل
32.3	84.8	34.9	91.8	ایس این جی بی ایل	ایگری ٹیک
81.1	83.9	1,287.0	1,330.5		مجموعہ
			486.5	162.0	ابتدائی ذخائر (پہلی سہ ماہی)
ماخذ: این ایف ڈی کی متعدد رپورٹیں					

چھڑا صنعت، اور کھاد کے بعض کارخانے وغیرہ)، اور (iii) شعبوں سے مخصوص عوامل، مثال کے طور پر لکڑی کے بڑھتے ہوئے نرخوں اور بجلی کی قلت کی بنا پر چپ بورڈ کے ایک بڑے کارخانے کی بندش، اور خوردنی تیل کی ملکی پیداوار کے بجائے اس کی درآمد۔

ان عوامل نے نہ صرف گاڑیوں اور فولاد میں ہونے والی اس عمدہ نمو کو ماند کر دیا جو م 15ء کے ابتدائی تین ماہ میں ہوئی تھی بلکہ اجناس کے عالمی نرخوں میں ہونے والی کمی کے اثرات کو بھی دھندلا دیا۔

#### کھاد کی پیداوار میں اساسی اثر اور

#### گیس کی قلت رکاوٹ بنی

م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کی پیداوار 4.1 فیصد گر گئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں

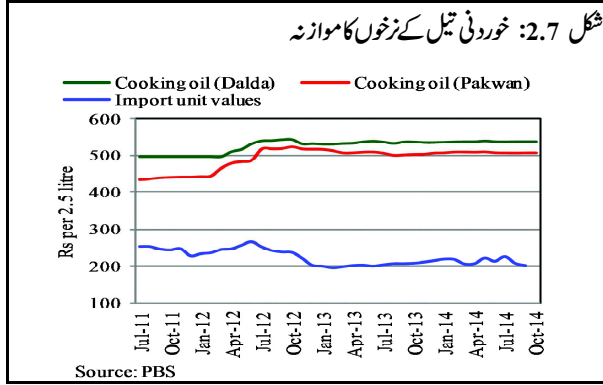
شاندار 44.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ حالیہ کمی کا سبب یہ تھا کہ حکومت نے چند کھاد ساز اداروں کو گیس کی رسد کم کرنے کا فیصلہ کیا۔

ان فرمز سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو سہ ماہی کے دوران کھاد کی پیداوار گذشتہ سال کی سطح سے معمولی سی زائدرہی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اینگرو کو ماری گیس فیڈ سے ملنے والی اضافی رسد، جس نے گذشتہ سال کی پیداوار میں زبردست اضافہ کیا تھا، اس سال بھی برقرار رہی (جدول 2.4)۔

دریں اثنا، م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یورپا کا صرف گذشتہ سال کی نسبت سال بسال 3.5 فیصد بڑھا۔ تاہم پاکستان نے اس سال یورپا درآمد نہیں کی کیونکہ جمع شدہ ذخائر سے رسد بہتر رہی۔

#### سویتی دھاگے کو سست طلب اور بے قاعدہ گیس نے متاثر کیا

سویتی دھاگے کی پیداوار کو طلب اور رسد دونوں کے مسائل درپیش رہے۔ سویتی دھاگے کی درآمدی طلب گذشتہ سال سے ماند رہی ہے، اور خاص کر چین کی درآمدی پالیسی بدلنے کے بعد سے ایسا ہوا ہے۔ رسدی پہلو سے، پنجاب میں واقع ٹیکسٹائل ملین گیس کی قلت کی بنا پر سویتی دھاگے کی تیاری میں اس سال بھی سست رہی۔ صورتحال اب بھی نہیں بدلی ہے۔ گیس کی شدید قلت کے باعث حکومت نے گیس کی لوڈ شیڈنگ کا منصوبہ وقت سے پہلے ہی یعنی نومبر 2014ء میں نافذ کر دیا اور پنجاب کے ٹیکسٹائل یونٹوں کو گیس کی فراہمی روک دی۔ تاہم اس فیصلے کو ٹیکسٹائل صنعت کی درخواست پر عارضی طور پر روک لیا گیا ہے۔<sup>25</sup>



جدول 2.5: گاڑیوں کی پیداوار میں نمو - پہلی سہ ماہی					
فیصد					
م 15ء	م 14ء	م 13ء	م 12ء	م 11ء	
11.5	-5.3	-11.9	4.2	23.0	جیپ/کار
125.7	2.0	-16.3	-33.9	8.0	ٹرک
85.2	-43.8	156.4	-69.1	-5.1	ٹرکٹر
3.2	3.3	-11.3	10.8	24.5	ایل سی ڈی
2.5	5.8	-4.5	18.0	14.6	موٹر سائیکل
14.0	-4.8	-1.2	-3.4	14.1	مجموعی

ماخذ: پاکستان فزٹریات

گیس کی قلت نے کاغذ اور گتے کی

صنعت پر بھی اثر ڈالا

پنجاب میں گیس کی قلت م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کاغذ اور منسلک صنعتوں کی پیداوار میں حائل رہی۔ کاغذ سازی کے دو سب سے بڑے کارخانے، مارکیٹ میں جن کا حصہ تقریباً 60 فیصد ہے، اسی علاقے میں واقع ہیں۔ گیس نہ ہونے سے کاغذی صنعت کو فرنس آئل پر انحصار کرنا پڑتا ہے جس سے پیداواری لاگت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ م 15ء کی پہلی سہ ماہی میں ایک بڑا کاغذ ساز ادارہ اپنی پیداوار گھٹانے پر مجبور ہوا۔

خوردنی تیل کی درآمد نے ملکی

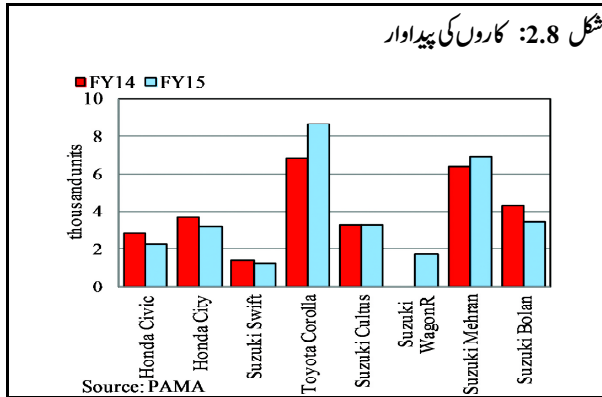
پیداوار کم کر دی

خوردنی تیل کی پیداوار م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 3.2 فیصد گر گئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں یہ 8.7 فیصد بڑھی تھی۔ پاکستان کی خوردنی تیل کی پیداوار کا بڑی حد تک پام آئل کی درآمد پر انحصار ہے، پام آئل کو مزید پراسسنگ اور پیکنگ کے بعد مختلف ورائٹیوں میں لایا جاتا ہے۔ تاہم حال ہی میں یہ رجحان تھوڑا تبدیل ہوا ہے۔ پاکستان اور ملائیشیا کی فرموں کے اشتراک سے ملائشین خوردنی تیل م 14ء میں پاکستان میں متعارف کرایا گیا ہے۔<sup>26</sup> اس اشتراک میں ملائشین پام آئل بورڈ فعال طور پر شامل ہے۔ ان انتظامات کے تحت صاف شدہ، رنگ اور بو سے پاک (آر بی ڈی) پام آئل پیکنگ میں درآمد کر کے براہ راست تجارتی اور گھریلو صارفین کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ یہ رجحان یوں بھی پروان چڑھا کہ درآمدی پام آئل کی قیمت ملکی برانڈز کی قیمتوں سے کم ہے (شکل 2.7)۔

گاڑیوں کی طلب

م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گاڑیوں کی پیداوار میں نمو چار سال کی بلند ترین سطح 14 فیصد تک جا پہنچی (جدول 2.5) جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 4.8 فیصد کی واقع ہوئی تھی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ زیر جائزہ عرصے میں کاروں، ٹرکوں اور ٹریکٹروں کی پیداوار میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔

<sup>26</sup> کراچی میں قائم ہونے والے پتھری کوئنگ اور سن یاک کوئنگ آئل م 14ء کے دوران (ملائیشیا اور پاکستان کی فرموں کے) مشترکہ منصوبوں کی دو جالیہ مثالیں ہیں۔



جولائی 2014ء میں انڈس موٹرز نے ایک نیا ماڈل متعارف کرا کے کار کی طلب بڑھنے کا پہلے ہی اشارہ دے دیا تھا۔<sup>27, 28</sup> زمرہ وار تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماسوائے ٹویوٹا کرولا، سوزوکی مہران اور سوزوکی ویگن آر کے، تقریباً تمام زمروں کی گاڑیوں کی پیداوار مئی 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گری (شکل 2.8)۔<sup>29</sup>

**جدول 2.6: پہلی سہ ماہی کے دوران ٹرکوں کی پیداوار**

پونٹوں کی تعداد			
ٹرک	مئی 15ء	مئی 14ء	مئی 13ء
ٹرک	1,020	452	443
ہینو	342	196	226
نسان (جی ایچ این ایل)	194	66	46
ماسٹر	218	94	64
اسوزو	266	96	107

ماخذ: پی ای اے ایم اے

ٹریکٹروں کی پیداوار بھی نمایاں طور پر بڑھی جس کا سبب یہ ہے کہ مئی 15ء کے وفاقی بجٹ میں ٹریکٹروں پر جزل سیزنگس 10 فیصد کر دیا گیا جو مئی 14ء میں 16 فیصد تھا۔ زرعی طبقہ گذشتہ سال سے اس کا مطالبہ کر رہا تھا کیونکہ مئی 13ء میں جی ایس ٹی 10 فیصد تھا جسے مئی 14ء میں بڑھا کر 16 فیصد کیا گیا۔

مئی 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹرکوں کی

پیداوار گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں خاصی بڑھ گئی (جدول 2.6)۔ تمام ٹریکٹر ساز اداروں نے اپنی پیداواری سطح بڑھادی جو تمام انواع کی طلب میں اضافے کا اشارہ تھا۔ صف اول کے ایک ٹریکٹر ساز ادارے جی ایچ این ایل نے پاکستان میں اپنا اسمبلنگ پلانٹ گندھارا ڈی ایف پرائیویٹ لمیٹڈ کے نام سے مئی 14ء کی دوسری ششماہی میں قائم کیا ہے۔ ابتدا میں جی ایچ این ایل مکمل ساختہ یونٹ درآمد کر کے انہیں ملکی منڈی میں فروخت کر رہا تھا، لیکن ملکی منڈی سے مثبت رد عمل ملنے کے بعد اس کمپنی نے پاکستان میں اپنا پلانٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔<sup>30</sup> جب ملک میں ٹریکٹر بننے لگے تو ان کی درآمد خود بخود کم ہو گئی۔<sup>31</sup>

اب جبکہ نومبر 2014ء میں حکومت پنجاب نے ”اپنا روزگار اسکیم“ شروع کی ہے تو ملکی بار بردار گاڑیوں (ایل سی وی) کی بھی پیداوار بہتر ہونے

27 مئی 14ء کے دوران انڈس موٹرز کی پیداوار میں 14.5 فیصد کمی آئی جس کا سبب اس کے پرانے ماڈلوں کا بندرتیج خاتمہ ہے۔

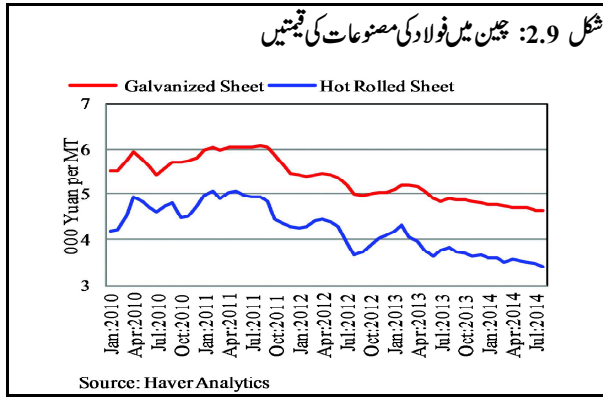
28 معلوم ہوا ہے کہ طلب کے امکانات کو دیکھتے ہوئے چین اور یورپ کے بڑے کار ساز اداروں جیسے بین الاقوامی فریقوں کی اس شعبے میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔

29 انڈس موٹرز کے نئے ماڈل کی آمد کو ہینڈ اسوک اور ہینڈ اسٹی کی پیداوار میں کمی کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

30 ٹرک سازی کا کارخانہ پورٹ قاسم کراچی میں واقع ہے جہاں سالانہ ڈھائی ہزار ٹرک بنانے کی گنجائش ہے۔ اس ادارے نے مئی 14ء کی دوسری ششماہی سے اپنی پیداواری سرگرمیاں شروع کیں۔

http://ghandharanissan.com.pk/24EAD16B-164F-4AE7-8E93-E804D59821DF/FinalDownload/DownloadId-930D403C77E13859A39B4072F087F928/24EAD16B-164F-4AE7-8E93-E804D59821DF/sep2013.pdf

31 ٹرکوں کی جو درآمد جولائی تا اگست 2013ء میں 219 تھی وہ گر کر جولائی تا اگست 2014ء میں صرف 171 رہ گئی۔



کی توقع ہے۔ اس اسکیم کے تحت حکومت پنجاب کا ارادہ ہے کہ مارکیٹ کے نرخوں سے کم نرخ پر پچاس ہزار گاڑیاں (سوزو کی بولان اور سوزو کی راوی) متوقع امیدواروں کو فراہم کرے۔<sup>32</sup>

تعمیرات کی بنا پر فولاد اور سیمنٹ

میں نمو

متعدد بڑے تعمیراتی منصوبوں (مثلاً راولپنڈی تا اسلام آباد میٹرو، ملتان تا فیصل آباد موٹروے، اور

کے پی ٹی اور پورٹ قاسم،<sup>33</sup> اور توانائی کے شعبے میں انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبوں) سے مستحکم نمو کے نتیجے میں ماس 15 کی پہلی سہ ماہی کے دوران فولاد اور سیمنٹ کی طلب خاصی بڑھ گئی۔ فولاد کی پیداواری طلب کو کارسازی میں تیزی سے ہونے والے اضافے سے بھی سہارا ملا۔

مستحکم طلب کے علاوہ بعض رسدی پہلوؤں سے بھی فولاد کی پیداوار کو فائدہ پہنچا: پاکستان اسٹیل ملز نے حکومت سے ایک اور نیل آؤٹ پیکج ملنے کے بعد اپنی سرگرمیاں پھر شروع کر دیں،<sup>34,35</sup> اور فولاد کی گرتی ہوئی عالمی (خاص کر چین میں) قیمتوں نے درآمدی خام مال کی لاگت گھٹا کر ملکی صنعت کو مدد دی۔ دراصل چین میں تعمیراتی شعبے میں سست روی کے باعث فولاد کے نرخ وسط 2013ء سے متواتر گرے ہیں (شکل 2.9)۔<sup>36</sup> پاکستان میں تقریباً ایک تہائی خام مال (غیر بھرت اور بھرت والا فولاد) چین سے آتا ہے، اس کے نرخوں میں مسلسل کمی کے نتیجے میں ماس 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران فولاد کی درآمدی اکائی قیمتوں میں اوسطاً 11.1 فیصد کمی آئی۔

تاہم اس کا فائدہ جزوی طور پر یوں زائل ہو گیا کہ ماس 15ء کے بجٹ میں فولاد کی صنعت کے مختلف زمروں پر شرح محصول میں اضافہ کیا گیا۔<sup>37</sup> فولاد ساز اداروں نے اگرچہ یہ اضافہ صارفین کو منتقل کر دیا ہے،<sup>38</sup> بعض اداروں کا منافع پھر بھی کم ہوا ہے۔

ماس 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں نمو بلند اساسی اثر کے باوجود پچھلے سال کی سطح پر رہی۔ بیشتر طلب ملکی منڈیوں ہی سے آئی، سیمنٹ کی برآمد 8.1 فیصد گر گئی جس کا اہم سبب افغانستان سے آنے والی سست طلب ہے (جدول 2.7)۔<sup>39</sup> تاہم بھارت کو سیمنٹ کی برآمد نان

<sup>32</sup> سوزو کی بولان کار بھی جاتی ہے جبکہ سوزو کی راوی کو ای سی وی مانا جاتا ہے۔

<sup>33</sup> پاکستان انٹرنیشنل بلک ٹریڈنگ کی تعمیر پورٹ قاسم اٹھارویں نے 2010ء میں شروع کی تھی، لیکن اسے بعد میں اندرونی تنازع کے سبب روک دیا گیا۔ کام کا دوبارہ آغاز جنوری 2014ء میں ہوا۔

<sup>34</sup> حکومت نے پاکستان اسٹیل ملز کی تشکیل نو کا منصوبہ مئی 2014ء میں منظور کیا جس کی لاگت 18.5 ارب روپے ہے۔

<sup>35</sup> ماس 15ء کی پہلی سہ ماہی میں فولاد کی مجموعی پیداوار میں پاکستان اسٹیل ملز کا حصہ 6.4 فیصد تھا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں یہ حصہ صرف 5.1 فیصد تھا۔

<sup>36</sup> <http://www.ft.com/intl/cms/s/0/cd91ea1e-5381-11e4-8285-00144feab7de.html>

<sup>37</sup> مثال کے طور پر: (i) سلیکون اسٹیل، پائپ ملز اور مسام دار (perforated) فولاد پر ڈیوٹی کی شرح صفر فیصد اور 5 فیصد سے بڑھا کر 10 فیصد کر دی گئی ہے، (ii) اسٹیل میلز، ری رولر اور کپوٹ یونٹس پر سلیکون 3 روپے فی یونٹ بجلی بڑھا کر 7 روپے فی یونٹ کر دی گئی۔

<sup>38</sup> ماس 15ء کی پہلی سہ ماہی میں فولادی سلاخوں کے ایک اشارتی (indicative) زمرے کے نرخ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 6.3 فیصد بڑھ گئے۔

<sup>39</sup> ماس 15ء کی پہلی سہ ماہی میں افغانستان کو برآمدات 28.6 فیصد گر گئی جبکہ ماس 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 4.4 فیصد گری تھی۔

جدول 2.7: سینٹ کی ترسیل میں رجحانات - پہلی سہ ماہی					
ہزار میٹرک ٹن					
برآمدی ترسیل		مقامی ترسیل			
دیگر ممالک	بھارت	افغانستان	جنوب	شمال	
681	11	744	804	4,911	م 08ء
1,213	191	751	881	4,005	م 09ء
1,705	195	921	797	4,699	م 10ء
1,130	106	1,009	757	3,861	م 11ء
857	163	1,315	945	4,216	م 12ء
911	138	1,224	1,048	4,389	م 13ء
967	105	1,171	987	4,569	م 14ء
1,035	190	835	1,040	5,063	م 15ء

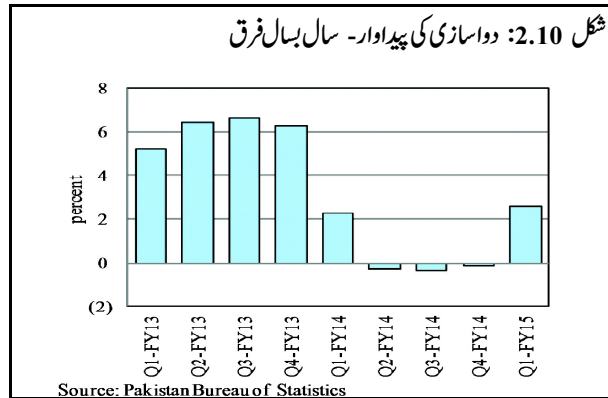
ماخذ: اے پی سی ایم اے

ٹیرف پیریز (این ٹی بی) میں نرمی کے باعث خاصی بہتر ہو گئی۔ سینٹ ساز اداروں کے ساتھ ہماری گفت و شنید کے مطابق واگہ سرحد پر تیزی سے کلیئرس ملنے کی وجہ سے بھارت کے شمالی علاقوں کو برآمدات میں سہولت ملی ہے۔

#### مستحکم روپے نے شعبہ دوا سازی کو

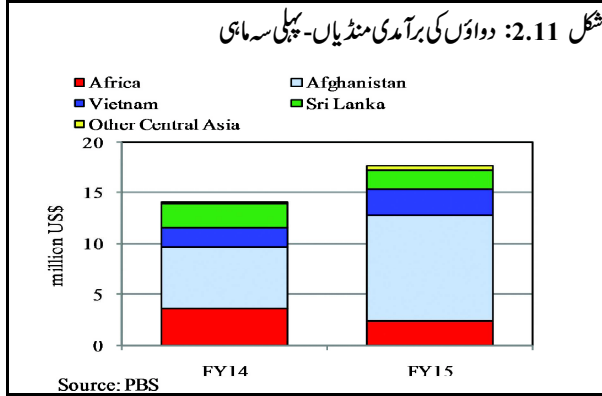
##### سہارا دیا

م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دوا سازی کی پیداوار میں 2.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ تین سہ ماہیوں میں یہ پیداوار متواتر گری تھی (شکل 2.10)۔ اس کا بنیادی سبب مارچ 2014ء سے پاکستانی روپے کا نسبتاً استحکام ہے۔ جولائی تا فروری 2014ء کے دوران روپے کی قدر میں تیزی سے کمی نے صنعت دوا سازی کو بری طرح متاثر کیا تھا کیونکہ اس کا بیشتر انحصار درآمدات پر ہے۔ نیز، ڈرگ ریگولٹری اتھارٹی آف پاکستان نے نومبر 2013ء میں کئی دواؤں کی قیمت بڑھادی تھی، اس اضافے سے بھی دوا ساز اداروں کو اہم سہارا ملا تھا۔<sup>40</sup> اس سب سے قطع نظر، ایک باضابطہ ڈرگ پالیسی کے اعلان کا اب بھی انتظار ہے تاکہ دواؤں کی قیمت بندی کے حوالے سے غیر یقینی صورتحال کو ختم کیا جائے۔



پاکستان میں دوا سازی کا خام مال دستیاب نہیں چنانچہ اس مال کی برآمد پر بھاری انحصار کرنا پڑتا ہے۔ صرف چند کمپنیاں ایسی ہیں جو بنیادی اجزاء تیار کرتی ہوں۔ حتمی تجربے میں پاکستان دوائیں درآمد کرنے والا ملک ہے، م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی درآمدی بل کا 1.7 فیصد دوائیں منگوانے پر استعمال ہوا۔ پاکستان تیار شدہ دوائیں بھی درآمد کرتا ہے جس کی وجوہات یہ ہیں: (i) دواؤں کی ملکی پیداوار کے لیے رجسٹریشن کی سست رفتاری، (ii) اسمگلنگ کے ذریعے سستی متبادل دواؤں کی بہتات، اور (iii) عالمی منڈی میں ایسے خام مال کا نہ ملنا جو پیٹنٹ کے تحت محفوظ دواؤں کے لیے درکار ہوتا ہے۔

40 ایس آر او 2013ء/ (1) 1002 تاریخ 27 نومبر 2013ء۔ اگرچہ حکومت پاکستان نے قیمت میں یہ اضافہ واپس لے لیا تاہم سندھ ہائیکورٹ نے دوا ساز اداروں کی تنظیم کی استدعا پر پرانا فیصلہ بحال کر دیا۔



دوسری جانب م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملک کی دواؤں کی برآمد 15.6 فیصد بڑھ گئی جس کا بنیادی سبب اکائی نرخوں میں ہونے والا اضافہ ہے۔ پاکستان کی بیشتر ادویات افغانستان، ویت نام، سری لنکا اور افریقہ کو برآمد کی جاتی ہیں (شکل 2.11)۔ تاہم افریقی ملکوں کی یہ برآمدی منڈی اب بھارت کے قبضے میں آ گئی ہے کیونکہ ان ملکوں نے دواؤں کے سخت معیار کا مطالبہ کیا ہے۔ واضح رہے کہ ایک بھی پاکستانی دوا ساز ادارہ ایف ڈی اے سے منظور شدہ مینوفیکچرنگ پلانٹ کا حامل نہیں اور بیشتر ممالک شرط عائد کرتے ہیں کہ ایسے پلانٹ کی موجودگی دواؤں کی برآمد کے لیے لازمی ہے۔<sup>41</sup>

گرتی ہوئی عالمی قیمتوں کی بنا پر چائے کی پیداوار بڑھ گئی م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران چائے کی پیداوار میں 21.1 فیصد کا تیز رفتار اضافہ ہوا جو گذشتہ سال اسی عرصے میں 7.1 فیصد تھا۔ چائے کی پیداوار گذشتہ چند سال سے بڑھ رہی ہے کیونکہ چائے ساز اداروں کی توجہ مارکیٹنگ، برانڈنگ اور اپنے تقسیمی نیٹ ورک میں توسیع پر بڑھتی جا رہی ہے۔ پاکستان میں چائے سازی کا مطلب ہوتا ہے درآمدی چائے کی بلیٹنگ اور پیکیجنگ۔ سیاہ چائے کا ایک بڑا سپلائر کینیا ہے، م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان میں سیاہ چائے کی مجموعی درآمد میں جس کا حصہ تقریباً 64 فیصد ہے۔ گذشتہ سال سے چائے کی عالمی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے اس صنعت کو مزید ترقی ملی، 2014ء میں چائے کی عالمی قیمتیں سات سال کی پست ترین سطح تک گر گئیں اور وہاں بھی رک نہیں رہیں۔ اس سے ملکی منڈی میں چائے کی درآمد اور پیداوار کی حوصلہ افزائی ہوئی (شکل 2.12)۔<sup>42</sup>

## 2.4 خدمات

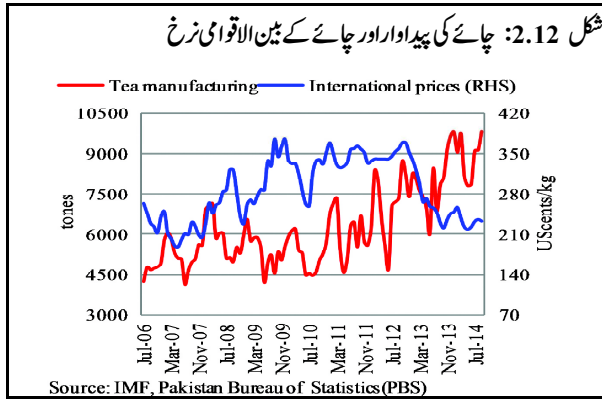
م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بحیثیت مجموعی خدمات کے شعبے کی کارکردگی ملی جلی معلوم ہوتی ہے۔ مالیات اور بیمہ، اور ٹیلی مواصلات نے گذشتہ سال کی نسبت بہتری دکھائی ہے تاہم اجناس پیدا کرنے والے شعبے میں آنے والی کمزوری سے تھوک و خردہ تجارت متاثر رہی۔

## مالیات اور بیمہ

بینکوں کی کارکردگی میں زیر جائزہ عرصے کے دوران نمایاں بہتری آئی۔ 2014ء کے ابتدائی نو ماہ کے دوران قبل از ٹیکس منافع بڑھ کر 176 ارب روپے ہو گیا جو گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں تقریباً 44 فیصد زائد ہے۔ نفع یابی کے اہم اظہار یہ مثلاً اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع بھی گذشتہ سال کی نسبت بہتر ہو گئے (جدول 2.8)۔

<sup>41</sup> یونائیٹڈ نیشنز ورلڈ رگ اتھارٹی (ایف ڈی اے)

<sup>42</sup> م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران چائے کی درآمدی مقدار میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت 35.7 فیصد اضافہ ہوا۔



آمدنی میں اس نمو کی وجہ بلند سودی آمدنی تھی خصوصاً اس لیے کہ طویل مدتی سرکاری بانڈز پر منافع بڑھ گیا تھا۔ بینکوں کی مجموعی سودی آمدنی کا بڑا حصہ اب سرمایہ کاریوں پر ہونے والے منافع پر مشتمل ہے، جیسا کہ شکل 2.13 سے ظاہر ہے۔ بینک مالیاتی خسارے کی مالکاری کی خاطر گزشتہ پانچ سال سے اپنی رقوم سرکاری تمکات میں یعنی ٹی بل پر اور حال میں پی آئی بی پر زور و شور سے لگاتے آئے ہیں۔ یہ الفاظ دیگر بینکوں کی بلند نفع یابی کو بھاری مالیاتی خسارے سے براہ راست سے جوڑا جاسکتا ہے۔

**جدول 2.8: مالی اسباب کے اظہار**

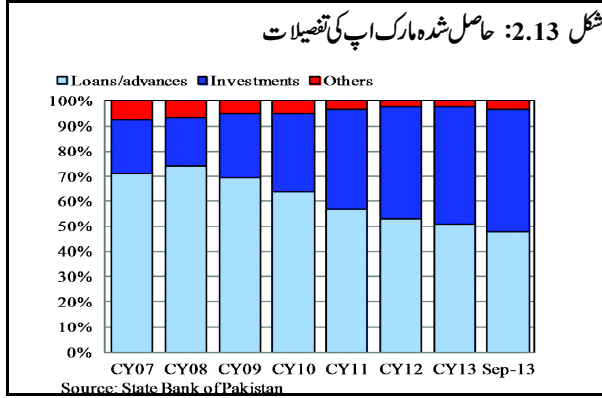
ستمبر 14ء	جون 14ء	مارچ 14ء	2013ء	ستمبر 13ء	
15.5	15.1	14.8	14.9	15.5	کفایت سرمایہ
9.0	8.8	8.9	9.0	9.3	سرمایہ پر نسبت مجموعی اثاثہ
13.0	12.8	13.4	13.3	14.3	غیر فعال قرضے پر نسبت قرضے (خام)
3.2	2.9	3.3	3.4	3.8	غیر فعال قرضے پر نسبت قرضے (خالص)
2.2	2.1	1.9	1.6	1.7	اثاثوں پر منافع (قبل از ٹیکس)
28.0	27.2	24.7	21.0	21.0	ایکویٹی پر منافع (قبل از ٹیکس)
48.2	47.7	49.2	49.5	48.7	قرضے پر نسبت امانت
					ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

بینکوں کے اثاثوں کے معیار میں آنے والی بہتری ان کی نفع یابی کی وضاحت کرنے والا ایک اور عامل ہے، کیونکہ تنوین کے اخراجات کم رہنے سے مجموعی صورتحال بہتر ہوئی ہے۔ بینکوں کے غیر فعال قرضے پر نسبت قرضہ جات کا تناسب م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صرف 13 فیصد رہا جبکہ گزشتہ سال

یہ 14.3 فیصد تھا، جیسا کہ جدول 2.9 میں دکھایا گیا ہے۔ یہ بہتری وسیع الہیاد تھی، تقریباً تمام معاشی زمروں کے متعدد قرضوں میں کمی آئی۔

#### ٹیلی مواصلات

سیلولر کمپنیوں کو تھری جی/فور جی کی نیلامی کے بعد م س 15ء کی پہلی سہ ماہی، پہلی سہ ماہی تھی۔ یوفون، موبی لنک اور ٹیلی نار نے تھری جی لائسنس حاصل کیے، جبکہ زونگ واحد فرم تھی جس نے تھری جی اور فور جی، دونوں لائسنس لیے۔ اس طرح پاکستان کی ٹیلی مواصلاتی صنعت میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے جس میں سیلولر فرمیں اپنے صارفین کو آواز کے بہتر معیار کے ساتھ ساتھ تیز رفتار موبائل انٹرنیٹ کی بھی سہولت دے سکتی ہیں۔ ٹیلی مواصلات کے ادارے مسابقتی نرخوں پر نئے ڈیٹا پیکیج کی مارکیٹنگ زور و شور سے کر رہے ہیں۔ صارف اب اپنا موبائل فون ویڈیو کانفرنس، جدید انداز میں گاڑی کی تعین سمت (navigation)، ویڈیو اسٹریمنگ، آن لائن خریداری، اور دیگر بہت سی سہولتوں کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ ہر فرم اپنی حکمت عملی کے ساتھ کام کر رہی ہے: بعض فرمیں لامحدود رفتار کے ساتھ ڈیٹا خدمات دے رہی ہیں، جبکہ بعض نے ان خدمات کو فیس بک اور ٹویٹر وغیرہ جیسی سوشل میڈیا سروسز کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔



**جدول 2.9: غیر فعال قرضے پر نسبت قرضے زمرہ دار**

فیس	ستمبر 13ء	دسمبر 13ء	جون 14ء	ستمبر 14ء
کارپوریٹ سیکٹر	15.1	13.4	13.6	13.6
ایس ایم ای	38.7	32.3	33.9	35.7
زراعت	17.6	14.0	14.8	16.0
شعبہ صارف	14.8	13.6	12.4	12.3
اجناسی مالکاری	1.0	1.1	0.8	1.0
اسٹاف لون	1.4	1.5	1.5	1.5
دیگر	10.4	8.9	8.0	7.6
مجموعہ	14.3	13.0	12.8	13.0

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

سیلولر فرموں کو قدر اضافی کی خدمات سے اپنی آمدنی بڑھانے کا بہترین موقع ملا ہے خاص طور پر اس لیے بھی کہ فرموں کے مابین نرخوں پر سخت مسابقت پائی جاتی ہے اور یہ بے حد مشکل ہے کہ محض بنیادی خدمات فراہم کر کے وہ اپنی آمدنی بڑھائیں۔ م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان فرموں کی کارکردگی سے صورتحال عیاں ہے۔ مثال کے طور پر ٹیلی نار کے ایک صارف سے اوسط آمدنی سہ ماہی کے دوران بدستور گرتی رہی، جس کے باعث اس کی مجموعی سیلولر آمدنی 0.5 فیصد سال بسال کم ہو گئی۔<sup>43</sup> فی صارف اوسط آمدنی (average revenue per user-ARPU) م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ماہانہ 206.5 روپے تھی جو م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کم ہو کر ماہانہ 177 روپے رہ گئی۔<sup>44</sup> تاہم بڑھتی ہوئی نان سیلولر آمدنی نے اس کمی کا ازالہ کر دیا جو سہ ماہی کے دوران 45.3 فیصد بڑھی۔ اس کے نتیجے میں ٹیلی نار نے گزشتہ سال کے مقابلے میں 27.7 فیصد زائد آپریٹنگ منافع کمایا۔

اسی طرح موبائی لنک کی فی صارف اوسط آمدنی بھی کم ہوئی، م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یہ ماہانہ 229 روپے تھی جو م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گر کر ماہانہ 195 روپے رہ گئی۔<sup>45</sup> ٹیلی نار کی طرح موبائی لنک کی ڈیٹا سے آمدنی بھی زیر جائزہ عرصے میں نمایاں طور پر بڑھی، اور تھری جی اور موبائل مالی خدمات کی بنا پر اس میں سال بسال 40 فیصد نمو ہوئی۔

یہ شعبہ نموکے زبردست امکانات کا حامل ہے۔ اکثر فرمیں اپنے نیٹ ورک کو جدید تر شکل دینے پر سرمایہ لگا رہی ہیں۔ یہ حقیقت حالیہ برسوں میں ٹیلی مواصلاتی مشینری اور ڈیٹا پراسیسنگ یونٹوں کی درآمد میں تیزی سے اضافے سے ظاہر ہے۔ م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران موبائی لنک

<sup>43</sup> ٹیلی نار پاکستان کے مالی نتائج اس کی ہیئرینٹ کپنی کی ویب سائٹ پر موجود ہیں جنہیں اس پتے پر دیکھا جاسکتا ہے: <http://www.telenor.com/investors/>

<sup>44</sup> م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران فی صارف اوسط آمدنی 12 روپے تھیں جو م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گر کر 11 روپے تھیں کرنے لگی۔

<sup>45</sup> مالی نتائج موبائی لنک کی ہیئرینٹ کپنی VimpeCom کی ویب سائٹ پر موجود ہیں جنہیں اس پتے پر دیکھا جاسکتا ہے:

<http://www.vimpelcom.com/#Investor-relations/Reports--results/Results/>

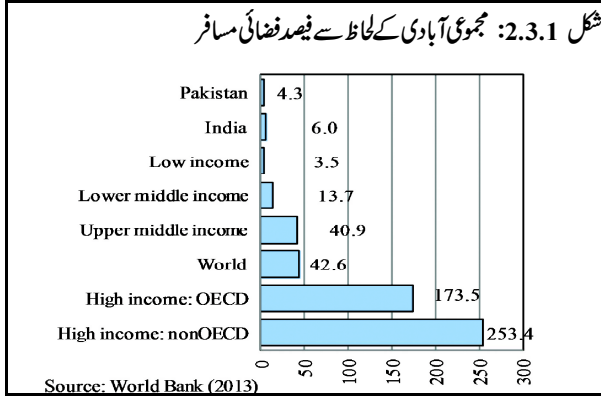
اور ٹیلی نار کے سرمایہ جاتی اخراجات بالترتیب سال بسال 87 فیصد اور 67 فیصد بڑھ گئے۔ پاکستان کے ٹیلی مواصلاتی شعبے کی ترقی سے بینکاری نظام نے بھی استفادہ کیا ہے۔ گزشتہ پانچ سال کے دوران موبائل بینکاری میں تیز رفتاری سے اضافہ ہوا ہے، پہلے سے زیادہ صارفین اپنے یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی، بینک رقوم کی منتقلی، اور بین الشہر ترسیلات کے لیے اپنے موبائل فون استعمال کر رہے ہیں۔ موبائل فون کے ذریعے لین دین کی تعداد صرف م س 14ء میں 1.6 ملین رہی جن میں مجموعی طور پر 67.2 ارب روپے کا تبادلہ ہوا۔ تاہم مارکیٹ کے تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اس شعبے کے مزید پھیلاؤ میں ایک بڑی رکاوٹ ٹیکسوں کی بلند سطح ہے۔ پاکستان ٹیلی مواصلات کی عالمی مارکیٹوں میں ان تین سرفہرست ملکوں میں سے ایک ہے جہاں موبائل فون کے استعمال پر بھاری ٹیکس عائد ہیں (موبائل فون خریدنے، سبسکرپشن، اور انٹرنیٹ پر ٹیکس وصول کیے جاتے ہیں)۔<sup>46</sup> موبائل آپریٹروں کے عالمی نمائندہ ادارے جی ایس ایم اے کی رائے ہے کہ موبائل فون کے استعمال پر بلند ٹیکس ڈیجیٹل شمولیت، آپریٹر کی سرمایہ کاری، جی ڈی پی نمو، اور بالآخر ٹیکس محاصل میں نمو کو گھٹا دیتے ہیں۔

جہاں تک پی ٹی سی ایل کا تعلق ہے، م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس کی مالی صورتحال مایوس کن رہی۔ ادارے کی خالص آمدنی گزشتہ سال کے مقابلے میں 3.9 فیصد کم ہو گئی۔ اس کے علاوہ مجموعی لاگت میں تیزی سے ہونے والے اضافے نے ادارے کی نفع یابی کو خاصا کم کر دیا۔ مختلف عوامل اس صورتحال کا سبب ہیں، مثلاً مارکیٹنگ اور خدمات کی فراہمی کی لاگت تیزی سے بڑھنا، ایل ڈی آئی آپریشنز کی تخفیف، اور سب سے بڑھ کر لاہور میں پی ٹی سی کے ایک بڑے آپریشن میں آتشزدگی کا واقعہ جس کی وجہ سے ادارے کی براڈ بینڈ اور لینڈ لائن خدمات مبینہ طور پر متاثر ہوئیں۔ صرف آتشزدگی سے ادارے کو 776 ملین روپے نقصان ہوا۔ تاہم ان ناسازگار واقعات کے باوجود ادارے نے اپنی انتظامی مالی لاگت محدود رکھنے میں کامیابی حاصل کی۔

#### ٹرانسپورٹ

م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں تجارتی حجم بڑھنے سے بندرگاہوں پر کارگو ہینڈلنگ بہتر ہوئی چاہے تھی تاہم خدشہ ہے کہ پی آئی اے اور پاکستان ریلوے جیسے سرکاری ادارے م س 15ء میں خسارے میں جائیں گے۔ رواں مالی سال کے بجٹ میں حکومت پاکستان نے اندازہ لگایا ہے کہ پاکستان ریلوے کو 37 ارب روپے خسارہ ہوگا۔ دوسری طرف مالی سال کی پہلی ہی سہ ماہی میں پی آئی اے 10.7 ارب روپے خسارہ دے چکا ہے، تاہم واضح رہے کہ یہ خسارہ گزشتہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے خسارے 13.6 ارب روپے سے کم ہے۔ اس بہتری کی وجہ یہ ہے کہ جیٹ طیارے کے ایندھن کی عالمی قیمتیں گر رہی ہیں چنانچہ پی آئی اے پر ایندھن کی لاگت کم آئی۔ نیز، پی آئی اے نے ایندھن کفایت سے استعمال کرنے والے طیارے حال میں اجارے پر لیے ہیں جس سے اس کے اخراجات کم ہوئے ہوں گے۔ پی آئی اے کو سنجیدہ نوعیت کی ادارہ جاتی اصلاحات کی ضرورت ہے جس میں زمینی عملے کی تعداد گھٹانے سے لے کر خسارے میں جانے والی پروازیں بند کرنے تک کے اقدامات شامل ہوں، بصورت دیگر ادارے کا بزنس سکڑتا چلا جائے گا اور منڈی میں اپنا حصہ کم ہوتا جائے گا (باکس 2.3)۔

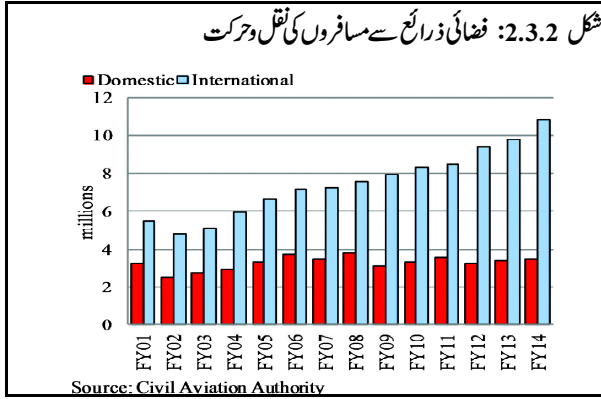
شکل 2.3.1: مجموعی آبادی کے لحاظ سے فیصد فضائی مسافر



بکس 2.3: شعبہ شہری ہوا بازی

اقتصادی ترقی اور نمو کے عمل میں شعبہ شہری ہوا بازی کی اہمیت جانی پہچانی ہے۔ فضائی نقل و حمل کے کارگر ذرائع مندرجہ ذیل طریقوں سے اقتصادی ترقی میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں: (i) دور دراز علاقوں سے رابطہ استوار ہوتا ہے، (ii) سامان اور مسافروں کی نقل و حرکت میں لگنے والا وقت اور لاگت کم سے کم ہو جاتی ہے، (iii) مارکیٹ تک اشیاء سازوں اور صارفین کی رسائی بڑھ جاتی ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان فضائی رابطوں کے ذریعے عالمی ارتباط (global connectivity) کا فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں فضائی ٹرانسپورٹ عام ہونے کی سطح بہت کم ہے۔ پاکستان ہمسر علاقائی ملکوں کے علاوہ کئی ان ملکوں سے بھی بہت پیچھے ہے جن کی آمدنی پاکستان کے برابر ہے (شکل 2.3.1)۔

شکل 2.3.2: فضائی ذرائع سے مسافروں کی نقل و حرکت



گذشتہ برسوں کے دوران پاکستان میں پیشتر فضائی ٹرانسپورٹ بین الاقوامی پروازوں کے مسافروں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے چلائی گئیں (شکل 2.3.2)، جبکہ ملکی مسافروں کی نقل و حرکت خاصی محدود رہی ہے۔<sup>47</sup> اس وقت ملکی پروازوں کے لیے چار ائرز لائسنس کام کر رہی ہیں، جن میں سرکاری ملکیت کی پی آئی اے، اور تین نجی ادارے ایئر بلو، شاہین ایئر انٹرنیشنل، اور انڈس ایئر ہیں۔ سب سے بڑے فضائی بیڑے کی حامل پی آئی اے مسافروں اور سامان کی نقل و حمل میں کئی سال سے سب سے آگے ہے، تاہم حال میں اس کے برٹس کا کچھ حصہ نجی فضائی کمپنیوں، خصوصاً شاہین ایئر کے پاس چلا گیا ہے (شکل 2.3.3)۔<sup>48</sup>

قومی فضائی کمپنی کے کم ہوتے ہوئے حصے کی ذمہ داری اس کی عملی کارگزاری، محدود پروازوں، اور کم ہوتی ہوئی آمدنی پر عائد ہوتی ہے۔ قرضوں پر مالی ضمانت، اور براہ راست رقوم کی فراہمی کی صورت میں مسلسل حکومتی تعاون کے باوجود کارپوریشن مسلسل خسارے کا شکار ہے۔ تاہم حال ہی میں پی آئی اے نے اخراجات کم کرنے کی بعض صورتیں اپنائی ہیں (جیسے ایندھن بکفائیت استعمال کرنے والے طیاروں کا حصول) جس سے خسارہ کم ہوا ہے۔ 2014ء کے پہلے نو ماہ کے دوران پی آئی اے کا خسارہ 20.9 ارب روپے رہا جبکہ 2013ء کے اسی عرصے کے دوران 32 ارب روپے خسارہ ہوا تھا۔<sup>49</sup>

جہاں تک بین الاقوامی پروازوں کا تعلق ہے، حالیہ برسوں میں مسافروں کی نقل و حرکت کارخانہ نمایاں طور پر بڑھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب پہلے سے زیادہ پاکستانی کاروبار اور تفریح دونوں کے لیے بیرون ملک جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر حالیہ برسوں میں پہلے سے زیادہ پاکستانی ملازمت کے لیے بیرون ملک، خصوصاً خلیجی ممالک جا رہے ہیں۔ تاہم بد قسمتی سے سلامتی کے حوالے سے بڑھتے ہوئے خطرات (مثلاً بین الاقوامی ایئر پورٹس پر حملے) کی بنا پر کئی غیر ملکی فضائی کمپنیوں نے پاکستان میں اپنے آپریٹنگز روک دیے ہیں، سنگاپور ایئر لائنز، کیٹھے پیٹنگ، ایئر انڈیا،

47 ملکی مسافرانہ نسبت مجموعی ملکی آبادی میں 01ء میں 2.2 فیصد تھا جو گر کر 14ء میں 1.87 فیصد رہ گیا۔ ملکی مسافروں نے فضائی ذرائع سے سفر کم اس لیے کر دیا کہ اندرون ملک سفر کی غرض سے متبادل ذرائع نقل و حمل ان کے لیے دستیاب ہیں مثلاً ریلوے اور سڑکیں۔

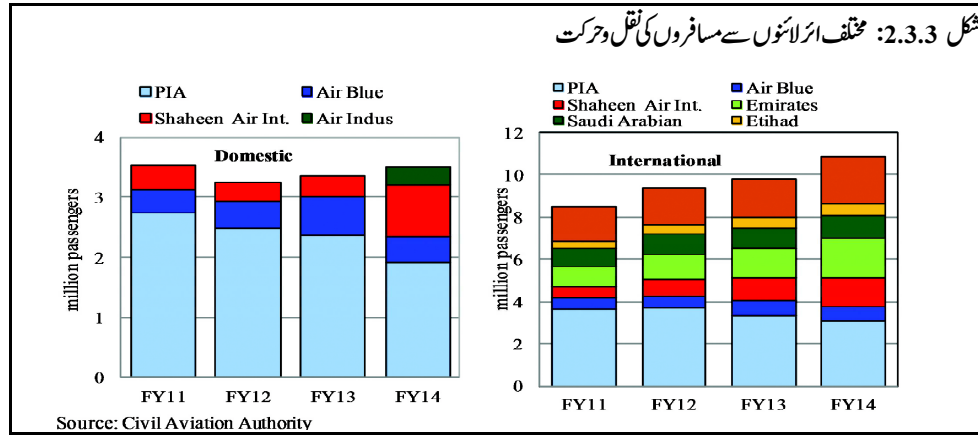
48 شاہین ایئر کا حصہ 07ء میں 5.2 فیصد تھا جو 14ء میں بڑھ کر 24.2 فیصد ہو گیا۔

49 اقتصادی رابطہ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ فروری 2013ء میں حکومت نے پی آئی اے کو مالی تعاون دینے کا فیصلہ کیا۔ اجلاس نے نہ صرف حکومتی ضمانتوں میں توسیع کی منظوری دی بلکہ مالیاتی استعداد کے لیے 12 ارب روپے، اور تنگ جسامت والے طیارے ڈرائی لیز پر لینے کے لیے 46 ملین ڈالر بھی مختص کیے۔

سوئس ائرز، چند مثالیں ہیں۔ چنانچہ بین الاقوامی سفر کارسخان بڑھنے کے باوجود پاکستان میں پہلے سے کم فضائی کمپنیاں کام کر رہی ہیں: 2007ء میں پاکستان میں 23 غیر ملکی فضائی کمپنیوں کے آپریشنز تھے، 2014ء میں یہ تعداد گھٹ کر صرف 16 رہ گئی ہے۔ ان میں سے 11 خلیج تعاون کونسل کے ملکوں کی ہیں۔ جو فضائی کمپنیاں پاکستان میں کام کرنے کو تیار ہوتی ہیں انہیں سلامتی کے خدشات کی بنا پر تیسے کی بھاری لاگت برداشت کرنی پڑتی ہے۔

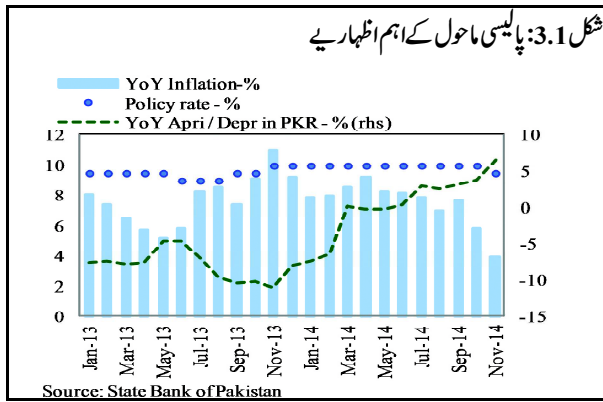
فضائی مسافت کے علاوہ سامان کی فضائی نقل و حمل بھی کوئی قابل ذکر نمونہ کھانے میں ناکام رہی ہے، کم لاگت والے متبادل ذرائع مثلاً بحری جہاز اور بندر بنیہ سڑک نقل و حمل کی موجودگی میں یہ بہت مشکل معلوم ہوتا ہے کہ فضائی کارگو قابل قدر حصہ حاصل کر سکے۔ ساز و سامان کی پیشتر بین الاقوامی نقل و حرکت اس وقت بحری جہازوں کے ذریعے ہو رہی ہے جبکہ زیادہ تر ملکی نقل و حمل ٹرکوں کے ذریعے روڈ ٹرانسپورٹ سے ہوتی ہے۔

ماخذ: سول ایوی ایشن اتھارٹی، شاہین ائرز اور پی آئی اے ویب سائٹ۔



### 3 زری پالیسی و گرائی

#### 3.1 عمومی جائزہ



اسٹیٹ بینک نے سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران اپنے زری پالیسی موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی (شکل 3.1)۔ اسٹیٹ بینک نے گرتی ہوئی گرائی، بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری میں کمی اور بازار مبادلہ میں استحکام جیسی اطمینان بخش صورتحال میں اگست 2014ء میں آنے والے سیلاب کے غذائی گرائی اور سیاسی سرگرمیوں کے ممکنہ اثرات پر نظر رکھتی تھی۔ علاوہ ازیں، بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کے ساتھ آئی ایم ایف

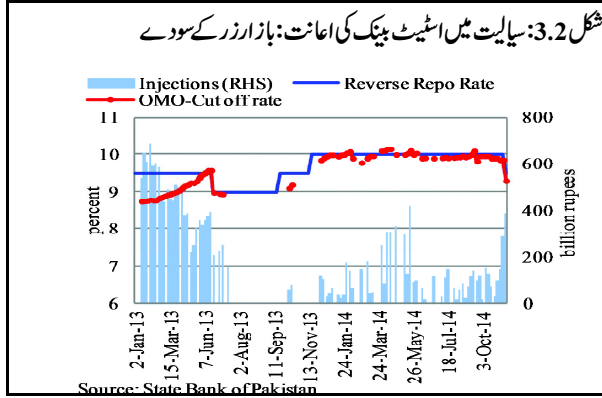
پروگرام کے چوتھے جائزے میں تاخیر نے زرمبادلہ قوم کی آمد کے متعلق غیر یقینی کیفیت کو بڑھا دیا تھا۔ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے اپنے جولائی اور ستمبر 2014ء کے پالیسی فیصلوں میں پالیسی ریٹ کو 10 فیصد پر برقرار رکھا تھا۔ بازار زر میں سیالیت کو محتاط انداز میں سخت رکھا گیا تاکہ شرح مبادلہ پر کسی بھی قسم کے غیر ضروری دباؤ سے بچا جاسکے اور پائیداری کو یقینی بنایا جاسکے۔

تاہم، دوسری سہ ماہی میں گرائی کے امکانات کو لاحق خطرات زائل ہو گئے۔ نہ صرف تلف پذیر ایشیا پر سیلاب کا اثر محدود تھا بلکہ اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی اور زری سختی کے تاخیر سے مرتب ہونے والے اثرات سے بھی گرائی کے امکانات کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔ نومبر 2014ء میں سال بسال گرائی پہلے ہی گزر کر 4.0 فیصد پر آچکی ہے جو 13 برسوں کی پست ترین سطح ہے۔

آئی ایم ایف پروگرام کے پانچویں جائزے پر کامیاب مذاکرات نے بھی بیرونی شعبے کے متعلق خدشات کم کرنے میں مدد دی، جس کے نتیجے میں دسمبر 2014ء میں چوتھی اور پانچویں اقساط (1.1 ارب ڈالر مالیت کی) ایک ساتھ ملنے کی راہ ہموار ہو گئی تھی۔ حکومت نے عالمی منڈی<sup>1</sup> میں ایک ارب ڈالر مالیت کے صکوک بھی جاری کیے جس سے فنڈنگ کے اندرونی ذرائع پر حکومت کا انحصار کم ہو جائے گا اور بیرونی پوزیشن بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔<sup>2</sup>

<sup>1</sup> 500 ملین ڈالر کے بڈجٹ کے مقابلے میں مجموعی طور پر 2.3 ارب ڈالر مالیت کی بولیاں موصول ہوئی تھیں۔

<sup>2</sup> مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدی ماکاری کے قرضوں میں 149.5 ارب روپے کی خالص توسیع دیکھی گئی جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں 2.7 گنا زیادہ ہے۔ اسی طرح، مصارفی ماکاری کو کاروں کے قرضوں کی بھرپور طلب سے فائدہ پہنچا (تفصیلات کے لیے دیکھئے سیکشن 3.4)۔



بیرونی شعبے کے مثبت امکانات کے ساتھ ساتھ بجٹ خسارے کو کم کرنے کی حکومتی کوششوں سے کمزور اقتصادی سرگرمی کو تحریک دینے کی گنجائش پیدا ہو گئی۔ اس لیے، اسٹیٹ بینک نے نومبر 2014ء کے زری پالیسی فیصلے میں پالیسی ریٹ 50 بی پی ایس کی کے ساتھ 9.5 فیصد کر دیا جبکہ جنوری 2015ء کے زری پالیسی فیصلے میں 100 بی پی ایس کی کے بعد یہ 8.5 فیصد پر آ گیا۔ اس کی سے نئی شعبے کو تقویت ملے گی کیونکہ نومبر کے مہینے میں

قرضوں کا موسمی استعمال بڑھ جاتا ہے۔ قرضوں کے چکر میں پہلی سہ ماہی کے دوران موسمی واپسی کی جاتی ہے اس لیے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان میں 59.6 ارب روپے (1.6 فیصد) سال بسال کا خالص اضافہ ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 17.4 ارب روپے کی کمی دیکھی گئی تھی۔ اس غیر متوقع اضافے کا اہم سبب تجارتی حجم میں صحت مند نمو اور صارفین مالکاری میں اضافہ تھا۔

نئی شعبے اور حکومت کو قرضوں میں اضافے کے زر کی رسد پر توسیعی اثرات، زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی اور انتظام سیالیت کے لیے اسٹیٹ بینک کی بازار زر میں مداخلت کے نامطلوب لیکن تخفیفی اثرات نے زائل کر دیے۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زر 2 میں 6.0 ارب روپے کی معمولی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 21.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

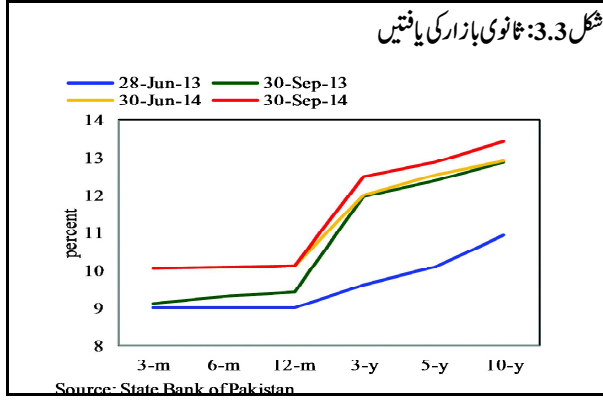
### 3.2 بازار زر میں پیش رفت

بازار مبادلہ میں ہونے والی پیش رفت اور بینکاری شعبے سے حکومتی قرض گیری میں کمی کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک کو بازار زر کی سیالیت کے انتظام میں محتاط ہونا پڑا۔ بازار مبادلہ میں سخت کوششوں کے بعد آنے والے استحکام کو اگست 2014ء میں کچھ مشکلات پیش آئیں کیونکہ اسلام آباد کے سیاسی واقعات کی وجہ سے غیر یقینی پن میں اضافہ ہو گیا تھا۔ جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافے اور سرکاری زرمبادلہ رقوم کی آمد میں ممکنہ تاخیر کے باعث حالات مزید پیچیدہ ہو گئے تھے (باب 5)۔<sup>3</sup> اس کے نتیجے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 2.8 فیصد تخفیف ہوئی اور اگست 2014ء کے دوران زرمبادلہ کے ذخائر میں 558.4 ملین ڈالر کی کمی واقع ہو گئی (شکل 3.1)۔<sup>4</sup>

اس صورتحال میں اسٹیٹ بینک نے بازار زر میں روپے کی سیالیت کو سخت رکھا تا کہ شرح مبادلہ پر دباؤ سے بچا جاسکے اور زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کو روکا جاسکے۔ بہ وزن اوسط شبینہ نرخ بازار زر کے سودوں کے ذریعے شرح سود کو ریڈور کی بلائی حد کے بے حد قریب رہے (شکل 3.2)۔

<sup>3</sup> جولائی کے لیے توازن ادائیگی کا ڈیٹا اگست 2014ء کے تیسرے ہفتے میں جاری کیا گیا۔

<sup>4</sup> اگرچہ ستمبر 2014ء میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں 224.3 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا تھا لیکن آئی ایم ایف پروگرام کے تحت خالص عالمی ذخائر کا آخری ستمبر کا ہدف حاصل نہیں ہو سکا جس کا سبب اوئی ڈی سی ایل کی نچکاری سے رقوم کا نہ ملنا ہے۔



نہ صرف بازار زر کے سودوں کی قاطع شرح ہائے سود، شرح سود کو ریڈور کی بالائی حد کے بے حد قریب رہی بلکہ بولی اور قبولیت کا تناسب (سہ ماہی میں 84.9 فیصد) بھی گزشتہ سہ ماہی (چوتھی سہ ماہی مالی سال 14ء) سے کم رہا۔ مزید برآں، سیالیت کے انتظام کے لیے اسٹیٹ بینک سے رجوع کرنا ظاہر کرتا ہے کہ کمرشل بینکوں نے قرض گیری کے لیے سہ ماہی کے دوران 98 بار سہولت کا استعمال کرتے ہوئے مجموعی طور پر 693.3 ارب روپے کا

قرضہ لیا جبکہ 163.4 ارب روپے کے فنڈز مختص کرنے کے لیے صرف 17 بار رجوع کیا گیا۔

اگرچہ سیالیت کے مستعد انتظام نے بازار مبادلہ میں استحکام برقرار رکھنے میں مدد دی لیکن اس نے حکومتی تمسکات میں بینکوں کی شراکت کو متاثر کیا اور بیرونی قرضوں کی طلب بڑھ گئی۔ خصوصاً، بیرونی کرنسی امانتوں پر تجارتی مالکاری (برآمدات و درآمدات دونوں کے قرضے) میں سہ ماہی کے دوران 439.1 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا اور یہ آخر ستمبر 2014ء تک بڑھ کر تاریخ کی بلند ترین سطح 2.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ ہماری رائے ہے کہ یہ اضافہ درآمد کنندگان کا مہونہ منت ہے جنہوں نے شرح سود کے تفرق سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھاری مقدار میں قرض لیے تھے۔ علاوہ ازیں، شرح مبادلہ میں حرکت پذیری نے بھی بیرونی کرنسی میں قرض گیری کی مؤثر لاگت کا تعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ملک میں بلند شرح سود کے باعث خط یافت کا ابتدائی سرا (ایک سال تک) تقریباً ہموار رہا (شکل 3.3)۔ خصوصاً، سہ ماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز کے درمیان میعاد پر یکم سہ ماہی میں صرف 8 تا 15 فیصد رہا۔ اسی مدت میں بارہ ماہی ٹی بلز اور سہ سالہ پی آئی بیز کے درمیان میعاد پر یکم کا بھاری فرق 216 تا 245 پی پی ایس تک رہا۔ خط یافت میں ربط کا یہ فقدان پی آئی بیز کے لیے بازار کی جھوک بڑھانے کا باعث بنا۔ اس کے نتیجے میں حکومت سہ ماہی کے دوران منعقد ہونے والی پی آئی بیز کی تین نیلامیوں میں 303.7 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب رہی جبکہ ان کا مجموعی ہدف 300.0 ارب روپے تھا۔ تاہم، اسٹیٹ بینک کو ان نیلامیوں کی چلتائی میں سہولت دینے کے لیے بازار میں سیالیت کا ادخال کرنا پڑا، کیونکہ متعدد بینک زائید بولیاں دے رہے تھے۔ یہ معمول کی ایک مشق ہے جس کے ذریعے سرمایہ کاری کرنے والے بینک بازار زر یا اسٹیٹ بینک سے قرض لے کر اپنی پرکشش سرمایہ کاریوں کے لیے رقم مہیا کرتے ہیں۔

### 3.3 زری مجموعے

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زر کی رسد میں 0.1 فیصد کی معمولی کمی دیکھی گئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 0.2 فیصد کی توسیع ہوئی تھی۔ تاہم، یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ یہ کمی نجی شعبے کے قرضے سے نہیں آئی جس میں سہ ماہی کے دوران 1.6 فیصد اضافہ ہوا۔ دراصل اہم حصہ حکومتی قرض گیری کی پست سطح اور ناپسندیدہ حد تک بلند بیرونی خسارہ ہے جو بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کا باعث بنا۔

جدول 3.1: زری مجموعے				
ارب روپے				
مطلق تبدیلیاں		ذخائر اس مدت تک		
مئی 15ء	مالی سال 14ء	ستمبر 14ء	جنوری 14ء	
-6.0	21.5	9,962.0	9,968.0	زری رسد (زرر)
25.0	194.6	9,392.1	9,367.0	خالص ملکی اثاثے
-67.1	174.2	1,804.5	1,871.6	اسٹیٹ بینک
92.1	20.4	7,587.6	7,495.5	کمرشل بینک
-31.0	-173.2	570.0	601.0	خالص بیرونی اثاثے
-8.0	-146.1	481.6	489.6	اسٹیٹ بینک
-23.0	-27.1	88.3	111.4	کمرشل بینک
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان				

بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثے  
بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں تخفیف سے بیرونی کھاتے پر دباؤ، جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافہ اور قرضہ وغیرہ قرضہ رقوم دونوں کی آمد میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔<sup>5</sup> تاہم، یہ تخفیف مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں خاصی کم ہے، جب ملک کو آئی ایم ایف کی بھاری رقم واپسی کرنا تھی (جدول 3.1)۔

بینکاری نظام میں کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی زیادہ نمایاں تھی۔ دراصل بین الینک منڈی میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی اعانت خاصی محدود رہی، جس کا سبب آئی ایم ایف پروگرام کے تحت اس کے خالص عالمی ذخائر کے سہ ماہی اہداف ہیں۔ اس کے نتیجے میں بھاری بھر کم درآمدی ادائیگیوں کی مالکاری کا بوجھ کمرشل بینکوں پر آن پڑا جس کی عکاسی ان کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی اور ایف ای 25 امانتوں پر درآمدی مالکاری کے تاریخی لحاظ سے بلند ترین حجم سے ہوتی ہے۔<sup>6</sup> چونکہ ایف ای 25 امانتوں کی خالص وصولی، زرمبادلہ قرضوں کی طلب کے مقابلے میں بہت کم تھی، اس لیے کمرشل بینکوں کو بیرون ملک زرمبادلہ سرمایہ کاریوں/رکھی گئی رقوم کو استعمال کرنا پڑا تھا۔ کمرشل بینکوں کے دعویٰ (اثاثوں) میں بیرونی سے ملکی اقامتی افراد کو اس منتقلی کے نتیجے میں خالص بیرونی اثاثوں میں کمی واقع ہو گئی۔

#### بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثے

بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں موجود مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 2.3 فیصد تھی، مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں اگر صرف 0.3 فیصد رہ گئی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کی کاسب حکومتی قرض گیری میں کمی تھی کیونکہ اس سہ ماہی میں غیر سرکاری شعبے کے قرضوں میں نمو کی سطح بلند رہی۔ بینکاری نظام میں اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں سہ ماہی کے دوران خالص کمی دیکھی گئی اس کے باوجود آخر ستمبر 2014ء کے لیے آئی ایم ایف سے طے شدہ خالص ملکی اثاثوں کا ہدف اوجی ڈی سی ایل کی نجکاری رقوم کے نہ ملنے کی وجہ سے حاصل نہیں کیا جاسکا۔

#### میزانی مالکاری کے لیے حکومتی قرض گیری<sup>7</sup>

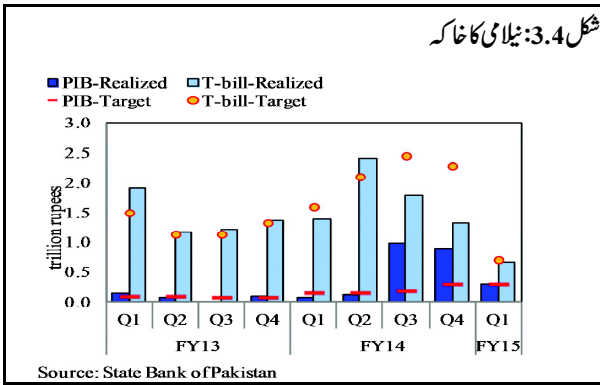
سہ ماہی کے دوران قومی بچت اسکیموں کے فنڈز کی وافر دستیابی نے اعانت میزانیہ کے لیے حکومت کے بینکوں کی مالکاری پر انحصار میں کمی کردی۔ مالی سال 15ء کے دوران بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں قرض لی گئی رقم کا تقریباً 70 فیصد تھی۔ مزید

5 تفصیلات کے لیے دیکھئے بیرونی شعبے پر باب 5۔

6 خصوصاً ایف ای 25 امانتوں پر سہ ماہی کے دوران درآمدی مالکاری (صرف درآمدات کے لیے قرضے) 615.5 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1,266.6 ملین ڈالر کی تاریخی لحاظ سے بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔

7 اس سیکشن میں زیر بحث اعداد و شمار نقد بنیادوں پر ہیں، جو زری سروے سے مختلف ہوں گے۔

جدول 3.2: پہلی سہ ماہی میں خالص میزانی قرض گیری			
تقدیم ہاؤس پر ارب روپے			
م 15ء	م 14ء	م 13ء	
139.9	198.0	151.5	بینکاری نظام
-39.0	352.8	-412.1	اسٹیٹ بینک
178.9	-154.8	563.6	جدولی بینک
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان			



برآں، قرض گیری کی پست سطح کے ساتھ بینکاری نظام کی فنڈنگ کے ذریعے میں موافق تبدیلی آئی: گذشتہ برس قرض گیری کے لیے اسٹیٹ بینک پر بہت زیادہ انحصار کے برعکس حکومت نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کو 39.0 ارب روپے واپس کیے (جدول 3.2)۔ اس رقم کی واپسی سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے میزانی قرض گیری کی (ایس بی پی ایکٹ 1956ء میں دی گئی) سہ ماہی حد صرف تک رکھنے میں مدد ملی لیکن یہ آئی ایم ایف پروگرام کے تحت آخر ستمبر کا ہدف پورا کرنے کے لیے کافی نہیں تھی۔ صکوک کے اجرا میں تاخیر اور اوجی ڈی سی ایل کی نجکاری وصولیوں کی رقوم نہ ملنا اس انحراف کی اہم وجوہات ہیں۔ اسی لیے اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کا حجم

آخر ستمبر 2014ء تک 2,288.7 ارب روپے رہا جبکہ اس کے لیے آئی ایم ایف نے 2,070 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا تھا۔

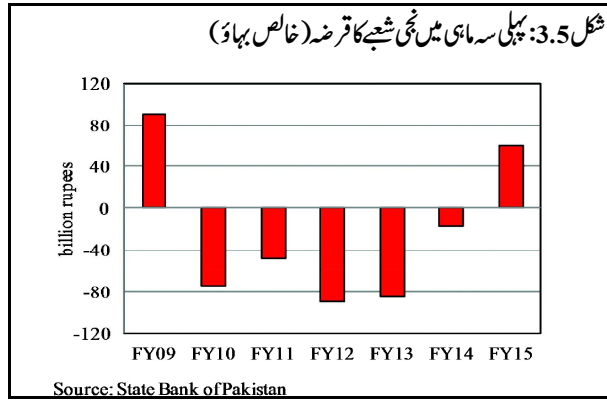
مالی سال 15ء میں کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری کا رجحان مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے بالکل برعکس تھا۔ حکومت نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں سے 178.9 ارب روپے قرض لیے جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 154.8 ارب روپے کی خالص رقوم واپس کی گئی تھیں (جدول 3.2)۔ اس تبدیلی کا اہم سبب مستقبل کی شرح ہائے سود کے متعلق بازاری توقعات اور اس کی وجہ سے حکومتی تمسکات میں بینکوں کی دلچسپی تھی۔

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں بینک شرح سود میں اضافے کی توقع کے باعث ٹی بی نیلامیوں میں سرگرم شرکت سے باز رہے تھے جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں انہیں نرخ میں کچھ ممکنہ کٹوتی کے ساتھ پالیسی میں اسی رجحان کے برقرار رہنے کی توقع تھی۔ اس تناظر میں کمرشل بینک دستیاب شرح ہائے سود پر حکومت کے خطرے سے پاک تمسکات میں رقوم لگانے میں دلچسپی لے رہے تھے<sup>8</sup> جس سے حکومت کو بازار سے اپنی فنڈنگ کی ضروریات بڑی حد تک پورا کرنے میں سہولت ملی تھی۔ خصوصاً حکومت کو پی آئی بی کی بنیادی نیلامیوں میں 303.7 ارب روپے حاصل ہوئے جبکہ سہ ماہی کے لیے نیلامی سے قبل (مجموعی) 300.0 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔ حکومت ٹی بلز سے 658.0 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب رہی جبکہ سہ ماہی کے لیے 700.0 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا (شکل 3.4)۔

8 شرح سود میں کٹوتی کے متعلق بازاری توقعات سال کی دوسری سہ ماہی میں بار آور ثابت ہوئیں، جب اسٹیٹ بینک نے اپنے نومبر 2014ء کے زری پالیسی فیصلے میں پالیسی ریٹ 50 پیس پوائنٹس کم کر کے 9.5 فیصد کر دیا۔

جدول 3.3: اجناس کی سرگرمیاں			
ارب روپے			
مطلق تبدیلی		ذخائر اس مدت تک	
پہلی سہ ماہی، 15ء	پہلی سہ ماہی، 14ء	ستمبر 14ء	جون 14ء
-15.0	-20.2	371.2	386.2
-2.1	-5.7	44.7	46.8
-6.7	3.9	51.8	58.4
0.0	0.0	1.0	1.0
-23.7	-22.0	468.7	492.4
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان			

قرض گیری کے اس رجحان سے حکومت کو اپنے ملکی قرض کی عرصیت کا خاکہ بہتر بنانے میں مدد ملی اور اس نے نرخوں کے از سر نو تعین اور اجرائے ثانی خطرات کو بھی زائل کر دیا۔<sup>9</sup> کمرشل بینک بھی اپنے فنڈز کو پی آئی بیز میں مختص کرنے پر خوش تھے کیونکہ ٹی بلز اور پی آئی بیز کی یافتوں (جو مرس 14ء کی پہلی سہ ماہی میں نمودار ہوئی تھیں) کے درمیان ربط کا فقدان مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں برقرار رہا ہے (شکل 3.3)۔



اجناس کی سرگرمیاں اعانت میزانیہ کے علاوہ حکومت اپنی اجناس کی سرگرمیوں کی مالکاری کے لیے بھی بینکاری شعبے سے رجوع کرتی ہے۔ اجناس کی سرگرمیوں کے قرضوں میں سہ ماہی کے دوران 23.7 ارب روپے کی خالص کمی دیکھی گئی اور یہ آخر ستمبر 2014ء تک بڑھ کر 468.7 ارب روپے تک پہنچ گئے۔

مزید برآں، اجناس وارتقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ سہ ماہی کے دوران تین اہم اجناس کے قرضوں کی خالص واپسی کی گئی جس میں گندم کی مالکاری سرفہرست تھی (جدول 3.3)۔<sup>10</sup>

### 3.4 نجی شعبے کا قرضہ

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 1.6 فیصد سال بسال نمو ہوئی جو پانچ برس کے وقفے کے بعد مثبت نمو ہے (شکل 3.5)۔ تاہم، تفصیلی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اضافہ اس مدت کے دوران درآمدی مالکاری کے بڑھنے سے ہوا ہے (جدول 3.4)۔

سہ ماہی کے دوران جاری سرمائے اور معین سرمایہ کاری قرضوں کی خالص واپسی کی گئی (جدول 3.1)۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ چینی اور ٹیکسٹائل کی صنعتوں کے جاری سرمائے کے قرضوں کی موسمی واپسی گذشتہ برس کے مقابلے میں مضبوط رہی۔ تاہم، اس کے اثرات پیٹرولیم ریفائنریز اور سیمنٹ سازوں کی جانب سے بلند قرضوں نے زائل کر دیے۔ اس کے نتیجے میں جاری سرمائے کے مجموعی قرضے گذشتہ برس کے

<sup>9</sup> تفصیلات کے لیے ملکی قرضے کا سیکشن دیکھئے۔

<sup>10</sup> گندم کی خریداری (مارچ تا جون) کے موسم کے خاتمے کے بعد سرکاری خریداری ایجنسیاں عام طور پر جولائی سے گندم پر لیے گئے قرضوں کی واپسی شروع کر دیتی ہیں۔

## زری پالیسی و گرائی

جدول 3.4: نجی شعبے کو قرضے میں تبدیلی		
ارب روپے	م 14ء	م 15ء
نجی شعبے کو قرضہ (نس)	-17.4	59.6
جس میں		
الف) غیر بینک مالی اداروں کو قرضہ	-16.2	-14.0
ب) نجی شعبے میں کاروبار	-3.0	13.6
جس میں		
جاری سرمایہ	-31.3	-16.9
معین سرمایہ کاری	19.4	-27.4
برآمدی مالکاری	-9.5	8.4
درآمدی مالکاری	18.4	49.5
ج) صارفی مالکاری	13.4	5.1
جس میں		
ذاتی قرضے	10.0	1.9
گاڑیوں کے قرضے	3.1	3.6
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان: (نس): زری سروے		

مقابلے میں قرضوں کی کم واپسی کو ظاہر کر رہے ہیں۔

گذشتہ برسوں سے جاری رجحان کے مطابق حکومتی تمسکات میں بینک کی بھاری سرمایہ کاریوں نے نجی شعبے کے لیے قرضوں کی رسد میں کمی کردی۔ 2014ء کے آغاز سے بینک پی آئی بیز میں سرگرمی سے سرمایہ کاری کر رہے ہیں جو اشیاء سازی کے شعبے کی جانب سے بینکوں کو ملنے والی بہ وزن اوسط شرح قرض گاری سے بلند منافع کے حامل ہوتے ہیں (جدول 3.5)۔ بازار کی جانب سے مستقبل قریب میں پالیسی ریٹ میں اضافے کی توقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کی ترغیب کے جاری رہنے کا امکان ہے۔ علاوہ ازیں، منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ فی الوقت بینک صرف اچھی ساکھ والے صارفین کو قرض دے رہے ہیں جبکہ دیگر قرض گیر بڑی حد تک بازار سے نکل چکے ہیں۔

### مالکاری کی قسم کے لحاظ سے

#### قرض گیری

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدی مالکاری میں 49.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 14ء کی اسی مدت میں 18.3 ارب روپے بڑھے تھے۔ اس توسیع کا اہم محرک کھاد، بنیادی دھاتوں، پیٹرولیم مصنوعات اور خوردنی تیل کی بلند درآمدات تھیں۔ خوردنی تیل و گھی کی درآمدی مالکاری بلند مقدار کے باعث گذشتہ برس کے

جدول 3.5: اشیاء سازی کے شعبے میں قرضے پر منافع کی شرح				
ٹی بلز اور پی آئی بیز				
فیصد				
دسمبر 11ء	دسمبر 12ء	جون 13ء	جون 14ء	ستمبر 14ء
11.94	11.83	11.92	11.97	11.94
12.18	12.45	12.75	12.75	12.45
10.90	10.40	10.90	10.90	10.40
10.66	9.70	10.66	10.66	9.70
10.29	12.10	10.29	10.29	12.10
10.50	12.10	10.50	10.50	12.10
-	12.59	-	12.59	12.59
* سہ ماہی ٹی بلز اور سہ سالہ پی آئی بیز کے ماہانہ اوسط قاطع شرح ہائے سود				
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان				

مقابلے میں گئی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، درآمد کنندگان کے لیے امریکی ڈالر میں قرض لینا فائدہ مند تھا تا کہ وہ پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کے قرضوں کے درمیان فرق سے فائدہ اٹھاسکیں، خاص کر پاکستانی روپے کے مستحکم امکانات کو مد نظر رکھتے ہوئے (باب 5)۔

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران معین سرمایہ کاری قرضوں میں 27.4 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 19.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ شعبہ وار معلومات سے نشانہ ہی ہوتی ہے کہ قرضوں کی واپسی میں بڑا حصہ توانائی اور ٹیکسٹائل کے شعبے کا ہے (بالترتیب 16.3 ارب روپے اور 6.5 ارب روپے) (جدول 3.6)۔ دونوں شعبوں نے گزشتہ برس اپنی پیداواری گنجائش بڑھانے اور تعمیر و مرمت کے لیے معین سرمایہ کاری قرضے لیے تھے۔

جاری سرمائے کے قرضے جن کی مدت ایک برس ہوتی ہے، عام طور پر ایشیا ساز فرمز کی جانب سے خام مال کی خریداری اور نقد رقوم کے موسمی بہاؤ کو ظاہر کرتے ہیں۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 16.9 ارب روپے کی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 31.3 ارب

جدول 3.6: نجی شعبے کے کاروبار کو قرضہ								
تبدیلیاں ارب روپے میں								
مطلق تبدیلی		جاری سرمایہ		معین سرمایہ کاری		تجارتی مالکاری		
م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 15ء	
-3.0	13.6	-31.3	-16.9	19.4	-27.4	8.8	57.9	نجی کاروباری ادارے
7.7	9.5	8.0	6.1	-0.7	3.4	0.4	0.1	(1) زراعت
-26.7	-14.7	-37.8	-46.6	14.2	-9.4	-3.2	41.2	(2) اشیاء سازی
-46.3	-24.8	-40.9	-39.6	-0.9	0.4	-4.5	14.5	غذا و مشروبات
-8.3	-11.5	-6.9	-12.3	0.0	0.1	-1.4	0.7	چاول
-31.0	-27.2	-28.3	-35.1	1.4	6.6	-4.1	1.3	چینی
5.5	-3.3	4.5	-4.1	-0.2	-0.1	1.2	0.9	مشروبات
4.4	9.4	-0.2	2.2	0.0	-1.9	4.6	9.1	خورائی تیل و گھی
-0.2	7.9	1.7	3.9	-0.3	0.2	-1.6	3.9	فیڈنگ سامان
0.3	-14.8	9.7	-9.6	-0.9	-6.5	-8.5	1.3	ٹیکسٹائل
-1.3	2.8	-4.9	2.8	4.3	-1.2	-0.8	1.3	سیسٹ
14.0	18.9	2.6	10.0	10.8	1.4	0.6	7.5	پیپر و پلم مصنوعات
9.0	6.6	3.2	1.3	1.0	-3.0	4.8	8.3	بنیادی دھاتیں
25.6	-2.1	15.4	15.1	6.9	-16.3	3.2	-0.8	(3) بجلی
-7.1	-0.6	-2.9	0.5	-5.1	-1.0	1.0	-0.2	(4) ٹیلی کام
-4.8	1.3	-8.3	-2.6	1.1	0.1	2.3	3.8	(5) کامرس و تجارت
-3.2	-2.5	-4.2	-2.7	1.1	0.0	0.0	0.2	(6) تعمیرات
1.5	2.2	0.6	0.4	2.2	-0.3	-1.3	2.0	(7) کان کنی و کوہ کنی
3.4	8.0	0.4	-0.1	-0.6	0.1	3.7	7.9	(8) جہاز سازی
0.4	8.8	-2.1	5.0	0.1	1.5	2.3	2.2	(9) ریتل اسٹیٹ
0.2	3.8	-0.4	7.9	0.2	-5.6	0.4	1.4	(10) دیگر *
* ماہی گیری، ہٹل، ٹرانسپورٹ، تعلیم و صحت وغیرہ								
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان								

روپے کم ہوئے تھے۔ قرضوں کی واپسی میں بڑا حصہ چینی، ٹیکسٹائل اور چاول کی پروسیسنگ کرنے والی صنعتوں کا تھا۔ اجناس کی عالمی قیمتوں کے رجحان کو مد نظر رکھتے ہوئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 15ء کے دوران اشیا سازی کے لیے جاری سرمائے کی ضرورت گزشتہ برس سے کم رہے گی (باب 2)۔

جہاں تک جاری سرمائے کے قرضوں کا تعلق ہے مالی سال 14ء کی اسی مدت کے مقابلے میں چینی کی فرم نے 6.8 ارب روپے کے زائد قرضے واپس کیے۔ جیسا کہ باب دوم میں بحث کی جا چکی ہے، چینی سازوں کو گزشتہ برس سیالیت میں مشکلات کا سامنا تھا جس کا سبب باقی ماندہ اضافی ذخیرہ اور مضبوط پیداوار تھی، جس نے انہیں بینکوں سے بھاری قرض لینے پر مجبور کر دیا۔ معمول کے مطابق بیشتر قرضوں کی واپسی پہلی سہ ماہی میں کی گئی۔

ٹیکسٹائل کا شعبہ جس کا نجی کاروباری اداروں کے قرضوں میں حصہ 20 فیصد ہے، اس نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 14.8 ارب روپے کے قرضے واپس کیے جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 10.3 ارب روپے کی معمولی توسیع ہوئی تھی۔ قرضوں کے اس حد تک سکڑنے کی توقع کی جارہی تھی کیونکہ کپاس کی قیمتوں میں خاصے اضافے کی وجہ سے ٹیکسٹائل سازوں کو گزشتہ برس زیادہ قرض لینا پڑا تھا (باب 2)۔ مزید برآں، مالی سال 14ء میں جی ایس پی پلس حیثیت ملنے کے بعد برآمد کرنے والی بڑی فرم نے معین سرمایہ کاری قرضوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی پیداوار سرگرمیوں میں توسیع اور اسے بہتر بنانے کے اقدامات کیے تھے۔ ان قرضوں کو پہلی سہ ماہی میں واپس کیا جانا تھا۔

#### صارفی مالکاری

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صارفی مالکاری میں 2.3 فیصد سال بسال نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 6.5 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ صارفی مالکاری میں سے قدرے کم خطرے کی حامل کار مالکاری میں 5.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس یہ 6.2 فیصد بڑھی تھی۔ کار مالکاری کے ضوابط میں ایک ترمیم کی وجہ سے مالی سال 15ء میں کار مالکاری میں پائیدار نمو کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔ نئے ضابطے کے تحت اب بینک 9 سال تک پرانی کاروں پر مالکاری فراہم کر سکتے ہیں۔<sup>11</sup> علاوہ ازیں، ٹویونا کرولا کے جس ماڈل کا طویل عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا، اس کا متعارف ہونا بھی مالی سال 15ء میں کار کے قرضوں کی بلند طلب کا باعث بنا۔

#### 3.5 گرائی

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سال بسال عمومی گرائی ایک ہندسی رہی اور یہ رجحان جولائی 2012ء سے جاری ہے۔<sup>12</sup> مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط صارف اشاریہ قیمت گرائی کم ہو کر 7.5 فیصد ہو گئی جو گزشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں 8.1 فیصد تھی (جدول 3.7)۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں سال بسال گرائی پست رہی اور اس میں مزید کمی کا رجحان ہے۔

<sup>11</sup> بی بی آر ڈی سرکلر نمبر 07، بتاریخ 23 جولائی 2014ء کے مطابق استعمال شدہ کاروں کی خریداری کی مالکاری میں دلچسپی رکھنے والے بینک / ترقیاتی مالی ادارے استعمال شدہ کاروں کی قدر کا تعین کرنے کے لیے لیکسائز رجسٹرڈ خطوط تیار کریں گے۔ لیکن بینک / ڈی ایف آئی نو برس سے پرانی کاروں کی مالکاری نہیں کر سکیں گے۔

<sup>12</sup> نومبر 2013ء، دو واحد مہینہ تھا جب سال بسال گرائی 10.9 فیصد تک پہنچ گئی تھی۔

جدول 3.7: سال بسال گرانی کی سہ ماہی اوسط فیصد				
تراشیدہ	غیر غذائی غیر توانائی	غذا	صارف اشاریہ قیمت	
7.8	8.5	9.1	8.1	جولائی تا ستمبر
9.0	8.4	10.7	9.7	اکتوبر تا دسمبر
8.2	7.8	8.0	8.1	جنوری تا مارچ
8.4	8.6	8.2	8.6	اپریل تا جون
7.3	8.0	6.6	7.5	جولائی تا ستمبر
ماخذ: پاکستان فٹزر شاریات				

گرانی کے دباؤ میں یہ کمی اس میں اضافے کے خطرات کے باوجود دیکھنے میں آئی ہے۔ خاص کر اس بات کا خطرہ موجودہ تھا کہ سیلاب سے ملک بھر میں تلف پذیر غذائی اشیاء کی دستیابی متاثر ہو سکتی ہے جبکہ رمضان المبارک اور عید کے موقع پر قیمتوں میں ہونے والے موسمی اضافے سے بھی صورتحال بگڑنے کی توقع تھی۔<sup>13</sup> علاوہ ازیں، بجلی کی قیمتوں میں اضافے کی بھی توقع کی جا رہی تھی، جس کے نتیجے میں گرانی میں مزید اضافے کا خدشہ تھا۔

لیکن 2014ء کے سیلاب نے قیمتوں پر اتنے اثرات مرتب نہیں کیے جتنے اس نے ماضی میں کیے تھے، کیونکہ سیلاب کی شدت اتنی نہیں تھی جتنی اس کی توقع کی جا رہی تھی (باب 5)۔ جہاں تک رمضان کے اثر کا تعلق ہے یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ تازہ پھلوں، پیاز، ٹماٹر، آلو اور سبز یوں جیسی عام اشیاء کی گرانی میں سہ ماہی بنیادوں پر اضافہ ہوا تھا لیکن گندم، خوردنی تیل اور گھی جیسی بھاری اشیاء کی ارزانی نے اس کے اثرات مکمل طور پر زائل کر دیے۔<sup>14</sup> حکومت نے سہ ماہی کے دوران بجلی کی قیمت میں اضافہ کر دیا لیکن یہ اضافہ توقع سے کم تھا۔

مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں اس مالی سال میں گرانی کم ہونے کی وجوہات یہ ہیں (i) اناج کی بہتر رسد (ii) تیل کی معتدل قیمتیں (iii) بجلی کی قیمتیں بڑھنے میں تاخیر کی خبریں اور (iv) خوردہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی۔ اوپر دیے گئے موافق رسدی عوامل کی وجہ سے غذائی گرانی میں کمی زیادہ نمایاں تھی۔ قوزی گرانی کے دونوں پیمانے بھی معتدل ہو گئے ہیں (جدول 3.7)۔

#### غذائی رسد میں بہتری

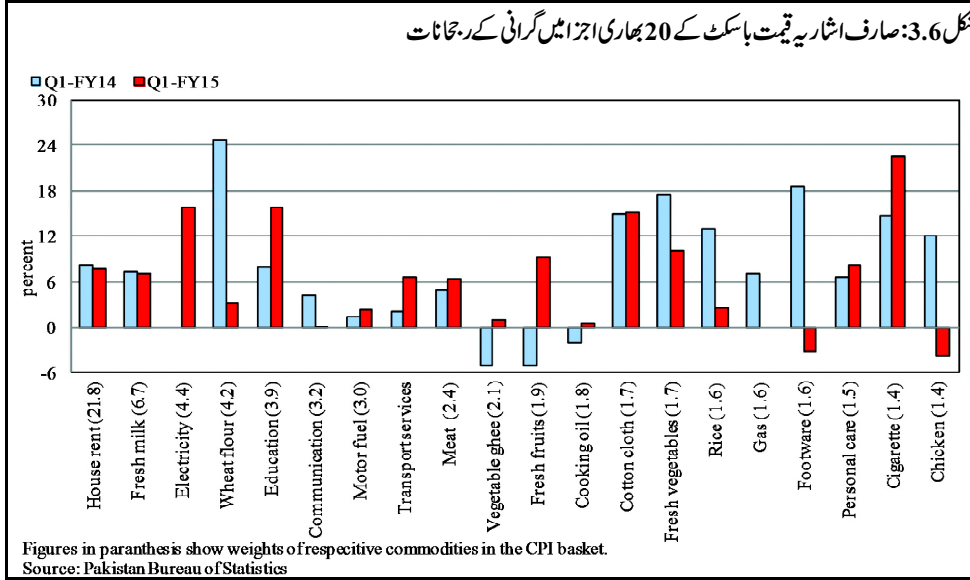
اگر ہم صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے بھاری اجزاء پر نظر ڈالیں تو مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گرانی میں ہونے والی پیشتر کمی آٹے، چاول اور تازہ سبزیوں میں نظر آتی ہے (شکل 3.6)۔ اس بہتری کا بنیادی سبب بہتر پیداوار کی بدولت ملکی ذخائر کا بڑھنا اور اگست و ستمبر 2014ء میں بروقت درآمدات تھیں۔<sup>15</sup> اسی طرح، اس برس ملکی منڈی میں زیادہ چاول دستیاب تھے کیونکہ تاجروں نے کمزور عالمی قیمتوں کی وجہ سے انہیں برآمد نہیں کیا (باب 5)۔ جہاں تک تازہ سبزیوں کا تعلق ہے ان کی رسد بروقت درآمدات کی وجہ سے ٹھیک رہی۔ مزید برآں، پیاز اور

13 ماہ رمضان قیمتوں میں اضافہ، خصوصاً تلف پذیر غذائی اشیاء میں، معمول ہے اور ایسا تقریباً ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔

14 نئی فصل کی آمد کے ساتھ گندم کی قیمتوں میں کمی شروع ہو گئی ہے۔ اپریل تا جون میں گندم کی قیمت گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں اوسطاً 11.7 فیصد کم رہی۔ یہ رجحان جولائی تا ستمبر جاری رہا جب گندم کی قیمت میں سہ ماہی بنیادوں پر مزید 0.5 فیصد کمی ہوئی۔ جہاں تک خوردنی تیل اور گھی کا تعلق ہے تو ان کی قیمتیں عالمی قیمتوں سے براہ راست منسلک ہوتی ہیں۔ عالمی منڈی میں پام آئل کی قیمتوں میں کمی اپریل 2014ء سے شروع ہوئی تھی۔ مارچ 2014ء میں پام آئل کی تجارت 850 ڈالر فی میٹرک ٹن پر ہو رہی تھی جو کہ جون میں گر کر 758.5 ڈالر پر آ گئی اور صرف ستمبر میں مزید کم ہو کر 657 ڈالر پر آ گئی۔

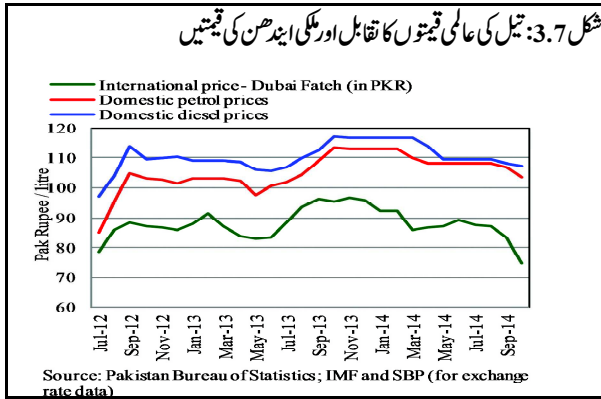
15 رجب 2014ء میں گندم کی پیداوار میں 4.4 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا تھا جبکہ ملک نے اگست اور ستمبر کے دوران 275,000 میٹرک ٹن گندم درآمد کی تھی۔

شکل 3.6: صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے 20 بھاری اجزاء میں گرانہ کے رجحانات



ٹھاڑوں کی قیمتیں گزشتہ برس سے کم تھیں، جس کا سبب طلب و رسد کا بہتر انتظام ہے۔<sup>16</sup>

شکل 3.7: تیل کی عالمی قیمتوں کا مقابلہ اوپن اینڈھن کی قیمتیں



سرکاری قیمتیں عمومی گرانہ پر

اثر انداز بوتی رپی  
حکومت نے صرف کے مختلف مدارج (slabs) کی بجلی کی قیمتوں میں اکتوبر 2013ء میں اوٹا 16 فیصد کا اضافہ کیا تھا۔ صرف یہ اضافہ ہی مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کی گرانہ میں 0.7 فیصدی

درجے اضافے کا باعث بنا۔ اگر حکومت اعلان کے مطابق بجلی کی قیمتوں میں مزید اضافہ کرتی تو اس کی شدت بڑھ سکتی تھی۔

جہاں تک موٹر اینڈھن کا تعلق ہے تو خام تیل کی عالمی قیمتوں میں خاصی کمی کے باوجود مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اینڈھن کی ملکی قیمتوں میں صرف نامیہ کمی دیکھی گئی (شکل 3.7)۔ تاہم، اکتوبر میں حکومت نے تیل کی قیمتوں میں مزید کمی (3.3 روپے فی لیٹر) کردی جبکہ آخر نومبر 2014ء میں مزید کمی کی گئی۔

<sup>16</sup> مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان نے اپنی بیاز کی برآمدات دگنی کردی تھیں جس کا اہم مقصد بھارتی فصل کے نقصان کی تلافی تھا۔ اس کے نتیجے میں مقامی منڈی میں طلب و رسد کا فرق پیدا ہو گیا۔ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹھانڈی مقامی فصل کو نقصان پہنچا تھا۔ اگرچہ حکومت نے اس کی بھارت سے درآمدات بڑھادی تھیں لیکن ان کی مقدار طلب و رسد کا فرق کم کرنے کے لیے ناکافی تھی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مٹی کے تیل، سگریٹ، میٹھے مشروبات وغیرہ جیسے کچھ صارفین اجزاء حکومت یا اشیا سازوں کی جانب سے طے کردہ خوردہ قیمتوں سے زائد پرفروخت کیے جا رہے ہیں۔ صوبائی رسد و قیمتوں کے حکمہ جات کے ساتھ ساتھ ان کے رسد و قیمت کے دفاتر کو بھی وفاقی حکومت کی جانب سے متعلقہ قوانین کے تحت اس مشق کی نگرانی کرنے کے اختیارات حاصل ہیں۔<sup>17</sup>

#### سگریٹ کی قیمتوں میں اضافہ

2014-15ء کے بجٹ میں خاص طور پر سگریٹ پر عائد وفاقی ایکسائز ڈیوٹیز میں اضافہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ تھوک و خوردہ سطح پر ان کے نفاذ کو سادہ بنایا گیا اور اس کی تشکیل نو کی گئی۔ خصوصاً، مرکب فارموں پر مبنی تین مدارج کے بجائے اب ڈیوٹی مخصوص نرخ پر مبنی دو مدارج پر عائد کی جاتی ہے۔ اس عمل کی سادگی کا نتیجہ سگریٹ کی بلند خوردہ قیمت کی صورت میں نکلا تھا (مختلف برانڈز کے لیے 13.5 فیصد تا 27.6 فیصد اضافہ)۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی صارف اشاریہ قیمت گرانی میں صرف سگریٹ کا حصہ 0.4 فیصدی درجے تھا۔

#### مستقبل کے امکانات

نومبر 2014ء میں صارف اشاریہ قیمت گرانی 13 برسوں کی پست ترین سطح 4.0 فیصد پر آ چکی ہے جو آخر اکتوبر 2014ء میں اعلان کردہ ایندھن کی ملکی قیمتوں میں کمی اور غذائی رسد کی صورتحال میں بہتری کی عکاس ہے۔ یہ نرمی زیادہ وسیع الہیاد تھی کیونکہ اس میں غذائی اجزاء کے ساتھ ساتھ مکانات، پانی، بجلی، گیس گروپ نے بھی اہم کردار ادا کیا۔<sup>18</sup> وہ عوامل جو سال کے باقی حصے میں گرانی کے متعلق ہمارے جائزے کے لیے اہم ہیں، ذیل میں دیے گئے ہیں:<sup>19</sup>

☆ آخر نومبر 2014ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں ایک بار پھر بھاری کمی کا اعلان کیا گیا ہے جس سے توقع ہے کہ موٹر ایندھن گرانی مزید کم ہوگی، صارف اشاریہ قیمت گرانی پر اس کے براہ راست اثر کے ساتھ ساتھ دیگر اجزاء پر لاگتی گرانی کے ذریعے۔

☆ تیل کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں کے باعث اب حکومت کے پاس بجلی کی قیمتوں میں مزید اضافے کو مؤخر کرنے کی گنجائش نکل آئی ہے۔

☆ نومبر 2014ء کے آئی بی اے واسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے کے مطابق گرانی کی توقعات آئندہ چھ مہینوں تک کم رہیں گی۔ توانائی کی گرانی میں اہم کمی کی توقع ہے (تیل کی پست قیمتوں کا نتیجہ) جس کے بعد غذائی گرانی بھی کم ہوگی۔

☆ چونکہ ایندھن کی قیمتوں کا گھرانوں کی گرانی کی توقعات سے گہرا ربط ہوتا ہے اس لیے امید ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی قیمتوں میں کمی ان کی گرانی کے متعلق توقعات پر مثبت اثر ڈالے گی اور

17 قیمتوں پر کنٹرول اور نفع خوری و ذخیرہ اندوزی کی روک تھام کا ایکٹ، 1977ء۔

18 مجموعی صارف اشاریہ قیمت گرانی میں ان اجزاء کا حصہ گزر کر 2.2 فیصدی درجے اور 1.4 فیصدی درجے پر آ گیا جو مالی سال 15ء کی اوسط سہ ماہی گرانی میں بالترتیب 2.8 اور 2.2 فیصدی درجے تھا۔

19 دو مختلف اعلامیوں کے ذریعے وفاقی حکومت نے بجلی کے صارفین پر 52 پیسے فی یونٹ اور 1.50 روپے فی یونٹ تسویہ (equalization) سرچارجز عائد کیے ہیں۔

☆ امریکی ڈالر کے مقابلے میں مستحکم پاکستانی روپے سے اجناس کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں، خصوصاً خام تیل و غذا کی، کے ملکی گرانہ پر مثبت اثر میں شدت آئے گی۔<sup>20</sup>

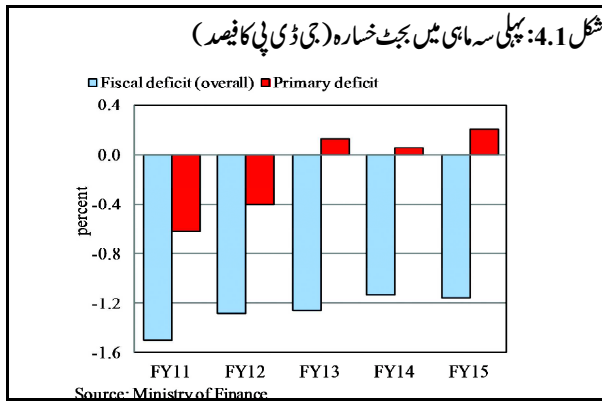
☆ تاہم، جنوری 2015ء میں گیس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کا ممکنہ نفاذ گرانہ پر مثبت اثر ڈال سکتا ہے۔

---

<sup>20</sup> دسمبر 2014ء میں بین الاقوامی صکوک اور آئی ایم ایف ایف کی چوٹی اور پانچویں اقساط کی مد میں 2.1 ارب ڈالر ملنے سے پاکستانی روپے کی قدر میں استحکام آیا ہے۔

## 4 مالیاتی پالیسی و سرکاری قرضہ

### 4.1 عمومی جائزہ



مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی خسارہ گزشتہ برس کی اسی مدت کے 1.1 فیصد سے معمولی اضافے کے ساتھ بڑھ کر جی ڈی پی کے 1.2 فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر سودی ادائیگیوں کے بڑھنے سے ہوا، جو گزشتہ تین سہ ماہیوں کے دوران حکومت کی جانب سے مالی وسائل جمع کرنے میں پی آئی بیز کے بلند حجم اور ترجیح کی عکاسی کرتا ہے۔<sup>1</sup> باقی پہلوؤں سے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں بنیادی توازن فاضل اور مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی سے کافی زیادہ ہے (شکل 4.1)۔

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر سودی اخراجات میں نموصرف 5.2 فیصد تک محدود رہی، جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 28.4 فیصد تھی۔ محصولاتی لحاظ سے مجموعی محصولات میں نمو گر کر صرف 1.2 فیصد پر آگئی کیونکہ گزشتہ برس غیر ٹیکس وصولیوں میں اضافے کا باعث بننے والے یکبارگی عوامل اس سال دستیاب نہیں تھے (جدول 4.1)۔<sup>2</sup> ان وصولیوں کو منہا کر دیا جائے تو مجموعی محصولات کی نمو مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑھ کر 8.4 فیصد تک پہنچ جائے گی (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے سیکشن 4.2)۔

حکومت کے مقامی کرنسی قرضوں کی عرصیت کے خا کے کو متوازن بنانے کے لیے بلند سودی ادائیگیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 15ء کے بجٹ میں اعلان کردہ مالیاتی یکجائی کا حصول دشوار ہوگا۔<sup>3</sup> مزید برآں، حکومت گردش قرضے کا خاتمہ یا تصفیہ کرنے کے لیے جو اقدامات کرے گی، اس کے مالیاتی صورتحال پر اثرات مرتب ہوں گے۔ آخر میں، صوبائی فاضل سال کے مقررہ حکومتی اہداف سے ہم آہنگ معلوم نہیں ہوتے اور مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے 121.6 ارب روپے سے خاصی کمی کے بعد مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 157.7 ارب روپے رہ گئے۔<sup>4</sup>

1 حکومتی قرضے میں پی آئی بی کے حصے میں اضافے (ٹی بلز کے مقابلے میں بلند شرح ہائے سود کے حامل) کے ساتھ مالی سال 15ء میں قرضوں کی واپسی کی لاگت میں اضافہ متوقع تھا۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پی آئی بی کی سودی ادائیگیوں میں اضافہ سہ ماہی کے دوران گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں پی آئی بی کی سودی ادائیگیوں پر کمی سے زائد تھا (شکل 4.2)۔

2 مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یکبارگی غیر ٹیکس وصولیوں میں پی آئی بی کے مارک اپ اور یونیورسل سروس فنڈز (یو ایس ایف) کے استعمال کی قوم شامل تھیں۔

3 مالی سال 15ء کے بجٹ میں تخمینہ لگا یا گیا تھا کہ مالیاتی خسارہ جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں جی ڈی پی کے 5.5 فیصد تھا، مالی سال 15ء میں کم ہو کر 4.9 فیصد پر آجائے گا۔

4 مالی سال 15ء کے لیے صوبائی مالیاتی فاضل کا ہدف 289.0 ارب روپے ہے جو مالی سال 14ء میں حاصل ہونے والے 149.5 ارب روپے کا تقریباً دوگنا ہے۔

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ					
ارب روپے					
فیصد نمو		اصل		بجٹ م 15ء	
پہلی سہ ماہی م 15ء	پہلی سہ ماہی م 14ء	پہلی سہ ماہی م 15ء	پہلی سہ ماہی م 14ء		
1.2	19.9	839.7	829.7	4,218	الف۔ مجموعی حاصل
11.7	23.2	626.9	560.9	3,344	نگس حاصل
-20.8	13.4	212.9	268.8	874	غیر نگیں حاصل
12.7	17.1	1,170.20	1,038.50	5,640	ب۔ مجموعی اخراجات
20.9	6.9	1,050.10	868.4	4,420	جاری <sup>1</sup>
					جس میں
31	-3.7	394.5	301.1	1,325	سودی ادائیگیاں
32.3	17.6	115.3	87.1	1,220	ترقیاتی
16.9	16.4	93	79.5	1,175	پی ایس ڈی پی
193.3	31.7	22.3	7.6		دیگر
		4.8	83		خالص قرض گاری
		6.4	78.1		ج۔ شماریاتی فرق
		-336.8	-286.9	-1,422	مالیاتی توازن (الف-ب-ج)
		336.8	286.9	1,422	مالکاری
		-13.5	-27.2	508	بیرونی ذرائع
		350.3	314.1	914	ملکی ذرائع
		139.9	198	228	بینک
		-39	352.8	0	اسٹیٹ بینک
		178.9	-154.8	228	کمرشل بینک
		210.4	116.1	686	غیر بینک
					جی ڈی پی کا فیصد
		-1.2	-1.1	-4.9	مجموعی مالیاتی توازن
		-0.7	-0.2	-0.7	محصولاتی توازن
		0.2	0.1	-0.3	بنیادی توازن
1 بشمول پنشنز، گرانٹس، زراعات اور عمومی حکومتی اخراجات					
ماخذ: وزارت خزانہ					

مالکاری کے لحاظ سے حکومت نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں 13.5 ارب روپے کی بیرونی رقوم واپس کیں جبکہ پورے سال کے لیے خالص بیرونی رقوم کی آمد کا ہدف 507.6 ارب روپے ہے۔<sup>5</sup> ملکی مالکاری میں غیر بینک قرض گیری مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے 116.1 ارب

<sup>5</sup> یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 15ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران عالمی منڈی میں 1.0 ارب ڈالر مالیت کے صکوک جاری کرنے سے بیرونی مالکاری میں کچھ بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ حکومت رواں مالی سال کے دوران اے بی ایل، ایچ بی ایل اور نیشنل پاورٹنسرکشن کارپوریشن کی بے سرمایہ کاری کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔

روپے سے بڑھ کر مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں 210.4 ارب روپے تک پہنچ گئی جس کا سبب پی آئی بی کی تحویل میں اضافہ ہے۔<sup>6</sup> یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حکومت نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کو 39.0 ارب روپے واپس (خالص معنوں میں) کیے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 352.8 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا۔

آخر ستمبر 2014ء تک پاکستان کا سرکاری قرضہ بڑھ کر 16.6 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا جبکہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے سرکاری قرضوں میں 246.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والے اضافے کا ایک چوتھائی ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ حکومت نے بیشتر رقوم وسط تا طویل مدتی پی آئی بی سے حاصل کی ہیں جن سے ملکی قرضے کی عرصیت کے خاکے میں بہتری آگئی (تفصیل کے لیے دیکھیں سیکشن 4.5)۔

#### 4.2 محصولات

مجموعی حاصل میں صرف 1.2 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 19.9 فیصد تھا۔<sup>7</sup> یہ سست روی ٹیکس و غیر ٹیکس حاصل دونوں میں نمایاں تھی۔ غیر ٹیکس حاصل میں کمی متوقع تھی (کیونکہ اسے مالی سال 14ء کے دوران متعدد یکبارگی رقوم کی آمد سے فائدہ پہنچا تھا) لیکن ٹیکس حاصل میں بجٹ اہداف کے مطابق نمو نہیں ہو سکی۔<sup>8</sup> مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکسوں کی وصولی میں 11.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ پورے مالی سال 15ء کے لیے 26.9 فیصد کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ نمو مالی سال 14ء کی نمو کا صرف نصف ہے۔ صوبائی اور دیگر ٹیکسوں کے معاملے میں اس کا اہم سبب اساسی اثر تھا۔<sup>9</sup>

#### ٹیکس محاصل

ایف بی آر کے ٹیکس، جو ٹیکسوں کی مجموعی وصولی (وفاقی و صوبائی) کے 85 فیصد سے زائد ہیں، ان میں ہدف کے مطابق تیزی نہیں آسکی۔ ایف بی آر نے سال کے دوران ٹیکسوں کی وصولی میں 24.0 فیصد نمو کا ہدف مقرر کیا تھا۔ تاہم، مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹیکس وصولی بلند اساسی عدد پر 13.1 فیصد نمو کو ظاہر کرتی ہے جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 15.6 فیصد نمو ہوئی تھی (جدول 4.2)۔ اس سے ایف بی آر کے لیے سخت دشواریاں پیدا ہوں گی کیونکہ اسے سال کا ہدف حاصل کرنے کے لیے بقیہ تین سہ ماہیوں میں 26.4 فیصد نمو حاصل کرنا ہوگی۔<sup>10</sup> اسے مد نظر رکھتے ہوئے مطلوبہ نمو اسی مدت کے لیے گذشتہ پانچ برسوں کی سالانہ اوسط سے تقریباً 10 فیصدی درجے زیادہ ہے۔<sup>11</sup>

<sup>6</sup> پی آئی بی اور پی بلز کی شرح ہائے سود کے درمیان تفاوت میں اضافے کے باعث بینکوں و غیر بینک مالی اداروں دونوں نے مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی سے اپنی پی آئی بی کی تحویل میں اضافہ کر دیا۔

<sup>7</sup> اگر غیر ٹیکس محصولات میں یکبارگی رقوم کی آمد کے اثر کی مطابقت کی جائے تو مجموعی حاصل میں نمو 1.2 فیصد کے بجائے بڑھ کر 8.4 فیصد تک پہنچ جائے گی۔

<sup>8</sup> مالی سال 15ء کے بجٹ میں غیر ٹیکس محصولات کا ہدف 874 ارب روپے تھا جبکہ گذشتہ برس اصل وصولی 1,002.4 ارب روپے رہی تھی۔

<sup>9</sup> دیگر ٹیکسوں میں جی آئی ڈی سی اور گیس ڈولپمنٹ سرچارج بھی شامل ہیں، قبل ازیں وزارت خزانہ کی جانب سے جن کی درجہ بندی غیر ٹیکس محصولات میں کی گئی ہے۔

<sup>10</sup> پیٹرولیم مصنوعات کی گرتی ہوئی قیمتیں بلز ٹیکس اور کسٹمز ڈیوٹیز کی وصولی کے اہداف کے حصول میں ایف بی آر کے لیے اہم رکاوٹ ثابت ہو سکتی ہیں۔

<sup>11</sup> گذشتہ پانچ برسوں کے دوران اکتوبر تا جون کی مدت میں ٹیکس وصولی میں اوسط سال بسال نمو 17 فیصد رہی ہے۔

جدول 4.2: ایف بی آر ٹیکس وصولی					
ارب روپے					
بجٹ م 15ء	اصل	فہرست	پہلی سہ ماہی م 14ء	پہلی سہ ماہی م 15ء	
1,149	161.7	189.7	16.5	17.3	بالواسطہ
1,661	313.6	348.1	15.2	11	بالواسطہ
284	52.4	64.5	0.2	23.1	کسٹم
1,206	235.8	258.2	19.5	9.5	بیل ٹیکس
171	25.4	25.4	12.9	0	وفاقی ایکسائز
2,810	475.3	537.8	15.6	13.1	مجموعی ٹیکس
ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو					

اگرچہ ایف بی آر نے ٹیکسوں کی وصولی بڑھانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں (دیکھئے باکس 4.1) لیکن یہ ماخذ سے کٹوتی اور/یا ٹیکس شرحوں میں اضافے پر مبنی ہیں۔ ماضی کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے اقدامات سے ملک کو ٹیکس اور جی ڈی پی کا تناسب بڑھانے میں محدود کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ پاکستان کے ٹیکس کاری نظام میں بہتری معیشت کی دستاویزیت کی سطح میں اضافے، ٹیکسوں کے طریقہ کار کو سادہ بنانے اور ان پر مؤثر عملدرآمد سے لائی جاسکتی ہے۔

باکس 4.1: مالی سال 15ء کے بجٹ میں ٹیکس کاری کے اقدامات  
ٹیکسوں کے دائرے میں توسیع کے لیے آٹھ ٹیکس گوشوارے جمع کرنے والوں اور جمع نہ کرنے والوں کے درمیان فرق واضح کیا گیا اور مؤخر الذکر کے لیے ود ہولڈنگ ٹیکس کی بلند شرحوں کی تجویز دی گئی۔ بعض مخصوص اقدامات کو ذیل میں دیا گیا ہے:

#### بالواسطہ ٹیکس:

- 1 کپٹل گین ٹیکس (سی جی ٹی): 12 مہینوں تک زیر تحویل تسکات کے لیے 12.5 فیصد اور 12 تا 24 مہینوں کی مدت کے لیے زیر تحویل تسکات پر 10 فیصد کا کپٹل گین ٹیکس مقرر کیا گیا۔ جبکہ 24 مہینوں سے زائد زیر تحویل تسکات کو سی جی ٹی سے استثناء حاصل ہوگا۔
- 2 ایڈوائس انکم ٹیکس: متعدد سودوں/کاروباری اداروں کو ایڈوائس ٹیکس کے دائرے میں شامل کیا گیا جیسے (i) اگر مسافر نے انکم ٹیکس جمع کر لیا ہے تو فرسٹ اور بزنس کلاس کی ایئر لائن ٹکٹوں پر 3 فیصد ٹیکس اور جمع نہ کرانے والے پر 6 فیصد (ii) جمع کرانے والوں کے لیے غیر منقولہ جائیداد (20 لاکھ روپے سے زائد قدر کی حالت) کی خریداری پر 1 فیصد ٹیکس اور جمع نہ کرانے والوں کے لیے 2 فیصد (iii) بجلی کے گھر یلو صارفین کے لیے 100,000 روپے ماہانہ سے زائد کے بجلی کے بل پر مطابقت کے قابل 7.5 فیصد کی شرح سے ٹیکس (iv) شرح سود آمدنی اور منافع منقسمہ پر ایک قابل مطابقت 5 فیصد ٹیکس ایسے افراد پر نافذ کیا گیا جو ٹیکس گوشوارے جمع نہیں کراتے۔
- 3 ٹیکس نظام کی خامیوں کا خاتمہ: آمدنی کے مختلف طبقات پر ٹیکس نظام میں موجود خامیوں کی وجہ سے ٹیکس عائد نہیں کیا جاسکتا۔ کمپنیوں کی جانب سے بونس حصص اور میوچل فنڈز و مضاربہ کمپنیوں کی بونس اکائیاں منافع منقسمہ سے مختلف تھیں۔ اس بے قاعدگی کو درست کر لیا گیا۔
- 4 خدمات کے لیے ٹیکس کی شرحیں: مالی سال 15ء کے بجٹ میں کارپوریٹ خدمات پر ٹیکس کی شرح بڑھا کر 8 فیصد اور دیگر پر 10 فیصد کر دی گئی۔
- 5 ٹیکس شرحوں میں کمی: مالی سال 15ء کے بجٹ میں بعض کسٹمر ٹیکسوں کی شرحوں میں کمی بھی تجویز کی گئی ہے جیسے (i) ٹیلی مواصلاتی خدمات کے لیے ان صوبوں سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (ایف ای ڈی) واپس لے لی گئی جو ٹیلی کام خدمات پر جی ایس ٹی نافذ کر چکے ہیں۔ مزید برآں، ٹیلی فون خدمات پر ود ہولڈنگ ٹیکس 15 فیصد سے کم کر کے 14 فیصد کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا (ii) شادیوں و تقریبات پر ود ہولڈنگ ٹیکس 10 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دیا گیا (iii) شیا سازی ہتھیرات اور مکانات کے شعبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کے لیے نئی سرمایہ کاری پر کارپوریٹ ٹیکس کم کر کے 20 فیصد کر دیا گیا (iv) کاروباری برادری کے مطالبے پر کارپوریٹ ٹیکس ایک فیصدی درجے کم کر کے 33 فیصد کر دیا گیا اور (v) انکم سپورٹ لیوی جسے گزشتہ برس کے بجٹ میں نافذ کیا گیا تھا، اسے واپس لے لیا گیا۔
- 6 ٹیکسوں کے دائرے میں توسیع کے لیے کمرشل و صنعتی بجلی و گیس کے ٹیکشن حاصل کرنے والوں کے لیے این ٹی این کا حصول لازمی شرط قرار دے دیا گیا۔

#### سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی

- 1 خردہ سطح پر سیلز ٹیکس کے لیے کاروباری اداروں کی درجہ بندی دو سطحوں میں کی گئی: پہلی سطح ان خردہ فروشوں پر مشتمل ہے جو قومی و بین الاقوامی چین اسٹورز کے حصے کے طور پر کام کرتے ہیں، ایگزیکٹو اینڈ شاپنگ پلازوں میں کاروبار کرتے ہیں، جن کے پاس کریڈٹ و ڈیبٹ کارڈز کی مشینیں ہیں، یا جن کے مابینہ جلی کے بل 50,000 روپے سے زائد ہیں؛ جبکہ دیگر تمام خردہ فروش دوسری سطح میں شامل ہیں۔ پہلی سطح کے خردہ فروشوں کے لیے معمول کے نظام کے تحت سیلز ٹیکس کی ادائیگی اور نقد رجسٹر رکھنا ضروری ہوگا۔ دوسری قسم کے خردہ فروشوں پر 20,000 روپے مابینہ سے کم بجلی کا بل دینے والوں کے لیے بجلی کے بل کے ذریعے 5 فیصد کی شرح سے سیلز ٹیکس کی ادائیگی کا ایک سادہ طریقہ کار متعارف کرایا گیا ہے؛ جبکہ زائد بل دینے والوں کے لیے 7.5 فیصد کی شرح مقرر کی گئی ہے۔
- 2 فولاد کے شعبے پر سیلز ٹیکس بڑھانے کی معین شرح کو 4 روپے فی یونٹ سے بڑھا کر 7 روپے فی یونٹ کر دیا گیا۔
- 3 مقامی طور پر تیار کردہ مگر بیٹوں پر ایف ای ڈی کو بڑھا دیا گیا۔

#### کسٹم ڈیوٹی:

- 1 زیادہ سے زیادہ شرح کو 30 فیصد سے کم کر کے 25 فیصد کر دیا گیا تاکہ مدارج کی تعداد کو کم کر کے 6 کر دیا گیا۔
  - 2 فی الوقت، 40 فیصد درآمدات کو کسٹم ڈیوٹی سے مکمل طور پر استثناء حاصل ہے۔ ٹیرف میں ساختی خامیوں کو دور کرنے اور جانچ و دستاویزیت کو بہتر بنانے کے لیے ٹیرف میں صفر فیصد درجے کی جگہ ایک فیصد کر دیا گیا۔ تاہم، سماجی لحاظ سے حساس اجزاء جیسے پیٹرولیم مصنوعات، کھاد اور تمام غذائی اجزاء وغیرہ پر شرح 0 فیصد رکھی گئی، ایکٹ کے نئے شیڈول میں شمولیت کے ذریعے۔
  - 3 زرعی شعبے کو فروغ دینے اور سرنگ کاشت کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے مالی سال 15ء کے بجٹ میں پلاسٹک غلاف، ملٹل فلم، کبیڑے مار جالی اور سایہ دار جالی کی درآمد پر ڈیوٹی ختم کر دی گئی۔
- ماخذ: وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر مالی سال 15ء۔

#### غیر ٹیکس محاصل

یکبارگی رقوم کی آمد کے سبب مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں غیر ٹیکس محاصل غیر معمولی حد تک بلند سطح پر تھے (یعنی یونیورسل سروس فنڈ، اور گردش قرضے کے تصفیہ کی مد میں حاصل ہونے والا مارک اپ۔ جدول 4.3)۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں ایسی رقوم کی آمد کی غیر موجودگی میں غیر ٹیکس محاصل میں کمی آگئی۔ سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ سے کچھ اعانت ملی تھی جو بنیادی طور پر افغانستان میں نیٹو فوجیوں کو پاکستان کی جانب سے فراہم کردہ نقل و حمل میں اعانت کے عوض رقوم کی ادائیگی ہے۔<sup>12</sup>

#### 4.3 اخراجات

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سودی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافے کے باعث وفاقی اخراجات دباؤ کا شکار رہے۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے مجموعی غیر سودی اخراجات میں سال بسال بنیادوں پر صرف 5.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ سودی اخراجات میں 31.0 فیصد نمو ہوئی (جدول 4.4)۔

مجموعی اخراجات میں ہونے والا تقریباً 70 فیصد اضافہ صرف ملکی سودی ادائیگیوں کا نتیجہ تھا۔ اس اضافے کی توقع تھی کیونکہ ملکی قرض کی عرصیت کا خاکہ گذشتہ تین سہ ماہیوں میں مہنگے طویل مدتی حکومتی بانڈز کی سمت منتقل ہو رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں جولائی 2014ء کے دوران پی آئی بی کی سودی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا، جب ششماہی کو پن کی ادائیگیوں میں کمی واقع ہو گئی تھی (شکل 4.2)۔ درحقیقت، پی آئی بی کی واپسی میں اضافے نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹی بلز پر سودی ادائیگیوں میں کمی کا اثر بالکل زائل کر دیا تھا۔

<sup>12</sup> حکومت کو 27 اگست 2014ء تک سی ایف کی مد میں 371.4 ملین ڈالر اور 30 ستمبر 2014ء تک 363.8 ملین ڈالر موصول ہوئے تھے۔

مالی سال 2015ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ

جدول 4.3: غیر ٹیکس حاصل					
ارب روپے					
میزان مئی 15ء	اصل		مطلق تبدیلی		
(پورا سال)	پہلی سہ ماہی مئی 14ء	پہلی سہ ماہی مئی 15ء	پہلی سہ ماہی مئی 14ء	پہلی سہ ماہی مئی 15ء	
مارک اپ (پی ایس ایز و دیگر) <sup>1</sup>	26	56.8	0.9	55.9	-56
منافع منقسمہ	82	3.7	10.9	-11.3	7.1
اسٹیٹ بینک کا منافع	270	80	67.5	30	-12.5
دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)	140	2	77.3	-105.3	75.4
تیل و گیس پر راکٹائزر	81	19.2	20	4.3	0.8
پاسپورٹ و دیگر فیس	20	4	2.7	0.8	-1.3
خام تیل پر برقرار رعایت	20	3.9	2.3	0.7	-1.6
خام تیل پر وڈنڈ فال لیوی	17	3.8	5.3	-0.7	1.6
بیرونی گرانٹس	35	10.1	8	10.1	-2.1
دیگر وفاقی <sup>2</sup>	125	74.6	5.5	69.6	-69
جس میں یونیورسل سروس فنڈ	--	67.6	--	--	--
صوبائی	58	10.7	12.4	-13.7	1.7
مجموعی غیر ٹیکس حاصل	874	268.8	212.9	40.5	-55.9
یادداشتی <sup>3</sup>					
یکبارگی قوم کی آمد		124.3	75.4		
غیر ٹیکس حاصل (علاوہ یکبارگی)		144.5	137.5	21.9	-7
1 مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مارک اپ میں پی ایس ایز (این ٹی ڈی سی، اٹاک انرجی کمیشن اور واپڈا) سے وفاقی حکومت کو قابل ادا ملنے والی 56 ارب روپے کی بازیابی شامل ہے۔ یہ رقم گردش کرنے کے تصفیے کے غیر نقد جز کا ایک حصہ ہے جو کہ جولائی 2013ء میں انجام پایا تھا۔					
2 مالی سال 15ء کے بجٹ میں 3 جی/4 جی آپٹیکل فائبر کے بقیہ لائسنسوں کی نیلامی سے 56 ارب روپے کی وصولی کو شامل کیا گیا ہے۔					
3 ہم نے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی سے پی ایس ایز اور یونیورسل سروس فنڈ پر مارک اپ کے باعث قوم کی آمد کو خارج کیا ہے: جبکہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے اتحادی سپورٹ فنڈ کو جس کا مقصد اعداد و شمار کا تقابل ہے۔					
ماخذ: وزارت خزانہ					

وفاقی حکومت کے اخراجات میں دوسرا بڑا حصہ دفاع کا ہے جس میں مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 12.4 فیصد کا اضافہ ہوا۔ یہ رواں سال کے وفاقی بجٹ سے بڑی حد تک ہم آہنگ تھا جس میں اس زمرے میں 11.2 فیصد نمو کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔<sup>13</sup>

تاہم، صحت و تعلیم پر وفاقی حکومت کے اخراجات مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے 14.0 ارب روپے سے گزر کر مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں 12.7 ارب روپے رہ گئے۔ صحت و تعلیم سے متعلق بیشتر سرگرمیاں صوبائی حکومتوں کو منتقل کر دی گئی ہیں لیکن وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ابھی تک کچھ خدمات شامل ہیں جیسے اعلیٰ تعلیم، قومی پیشہ ورانہ تکنیکی تربیت اور متعدد بڑے اسپتال)۔

<sup>13</sup> وسط ستمبر 2014ء تک وزارت خزانہ نے آپریشن ضرب عضب کے لیے 33 ارب روپے جاری کیے تھے جس میں اندرونی بے گھر افراد کے لیے درکار فنڈز بھی شامل ہیں۔

## مالیاتی پالیسی و سرکاری قرضہ

جدول 4.4: مالیاتی اخراجات (مجموعی) کا تجزیہ۔ پہلی سہ ماہی				
ارب روپے				
فیصد نمو				
م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	
12.7	17.1	1,170.2	1,038.5	مجموعی اخراجات
20.9	6.9	1,050.1	868.4	جاری
20.7	4.9	772.1	639.5	وفاقی
31	-3.7	394.5	301.1	سودی ادائیگیاں
31.3	-4.4	375.9	286.3	ملکی
24.8	11.1	18.6	14.9	بیرونی
8.8	6.3	39.7	36.4	پنشن
26.3	7.2	52.8	41.8	سگریٹس
12.4	24.7	164.6	146.5	دفاع
16.3	19.4	21.3	18.3	امن عام و تحفظ
-9.6	19.7	12.7	14	صحت و تعلیم
6.5	2.8	86.7	81.4	دیگر
21.5	12.9	278	228.8	صوبائی
32.3	17.6	115.3	87.1	ترقیاتی
16.9	16.4	93	79.5	سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام
-11.9	48.2	39.6	44.9	وفاقی
54.4	-9	53.4	34.6	صوبائی
193.3	31.7	22.3	7.6	دیگر ترقیاتی اخراجات
-94.2	--	4.8	83	خالص قرض گاری
باددستی				
غیر سودی اخراجات				
5.2	28.4	775.7	737.4	کل۔ مجموعی
-3.8	36.6	468.6	486.9	کل۔ وفاقی
9.8	12.9	385	350.6	جاری۔ وفاقی
ماخذ: وزارت خزانہ				

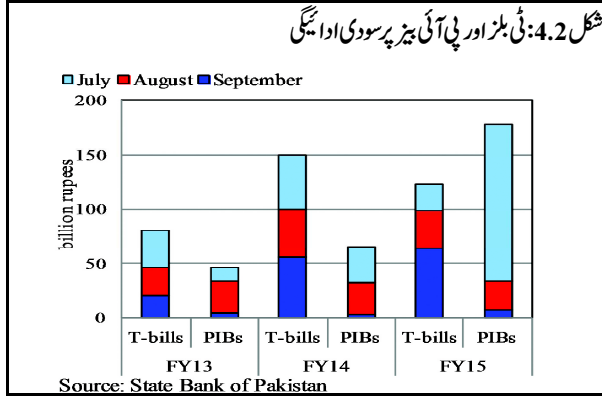
صوبوں کی جانب سے سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) پر بلند اخراجات اور وفاقی حکومت کی جانب سے دیگر اخراجات (بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام) میں تیزی سے اضافے کے باعث ترقیاتی اخراجات بڑھ گئے۔

### 4.4 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، مالی سال 15ء میں صوبوں کے لیے مجموعی طور پر 289.0 ارب روپے کا فاضل ظاہر کرنا ضروری ہے، جو کہ مالی سال 14ء کے مقابلے میں تقریباً دوگنا ہے۔ تاہم، مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں صوبوں کی جانب سے ظاہر کردہ اصل فاضل 57.7 ارب روپے ہے جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے نصف سے بھی کم ہے۔ اس کی کاسبب جاری اخراجات ہیں جن میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں سہ ماہی کے دوران خاصی بلند نمو ہوئی ہے (جدول 4.5)۔ علاوہ ازیں، صوبوں نے اپنے سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات میں اضافہ کر دیا۔ محصولاتی لحاظ سے قابل تقسیم پول سے منتقلیاں گذشتہ برس کی نسبت کم تھیں جبکہ صوبائی حکومت کی کوششوں کے باوجود ٹیکس وصولیوں میں صرف معمولی اضافہ کیا جا سکا۔

پنجاب میں سہ ماہی کے دوران<sup>14</sup> بلند جاری اخراجات کا ایک جزوی سبب ستمبر 2014ء کے سیلاب کے نقصانات ہیں جبکہ انفراسٹرکچر و سماجی شعبے کی ترقی کے اخراجات کی وجہ سے ترقیاتی اخراجات بھی گئے ہو گئے تھے۔ انفراسٹرکچر کی ترقی کے منصوبوں میں سڑکوں کی تعمیر، توانائی اور شہری ترقی شامل ہیں جبکہ سماجی شعبے کی ترقی کے مجموعی اخراجات کا بڑا حصہ صحت و تعلیم پر صرف کیا گیا۔

<sup>14</sup> پنجاب حکومت کے مطابق مالیہ سیلاب سے ابتدائی نقصان کی لاگت کا تخمینہ 15.1 ارب روپے لگا یا گیا ہے۔ (ماخذ: بعد از سیلاب سرکاری انفراسٹرکچر کی بحالی <http://www.pndpunjab.gov.pk/downloads>)۔



سندھ کے مجموعی اخراجات میں سب سے بڑا حصہ تھر کے کوئلے پر صرف کا ہے۔ اس کے علاوہ صحت سے متعلق اور پینے کے پانی کے مراکز کی تعمیر جیسے خصوصی اقدامات پر اخراجات، ترقیاتی مصارف میں اضافے کا باعث بنے۔

خیبر پختونخوا حکومت نے بنیادی غذائی اجزاء پر زر اعانت کی فراہمی کے ذریعے غریبوں کی اعانت کا پروگرام شروع کیا ہے، جو اس کے جاری اخراجات میں انتہائی بلند نمونہ کو ظاہر کرتا ہے۔

جدول 4.5: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں					
ارب روپے					
بلوچستان	خیبر پختونخوا	سندھ	پنجاب	تمام صوبے	
					پہلی سہ ماہی، مئی 15ء
40.7	63.6	104.9	183.5	392.7	مجموعی حاصل
34.5	52.3	79.2	145.3	311.3	وفاقی حاصل میں حصہ
0.3	3.0	17.5	23.9	44.7	لگس
0.6	4.7	1.7	5.4	12.4	غیر لگس
5.3	3.6	6.5	8.9	24.3	وفاقی قرضے اور منتقلیاں
29.1	59.9	95.0	150.9	335.0	مجموعی اخراجات
26.8	52.7	81.9	120.3	281.5	جاری
2.3	7.3	13.2	30.6	53.4	ترقیاتی
11.6	3.6	9.8	32.6	57.7	مجموعی توازن
					پہلی سہ ماہی، مئی 14ء
47.3	62.7	113.8	164.6	388.4	مجموعی حاصل
41.8	51.5	93.0	136.4	322.7	وفاقی حاصل میں حصہ
0.3	2.3	17.0	22.5	42.1	لگس
1.2	3.2	0.9	5.5	10.7	غیر لگس
4.0	5.8	3.0	0.1	12.9	وفاقی قرضے اور منتقلیاں
23.9	44.9	80.7	117.3	266.8	مجموعی اخراجات
22.5	38.3	69.3	102.1	232.2	جاری
1.4	6.6	11.5	15.1	34.6	ترقیاتی
23.4	17.8	33.1	47.3	121.6	مجموعی توازن
ماخذ: وزارت خزانہ					

#### 4.5 سرکاری قرضہ<sup>15</sup>

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 264.7 ارب روپے کے اضافے سے پاکستان کا سرکاری قرضہ آخر ستمبر 2014ء تک بڑھ کر 16.6 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا (جدول 4.6)۔ اچھی خبر یہ ہے کہ سرکاری قرضوں میں اضافہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والے اضافے کا تقریباً ایک چوتھائی ہے۔ مزید برآں، اس اضافے کا اہم محرک ملکی ذرائع سے حکومتی قرض گیزی تھی۔ آخر میں، مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں پاکستانی قرضے کی عرصیت کے خاکہ میں بہتری آئی ہے کیونکہ حکومت وسط تا طویل مدتی پی آئی بیز کے ذریعے زیادہ رقم جمع کرنے میں کامیاب رہی تھی۔

جدول 4.6: قرضے کا بوجھ							
ارب روپے							
مطلق تبدیلی				ذخائر			
پہلی سہ ماہی م س 15ء	چوتھی سہ ماہی م س 14ء	تیسری سہ ماہی م س 14ء	دوسری سہ ماہی م س 14ء	پہلی سہ ماہی م س 14ء	ستمبر 14ء	جون 14ء	
246.7	438.9	277.9	-23.1	1,052.7	16,567.8	16,321.0	سرکاری قرضہ
189.4	87.1	592.3	72.7	634.0	11,096.4	10,907.0	سرکاری ملکی قرضہ
57.3	351.8	-314.5	-95.8	418.7	5,471.3	5,414.0	سرکاری بیرونی قرضہ
48.4	417.9	-264.4	-34.3	361.1	4,839.8	4,791.3	حکومتی بیرونی قرضہ
1.7	-58.2	-22.7	-61.9	6.5	300.1	298.4	آئی ایم ایف سے قرضہ
7.2	-7.9	-27.3	0.4	51.1	331.5	324.2	بیرونی واجبات
ماخذ: بینک دولت پاکستان							

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارے میں سال بسال اضافے کے باوجود ملکی قرضوں کے حجم میں اضافہ ملکی ذرائع سے میزانی قرض گیری کے مقابلے میں کم تھا۔<sup>16</sup> اس ظاہری بے ربطی کا سبب مرکزی بینک کے پاس رکھی گئی حکومتی امانتوں کا بھاری مقدار میں نکلوا جانا ہے (جدول 4.7)۔

#### ملکی قرضہ

189.4 ارب روپے کے خالص اضافے کے بعد آخر ستمبر 2014ء تک ملکی قرضے کا واجب الادا حجم بڑھ کر 11.1 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔ یہ

<sup>15</sup> سرکاری قرض اور جی ڈی پی کا تناسب اسٹیٹ بینک کے ڈیٹا پر مبنی ہے، جو وزارت خزانہ کے دیے گئے اعداد و شمار سے کچھ مختلف ہے۔ قرضہ جاتی اعداد و شمار میں فرق کا سبب دو ذرائع کی جانب سے بتائے گئے سرکاری قرضے کے مختلف اعداد و شمار ہیں۔ اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار کے اجزاء ہیں: (i) حکومت کا ملکی قرض (ii) حکومت کا بیرونی قرض (iii) آئی ایم ایف کے قرضے اور (iv) بیرونی واجبات۔ وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک دونوں ملکی سرکاری قرض کی یکساں تعریف اختیار کرتے ہیں لیکن وزارت خزانہ کی جانب سے مرتب کردہ بیرونی قرض کی کوریج اسٹیٹ بینک سے مختلف ہوتی ہے۔ خصوصاً وزارت خزانہ جو اعداد و شمار مرتب کرتا ہے اس میں قلیل مدتی قرضوں، تجویزی قرضوں اور بیرونی واجبات کو اپنے بیرونی سرکاری قرض میں شامل نہیں کیا جاتا (دیکھئے رپورٹ کے آخر میں اعداد و شمار کی توضیح)۔

<sup>16</sup> اگرچہ قرض میں تبدیلی کو ایک دی گئی مدت میں بجٹ خسارے کے حجم کے مساوی ہونا چاہئے لیکن عملی طور پر صورتحال مختلف ہے کیونکہ (i) شرح مبادلہ کی حرکت پذیری بیرونی قرض کی پاکستانی روپے میں قدر پر خاصا اثر ڈالتی ہے، خسارے کی مالکاری کے مضبوط مضمرات کے بغیر اور (ii) حکومتی امانتوں میں تبدیلیاں ملکی ذرائع سے حکومتی قرض گیری پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہیں، ملکی قرضے کو متاثر کیے بغیر۔

جدول 4.7: حکومت کے ملکی قرضوں میں مطلق تبدیلی		
ارب روپے		
پہلی سہ ماہی م 14ء	پہلی سہ ماہی م 15ء	
634.0	189.4	1- حکومت کا ملکی قرض
-3.0	248.0	مستقل قرضہ
		جس میں
-21.2	234.0	پی آئی بیز
611.1	-112.9	رواں قرضہ
		جس میں
-138.6	37.2	ایم آئی بیز
749.7	-216.7	ایم آر ٹی بیز
25.6	54.1	غیر فنڈ قرضہ
0.3	0.2	بیرونی کرنسی قرضے
345.5	-161.5	2- حکومت کی اسٹیٹ بینک کے پاس مائتوں میں تبدیلی
314.1	350.9	مالیاتی خسارے کی ملکی مالکاری
ماخذ: بینک دولت پاکستان		

اضافہ طویل مدتی تمسکات، زیادہ تر 3 سالہ پی آئی بیز میں مرکوز رہا۔ شرح ہائے سود میں کمی کی توقع کے باعث بینک مالی سال 15ء کی پوری سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی نیلامیوں میں سرگرمی سے شرکت کر رہے تھے، جس سے حکومت کو مرکزی بینک کا قرضہ واپس کرنے میں مدد ملی تھی۔ اس کے نتیجے میں حکومت مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے لیے اسٹیٹ بینک سے صفر سہ ماہی قرض گیری کا ہدف پورا کرنے میں کامیاب رہی۔

ملکیت کے لحاظ سے اگرچہ پی آئی بیز کا ایک بڑا حصہ ثانوی بازار کی تجارت کے ذریعے غیر بینک مالی اداروں کو منتقل کیا جا چکا ہے تاہم دو تہائی واجب الادا پی آئی بیز ابھی تک کمرشل بینکوں کی تحویل میں ہیں

(جدول 4.8)۔ یہ پرائمری ڈیلرز کا مینڈیٹ نہیں ہے اور ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ پی آئی بیز کو اپنی بیلنس شیٹس میں دکھانے کے بجائے انہیں غیر بینک مالی اداروں کو منتقل کر دیں۔ تاہم، مقدار کے لحاظ سے غیر بینک کی تحویل گزشتہ برس دگنی ہو چکی ہے جو یقیناً ایک خوش آئند پیش رفت ہے۔

دوسری جانب، مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قلیل مدتی قرضوں (زیادہ تر ٹی بلز) میں 112.9 ارب روپے کی کمی ہوئی۔ خصوصاً،

جدول 4.8: پی آئی بیز کی بینک و غیر بینک تحویل۔ آخری سہ ماہی کا حجم					
ارب روپے					
م 13ء		م 14ء		م 15ء	
حجم	حصہ	حجم	حصہ	حجم	حصہ
562.9	52.4	681.6	52.4	2,290.3	66.2
512.1	47.6	620.2	47.6	1,167.3	33.8
240.6	22.4	280.7	21.6	448.2	13.0
182	16.9	152.9	11.7	382.5	11.1
89.5	8.3	186.5	14.3	336.6	9.7
1,075	100.0	1,301.8	100.0	3,457.6	100.0
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

## مالیاتی پالیسی و سرکاری قرضہ

جدول 4.9: ٹی بلز نیلامی کا خاکہ (صرف سابقہ پالیسیاں)				
ارب روپے				
ہدف	پیشکش	قبولیت	عرصیت	
جولائی 14ء	225.0	253.6	190.1	
اگست 14ء	225.0	163.1	180.4	
ستمبر 14ء	250.0	200.6	259.6	
اکتوبر 14ء	550.0	349.3	482.7	
نومبر 14ء	520.0	498.8	399.0	
ماخذ: بینک دولت پاکستان				

جدول 4.10: پہلی سرمایہ میٹروپولیٹن کمیونٹی کے تحت وصولیاں				
ارب روپے				
م 14ء		م 15ء		
خام	خالص	خام	خالص	
9.1	1.7	10.5	3.2	ڈی ایس بی
23.5	3.7	56.6	17.1	ایس ایس بی
18.3	5.0	37.2	14.6	آر آئی بی
28.5	11.0	35.8	15.2	بی ایس بی
73.1	4.2	70.9	2.1	دیگر
152.5	25.6	211.0	52.2	کل
ماخذ: بینٹرنل ڈائریکٹوریٹ آف سٹیٹل سیونگز (سی ڈی این ایس)				

بینکوں نے سہ ماہی میں منعقد ہونے والی ٹی بل کی نیلامیوں میں 700 ارب روپے کے ہدف اور 630.1 ارب روپے کی عرصیتوں کے مقابلے میں 619.6 ارب روپے کی پیشکش کی (جدول 4.9)۔ شرح ہائے سود میں کمی کی توقعات اور ٹی بلز اور پی آئی بی کے درمیان ریکارڈ بلند میعاد پر بیمہ سے وضاحت ہوتی ہے کہ بینک ٹی بلز میں کیوں دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔<sup>17</sup> اس ماحول میں حکومت نے بجٹ خسارے کے ایک حصے کی مالکاری کے لیے مرکزی بینک کے پاس رکھی ہوئی اپنی امانتوں کو نکالنے کا درست فیصلہ کیا۔ تاہم، جیسا کہ جدول 4.9 میں دکھایا گیا ہے کہ بینک بظاہر نومبر 2014ء میں پالیسی ریٹ میں 50 بی پی ایس کی کٹوتی کے بعد ٹی بلز میں سرمایہ کاری کرنے میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔

جہاں تک قومی بچت اسکیموں کے ذریعے مالکاری کا تعلق ہے تو مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں جمع کی

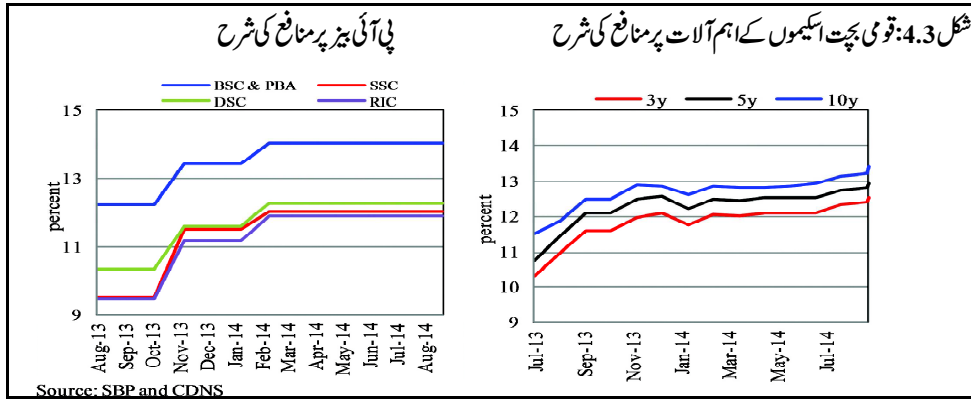
گئی خالص رقم گذشتہ برس کی اسی مدت سے گنی رہی (جدول 4.10) جس کا اہم سبب ان تمسکات پر منافع کی پرکشش شرحیں ہیں (شکل 4.3)۔<sup>18</sup>

ان آلات کے تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسٹیٹل سیونگس سٹریٹفیکیشن (ایس ایس سی) سب سے مقبول اسکیم ہے، جس میں سہ ماہی کے دوران 17.1 ارب روپے کی خالص رقم حاصل ہوئی۔ مزید برآں، ایس ایس سی اور ڈیفنس سیونگس سٹریٹفیکیشن کے معاملے میں قبل از وقت نقد کرانے پر کسی براہ راست جرمانے کی غیر موجودگی کی وجہ سے ممکن ہے کہ کچھ سرمایہ کاروں کو حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ اپنے اصل سٹریٹفیکیشن کی دوبارہ سرمایہ کاری کریں، اسی لیے خالص لحاظ سے رقم میں زیادہ اضافہ نہیں ہوا۔<sup>19</sup>

17 دیکھئے اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 14ء۔

18 ڈی ایس سی، بی ایس سی اور پی بی ایس کی تین سال ہے جبکہ ایس ایس سی کی تین سال ہے۔ روایتی طور پر قومی بچت اسکیموں کے نرخ اسی مدت کے پی آئی بی سے منسلک ہوتے ہیں۔

19 مثلاً، جنوری 2014ء میں قومی بچت اسکیموں کی شرح میں اضافے سے سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ جب بھی اگلے کوپن کی ادائیگی کا وقت آیا، انہوں نے اپنے سٹریٹفیکیشن کو ری پرائس کر دیا۔



**جدول 4.11: پاکستان کے سرکاری قرض کا خاکہ اور واجبات**

تبدیلی	تبر 14ء	جون 14ء	ملین امریکی ڈالر
سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات	53,301	54,793	-1,492
حکومتی قرض	47,148	48,491	-1,343
آئی ایم ایف	2,923	3,020	-97
بیرونی واجبات	3,229	3,281	-52
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

**بیرونی سرکاری قرضے اور واجبات**

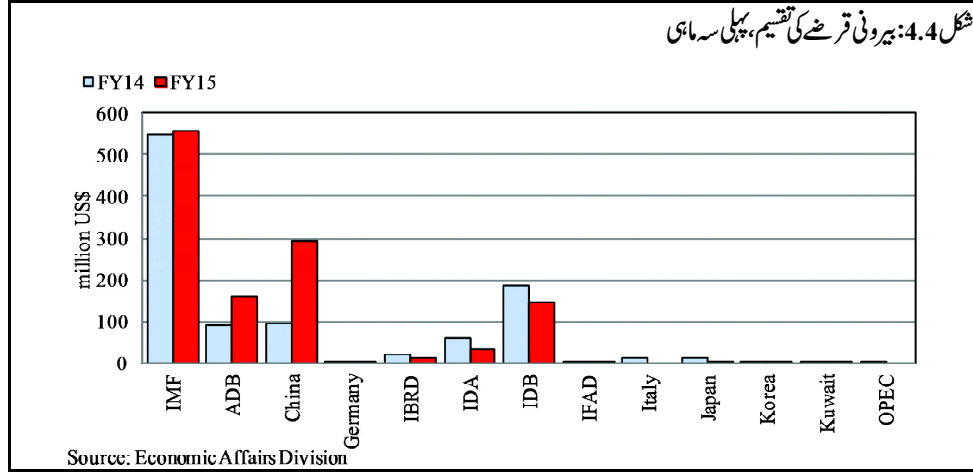
مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے بیرونی قرضوں اور واجبات میں 1.5 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی (جدول 4.11)۔ ایسا قرضوں کی تقسیم میں اضافے اور سہ ماہی کے دوران قرض کی واپسی میں کمی کے باوجود دیکھنے میں آیا۔ درحقیقت، بیرونی قرضے میں یہ کمی مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دیگر سخت کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے کے باعث حاصل ہونے والی 1.8 ارب ڈالر کی بھاری باز قدر پائی فوائد کا نتیجہ تھا۔

#### تقسیم

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بیرونی قرضوں کی تقسیم میں 16.4 فیصد کا اضافہ دیکھا گیا، خاص طور پر چین اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے۔ جبکہ تقریباً دیگر تمام قرض دہندگان کی خام رقوم میں کمی واقع ہوئی (شکل 4.4)۔

(i) چین نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کراچی میں ایٹمی پاور پلانٹ (کے 2، کے 3) لگانے کے لیے 242.8 ملین ڈالر کی قسط ادا کی تھی۔

(ii) ایشیائی ترقیاتی بینک سے رقوم کی آمد میں سوشل پروٹیکشن ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے تحت 50 ملین ڈالر شامل ہیں، جس کے تحت بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے دائرہ کار کو بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بینک نے اب تک اس مقصد کے لیے 430 ملین ڈالر دینے کا وعدہ کیا ہے۔<sup>20</sup> ایشیائی ترقیاتی بینک نے 2010ء کے سیلاب کے بعد انفراسٹرکچر کی بحالی کے لیے سیلاب کے ہنگامی تعمیر نو منصوبے



جدول 4.12: سرکاری بیرونی قرض کی واپسی - پہلی سہ ماہی			
ملین امریکی ڈالر			
م 15 میں س 14 کے مقابلے میں تبدیلی	م 15	م 14	
-448.5	1,171.6	1,620.1	سرکاری قرضہ (+ب+ج)
-493.1	958.7	1,451.8	اصل
44.6	212.9	168.3	سود
-123.7	619.7	743.4	الف - حکومتی قرض
-157.9	438.9	596.8	اصل
34.2	180.8	146.6	سود
-340.4	533.1	873.4	ب - آئی ایم ایف
-335.1	519.8	854.9	اصل
-5.2	13.3	18.5	سود
15.6	18.9	3.3	ج - زرمبادلہ واجبات
0.0	0.0	0.0	اصل
15.6	18.9	3.3	سود
یادداشتی اجزاء:			
	9.7	14.3	قرض کی واپسی / زرمبادلہ آمدنی
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

(جس پر اپریل 2011ء میں دستخط ہوئے) پر عملدرآمد کی مد میں 43.3 ملین ڈالر بھی ادا کیے تھے۔

(iii) پاکستان کو جون 2014ء میں تیسرے جائزے کی تکمیل کے بعد جولائی 2014ء میں آئی ایم ایف سے بھی 556 ملین ڈالر موصول ہوئے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں آئی ایم ایف سے خالص رقوم کی آمد 36 ملین ڈالر رہی جو مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں منفی 308 ملین ڈالر کی سطح پر تھی۔

مجموعی طور پر حکومت پاکستان کو مالی سال 15ء کے دوران بیرونی قرض دہندگان سے خاصی رقوم ملنے کی توقع ہے جن میں ایشیائی ترقیاتی بینک سے 1.1 ارب ڈالر، چین سے 1.5 ارب ڈالر اور آئی ڈی اے سے 1.6 ارب ڈالر۔<sup>21</sup> مزید برآں، حکومت

نے نومبر 2014ء میں عالمی منڈی میں 5 سالہ صکوک کے کامیاب اجرا سے ایک ارب ڈالر جمع کیے تھے۔ اپریل 2014ء میں جاری کردہ یورو بانڈ کی طرح ان بانڈز پر بھی زائد بولیاں دی گئیں (500 ملین ڈالر کی ابتدائی پیشکش کے مقابلے میں منڈی نے 2.3 ارب ڈالر کی پیشکش کی

تھی)۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حکومت یورو بانڈ کے مقابلے میں شرح کو پست رکھنے میں کامیاب رہی تھی (اس 5 سالہ تمسک کے لیے 6.75 فیصد، اپریل 2014ء میں اتنی ہی مدت کے 7.25 فیصد شرح پر جاری کردہ یورو بانڈ کے مقابلے میں)۔

#### قرضوں کی واپسی

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی میں 448.5 بلین ڈالر کمی ہوئی (جدول 4.12)۔ جس سے پاکستان کی زرمبادلہ آمدنی (ایف ای ای) پر واپسی کا دباؤ کم ہو گیا۔ بیرونی قرضوں کی واپسی کا تناسب اور ایف ای ای مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی سے گر کر مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں 14.3 فیصد تک پہنچ گیا۔

سب سے بڑی کمی آئی ایم ایف کو قرضوں کی واپسی میں دیکھی گئی۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 14ء میں بحث کی جا چکی ہے، مالی سال 15ء کے دوران قرضوں کی واپسی میں نرمی متوقع ہے کیونکہ ملک پہلے ہی مالی سال 14ء کے دوران آئی ایم ایف کو بھاری رقوم واپس کر چکا ہے۔ خاص طور پر قرضوں کی واپسی کے فنڈز کا تخمینہ مالی سال 15ء میں 1.3 ارب ڈالر لگایا گیا ہے جو مالی سال 14ء میں 3.2 ارب ڈالر تھی۔

## 5 بیرونی شعبہ

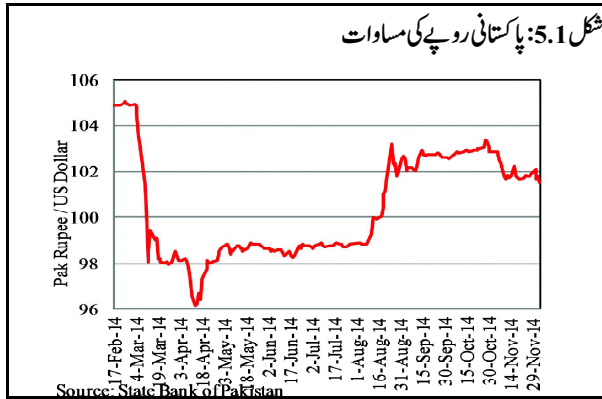
### 5.1 عمومی جائزہ

پاکستان کے بیرونی شعبے کے حوالے سے تشویش جو مالی سال 14ء کی پوری دوسری ششماہی کے دوران کم کم رہی تھی م س 15ء کے آغاز کے ساتھ ہی پھر ابھرائی۔ پچھلی سہ ماہیوں کے مقابلے میں ملک کے جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافے اور مالی قوم نہ آنے کی وجہ سے پہلی سہ ماہی میں پاکستان کے توازن ادائیگی پر دباؤ پڑا (جدول 5.1)۔ اگرچہ ملک کو اوائل جولائی میں آئی ایم ایف سے تیسری قسط مل گئی تھی تاہم پروگرام کے چوتھے جائزے میں تاخیر سے بازار مبادلہ میں غیر یقینی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس کے باوجود یہ غیر یقینی کیفیت اور مجموعی بیرونی دباؤ پہلی سہ ماہی میں اتنا شدید نہیں تھا جتنا گزشتہ برس کی اسی مدت میں رہا تھا۔<sup>1</sup>

اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی برآمدات پر بہت زیادہ محسوس کی گئی۔ درآمدات پر اس کا اثر درآمد شدہ فولاد اور کھاد کی طلب میں اضافے، غذائی نقصانات کے باعث سبزیوں کی اضافی درآمد اور ٹیلی کام اور ڈیٹا پرسسنگ شعبوں میں نیٹ ورک اپ گریڈیشن کی وجہ سے دھیمپڑ گیا (سیکشن

جدول 5.1: پاکستان کے بیرونی شعبے کا خلاصہ					
ملین ڈالر، پاکستانی روپے کا رجحان فیصد میں					
سہ ماہی 1، م س 14ء	سہ ماہی 2، م س 14ء	سہ ماہی 3، م س 14ء	سہ ماہی 4، م س 14ء	سہ ماہی 1، م س 15ء	
-1,315	-1,214	1,885	3,731	-154	اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (فرق)
-1,203	-1,504	1,761	4,065	-630	زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر (فرق)
-6.0	0.7	6.9	-0.3	-3.7	پاکستانی روپے کی قدر میں کمی (-) / اضافہ (+)
-1,268	-647	-678	-378	-1,647	جاری حسابات کا توازن
-4,301	-4,213	-3,883	-4,130	-6,022	تجارتی توازن
6,275	6,257	6,282	6,348	5,960	برآمدات
10,576	10,470	10,165	10,478	11,982	درآمدات
-894	-603	-619	-521	-505	خدمات کا توازن
0	322	353	375	735	کولیشن سپورٹ فنڈ
3,927	3,863	3,793	4,249	4,695	کارکنوں کی ترسیلات
231	189	255	956	169	پاکستان میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
108	-23	19	2,642	141	پاکستان میں جز دانی سرمایہ کاری
-329	-210	77	1,450	218	بیرونی قرضے (خالص بہاؤ)
1,809	2,325	1,250	1,612	1,459	بیرونی قرضوں کی واپسی (خام)
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

<sup>1</sup> م س 14ء کی پہلی سہ ماہی خاصی دشوار رہی جس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ آئی ایم ایف کو قرضے غیر مساوی اقساط میں واپس کیے جاتے رہے (یہ سلسلہ آخر نومبر 2014ء تک جاری رہا)۔



5.4۔ چنانچہ اس دوران تجارتی خسارہ تیزی سے بڑھا۔ ترسیلات زر میں خوب اضافہ ہوا لیکن سہ ماہی کے دوران ان سے تجارتی خسارے کا صرف 80 فیصد پورا ہو سکا۔ پس جاری کھاتے کا خسارہ 11.4 فیصد سال بسال بڑھ گیا۔ آمد رقوم نہ ہونے کی بنا پر یہ کی ملک کے زرمبادلہ ذخائر سے پوری کی گئی۔

سیاسی فضا بھی مددگار نہ تھی۔ وسط اگست سے اسلام آباد میں مظاہروں نے درآمد کنندگان کو پاکستانی

روپے کی بابت محتاط کر دیا اور انہوں نے تیز شرح پر پوزیشنیں بند کرنے کو ترجیح دی۔ اس غیر یقینی کیفیت سے بازار مبادلہ پر دباؤ پڑا اور 7 مارچ کے بعد پہلی بار روپے کی قیمت 25 ستمبر کو 102.8 روپے فی امریکی ڈالر تک پہنچ گئی اور آخر دسمبر تک 100.6 روپے پر مستحکم ہو گئی (شکل 5.1)۔

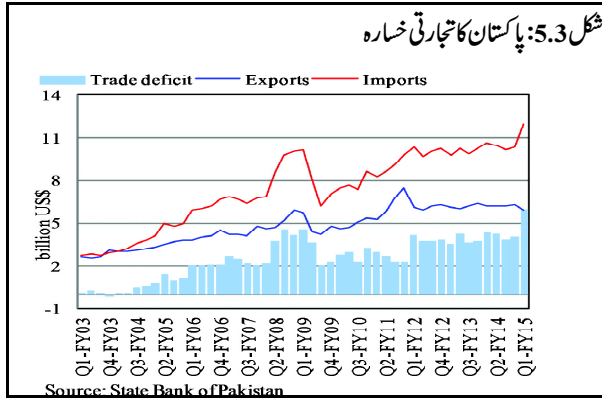
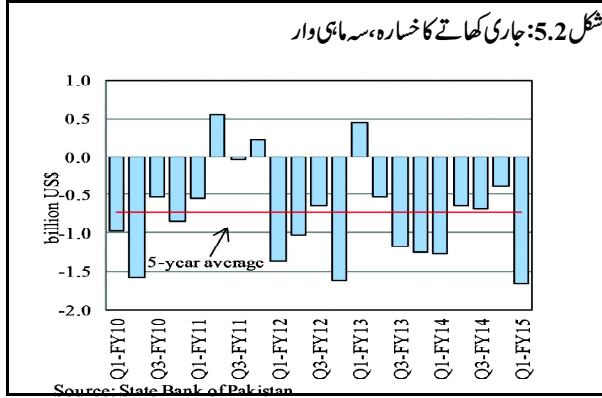
مستقبل میں ہمیں توقع ہے کہ بیرونی پوزیشن ابتدائے انداز سے زیادہ بہتر ہوگی۔ اول، ای ایف ایف پروگرام کے چوتھے اور پانچویں جائزے پر آئی ایم ایف سے مذاکرات کامیابی سے تکمیل پا چکے ہیں۔ پریس ریلیز کے مطابق آئی ایم ایف کو معاشی استحکام اور پیداواری نمو کی تقویت میں مجموعی پیش رفت پر اطمینان ہے۔<sup>2</sup> پاکستان کو دسمبر 2014ء میں 1.1 ارب ڈالر کی ایک مشترکہ قسط پہلے ہی مل چکی ہے۔ نیز، حکومت نومبر میں صکوک کے اجراء کے ذریعے بین الاقوامی مارکیٹ سے ایک ارب ڈالر حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ ان کے علاوہ حکومت دیگر ذرائع سے رقوم کی آمد کی توقع کر رہی ہے جن میں یہ شامل ہیں: (i) اے بی ایل اور ایچ بی ایل کے حصص کی فروخت سے لگ بھگ ایک ارب ڈالر، (ii) عالمی بینک سے (بجٹ کے مطابق) 1.9 ارب ڈالر، اور (iii) اے ڈی بی سے (بجٹ کے مطابق) ایک ارب ڈالر۔

تاہم پائیداری کے لحاظ سے زیادہ تسلی بخش صورتحال اکتوبر 2014ء میں برآمدات کی بحالی اور اس کے ہمراہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی بھرپور آمد ہے۔<sup>3</sup> درآمدات میں بھی بلند نمو دیکھی گئی کیونکہ مقامی اشیاء سازوں کو خام مال کی موجودہ پست عالمی قیمتوں سے فائدہ ہوا۔ آئندہ اجناس کی قیمتوں (خصوصاً تیل) کا رجحان تعین کرے گا کہ جاری کھاتے کا توازن سال کے آخر میں کہاں ہوگا۔ تیل کی قیمتیں (سعودی عربین لائٹ) پہلے ہی آخر نومبر تک کم ہو کر صرف 67.1 ڈالر فی بیرل (4 سالہ پست ترین) پر آ چکی ہیں اور توقع ہے کہ پورے 2015ء کے دوران ان میں کوئی خاص بحالی نہیں دیکھی جائے گی۔<sup>4</sup> چنانچہ ہمارے درآمدی بل کا سب سے بڑا حصہ اس سال اتنا باعث تشویش نہیں۔

<sup>2</sup> <http://www.imf.org/external/np/sec/pr/2014/pr14505.htm>

<sup>3</sup> ادا بینگیوں کے اندراجات کے مطابق اکتوبر کے دوران برآمدات 0.9 فیصد بڑھیں جبکہ کسٹم کے ریکارڈ کے مطابق 5 فیصد بڑھیں۔ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی جو رقوم اکتوبر 2013ء میں 57 ملین ڈالر تھیں وہ اکتوبر 2014ء میں بڑھ کر 254 ملین ڈالر ہو گئیں۔

<sup>4</sup> اہم سرمایہ کاری بینکوں نے تیل کی قیمتوں پر اپنی پیش گوئیوں میں کمی کر لی ہے۔ مورگن اسٹینل اپنے بنیادی نرخ کم کر کے 2015ء اور 2016ء کے لیے بالترتیب 70 ڈالر اور 88 ڈالر تک لے آیا۔ اسی طرح گولڈ مین سیکس نے بھی 2015ء کی پہلی سہ ماہی کے لیے تیل کی برینٹ اور ڈبلیو آئی کروڈ اقسام کی اپنی پیش گوئی 85 اور 75 ڈالر فی بیرل تک کم کر لی ہیں (ماخذ: <http://www.reuters.com/article/2014/12/08/us-markets-oil-idUSKBN0JM03P20141208> اور <http://www.bloomberg.com/news/2014-10-27/goldman-cuts-brent-wti-forecast-as-production-to-outpace-demand.html>)



علاوہ ازیں، معلوم ہوتا ہے کہ ملکی مارکیٹ میں غذا کی فراہمی بہتر ہوگئی ہے جس سے ان کی درآمدات کم ہو جانی چاہئیں۔<sup>5</sup> جہاں تک دوسری درآمدات کا تعلق ہے، اب تک زیادہ تر نمو مشینری، کیمیکلز اور دیگر خام مال سے ہوئی ہے، یعنی ان اشیاء سے جو براہ راست صنعتی سرگرمیوں میں مدد دیتی ہیں۔<sup>6</sup> اگر ان اشیاء کی درآمدات بڑھتی بھی رہیں تو مستقبل کی نمو کے لیے اچھا ہوگا۔ سب سے زیادہ تشویش برآمدات بڑھانے اور بقیہ (یا پیشتر) تجارتی خسارے کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور ترسیلات سے پورا کرنے کی ضرورت کے حوالے سے ہے۔ جب تک ہم ان رقوم میں پائیدار اضافے کے ذریعے ملک کی دور رس درآمدی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہ ہوں گے، متغیر بیرونی فنڈنگ پر ہمارا انحصار برقرار رہے گا۔ صرف یہی انحصار ہماری نمو کو کمزور کرنے کے لیے کافی ہے۔

## 5.2 جاری کھاتہ

میں 15ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ 1.4 ارب ڈالر تھا جو گزشتہ برس کی پہلی سہ ماہی سے 11.4 فیصد زیادہ اور حکومت کے مقررہ سالانہ ہدف کا 50 فیصد ہے۔<sup>7</sup> پچھلی تین سہ ماہیوں اور گزشتہ پانچ برسوں کی اوسط کی نسبت اس خسارے کا سائز باعث تشویش ہے (شکل 5.2)۔

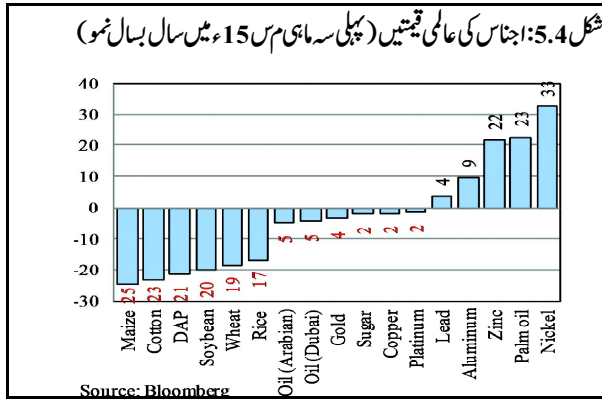
## تیل کی کم قیمتوں کے ساتھ ریکارڈ بلند تجارتی خسارہ

میں 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کا تجارتی خسارہ 6.0 ارب ڈالر کی عدم النظیر سطح پر پہنچ گیا۔ درآمدات جولائی تا ستمبر 2008ء کی بلند ترین سطح سے بھی تجاوز کر گئیں جب اجناس کی عالمی قیمتیں ریکارڈ بلند سطح پر تھیں (شکل 5.3)۔ دوسری جانب برآمدی وصولیاں 4.7 فیصد سال بسال کم ہو گئیں جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پاکستان اپنی قدر اضافی کی حامل مصنوعات کی زیادہ قیمتیں حاصل نہ کر سکا۔ مزید برآں، چین میں ٹیکسٹائل کے خام مال کی منڈی

<sup>5</sup> اس موقف کو غذائی گرانی میں سال بسال صرف 4.4 فیصد اور 1.1 فیصد کی سے تقویت ملتی ہے جو بالترتیب اکتوبر اور نومبر میں ہوئی، جو کہ جولائی تا ستمبر 2014ء میں سال بسال 5.8 فیصد تھی۔

<sup>6</sup> پاکستان کی 85 فیصد درآمدات خام مال اور اشیاء سے سرمایہ پر مشتمل ہوتی ہیں (ماخذ: <http://pbs.gov.pk/sites/default/files/tables/14.5.pdf>)

<sup>7</sup> حکومت نے سالانہ منصوبہ 2014-15ء میں جاری حسابات کے خسارے کا ہدف 2.8 ارب ڈالر مقرر کیا ہے۔



کی سیرشدگی اور بنگلہ دیش میں گارمنٹ انڈسٹری کی کمزور سرگرمیاں بھی پاکستان کے ٹیکسٹائل خام مال جیسے دھاگے اور خاکستری کپڑے کی کم برآمدات کا باعث بنیں (سیکشن 5.4)۔

برآمد اور درآمد کے رجحانات میں انحراف کا تعلق کسی حد تک عالمی اجناس منڈی کی صورتحال سے بھی بنتا ہے: پاکستان کی اہم برآمدات (کپاس اور چاول) کی قیمتیں اہم درآمدات (خام تیل اور

بعض صنعتی دھاتیں) کی نسبت زیادہ گریں (شکل 5.4)۔ پام آئل کی طرح کی دیگر اہم درآمدی اشیاء کی قیمتیں بین الاقوامی بازار میں بڑھیں۔ مزید یہ کہ م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی قیمت میں اضافے نے بھی بظاہر تجارتی خسارے میں کردار ادا کیا (سیکشن 5.4)۔ خاص طور پر درآمد کنندگان آرڈرز کی گرتی ہوئی تعداد کو بین الاقوامی خریداروں کو بتائی گئی قیمتوں سے منسوب کرتے ہیں۔

تجارتی خسارے میں اضافے کا اثر زیادہ تر ترسیلات کی بھرپور نمو اور اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت 735 ملین ڈالر کی رقم کی آمد کی وجہ سے زائل ہو گیا جس سے خدمات کا خسارہ کم کرنے میں مدد ملی۔ یاد رہے کہ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت رقوم مؤخر ہوئیں جس سے بازار مبادلہ میں دباؤ بڑھ گیا۔

#### ترسیلات زر

م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ترسیلات زر 19.5 فیصد بڑھ گئیں۔ ہمارے نقطہ نظر کے مطابق یہ بھرپور نمو اس سہ ماہی کے دوران دونوں عیدین پڑنے کے مجموعی موسمی اثر کی عکاسی کرتی ہے۔<sup>8</sup> جولائی اور ستمبر کے دوران ترسیلات زر میں بالترتیب 17.4 فیصد اور 33.8 فیصد کی نمو دیکھی گئی۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگست اور اکتوبر میں بھی جب کسی موسمی رقوم کی آمد نہیں ہوئی ترسیلات زر خاصے معتدل انداز میں بڑھتی رہیں۔<sup>9</sup> مزید یہ کہ سیلاب زدہ علاقوں میں اس سال زیادہ ترسیلات زر آنے کا امکان ہے۔

زیادہ تر اضافہ خلیج تعاون کونسل کے ممالک خصوصاً متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب سے آیا۔ موسمی رقوم کی آمد کے علاوہ ترسیلات زر اس خطے میں متحرک نان آئل شعبے کی وجہ سے بھی مضبوط رہیں۔ آئی ایم ایف کے مطابق 2014ء کے دوران خلیج تعاون کونسل میں نان آئل شعبے خصوصاً انفراسٹرکچر کی بنا پر 4.4 فیصد نمو درج ہونے کا امکان ہے۔<sup>10</sup>

<sup>8</sup> عید الفطر جولائی کے تیسرے ہفتے میں منائی گئی جبکہ عید الاضحی اکتوبر کے پہلے ہفتے میں آئی۔ تارکین وطن تہوار سے چند روز پہلے اپنے خاندانوں کو رقم بھیجتے ہیں چنانچہ عید الاضحی کے ترسیلات پر موسمی اثرات بھی پہلی سہ ماہی میں محسوس کیے گئے۔

<sup>9</sup> اگست اور اکتوبر میں ترسیلات بالترتیب صرف 7.1 فیصد اور 2.6 فیصد بڑھیں۔

<sup>10</sup> ماخذ: <http://www.imf.org/external/pubs/ft/reo/2014/mcd/eng/pdf/c1c2.pdf>

ترسیلات کی منتقلی میں باضابطہ ذرائع کے استعمال کے فروغ کی کوششیں جاری ہیں۔ اس کے علاوہ بینک اور خرد مالکاری ادارے اب انتقال زر کے عالمی اداروں سے منسلک کیے جا رہے ہیں۔ چونکہ خرد مالکاری ادارے صارفین کی ضروریات کے حوالے سے زیادہ متحرک ہوتے ہیں اس لیے ان کی شمولیت سے ترسیلات کی منتقلی کی میکانیت بہتر ہوگی۔ بنگلہ دیش کے تجربے سے ترسیلات کی مؤثر منتقلی میں ان اداروں کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

پاکستان ریمیٹنس انی شینٹرو (PRI) کے تحت کیا گیا ایک اہم اقدام آسان طریقہ کار کے ذریعے رخصت ہونے والے کارکنوں کے بینک کھاتے لازمی طور پر کھلوانا ہے۔ یہ کھاتے روایتی بینک کھاتوں سے علیحدہ شمار ہوتے ہیں اور ان میں رقوم کی آمدورخصت کی نگرانی کی جا رہی ہے جس سے حکام کو گڑبڑ والے ان علاقوں کی شناخت کرنے میں مدد ملے گی جہاں سے ترسیلات آتی ہیں۔<sup>11</sup> بینک کھاتہ رکھنے سے تارکین وطن اور ان کے اہل خانہ کے مالی شعبے کے بارے میں منفی تاثر سے نمٹنے میں بھی مدد ملے گی جو رقم بھیجنے کے غیر رسمی ذرائع کے استعمال کی ایک بڑی وجہ ہے (بکس 5.1)۔

پی آر آئی پاکستان کے ترسیلات سے زرخیز علاقوں میں زرمبادلہ کی آمد کا بغور جائزہ لے رہی ہے اور زرمبادلہ کی غیر قانونی لین دین کے خاتمے کے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں سے مل کر کام کر رہی ہے۔ تاہم مضبوط کرنسی کی سرحد پار اسٹیمنگ کے خلاف نگرانی بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ غیر رسمی ترسیلات کی منتقلی کے چکر کو ختم کیا جاسکے۔ ملک کی سرحدی افواج نیز قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ضوابط کی سختی سے پابندی کی جا رہی ہے۔

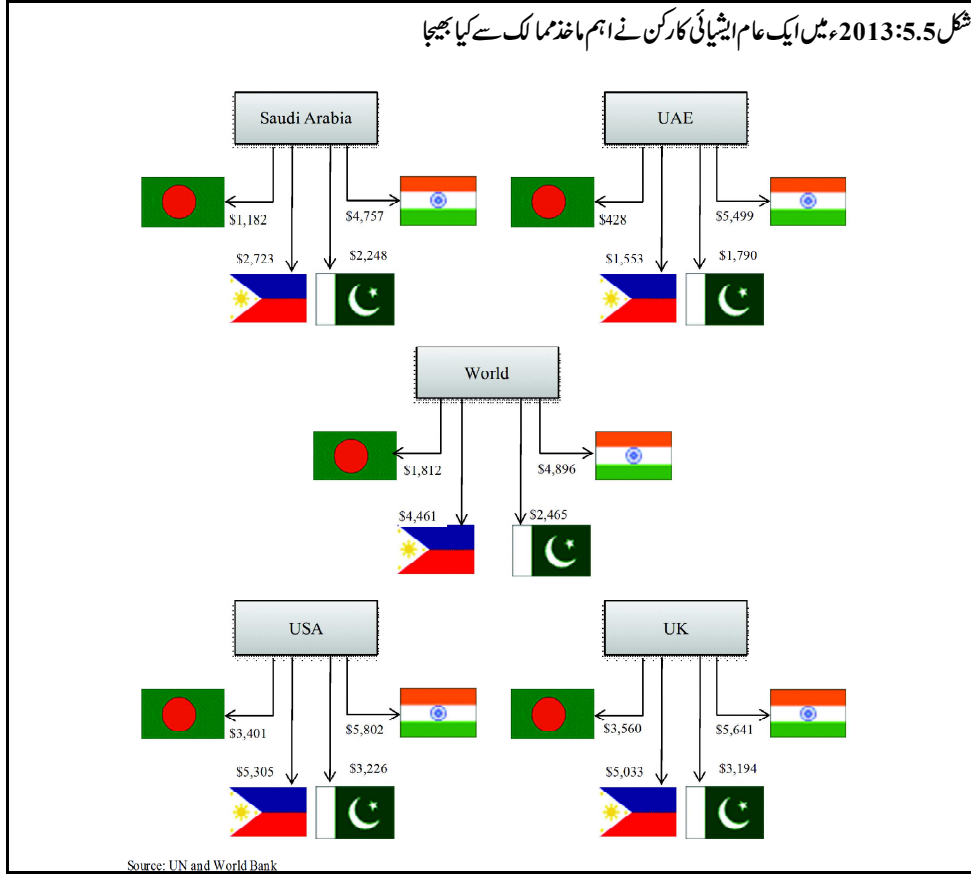
#### بکس 5.1: گھرانے ترسیلات کے لیے غیر رسمی ذرائع کو ترجیح کیوں دیتے ہیں

گھرانوں کے دوسرے کامیاب ڈیٹا استعمال کرتے ہوئے احمد اور دیگر (2013ء) نے ان وجوہات کا تجزیہ کیا جن کے سبب تارکین وطن غیر رسمی ذرائع سے ترسیلات بھجوانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پہلا گھریلو سروے سمندر پار تارکین اور ترسیلات کا تھا (2009ء) (Household Survey of Overseas Migrants and Remittances (2009)) جو بے ترتیبی سے چنے گئے ملک کے نو اضلاع سے 548 گھرانوں کے ایک چھوٹے نمونے پر مشتمل تھا، ہر گھرانے کا ایک فرد سعودی عرب میں ملازمت کر رہا تھا۔ اعداد و شمار کا دوسرا مجموعہ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اکنامکس (PIDE) کے ایک پینل سروے (2010ء) سے لیا گیا جس میں 16 اضلاع کے چار ہزار گھرانوں کو شامل کیا گیا۔ پرانا ہونے کے باوجود ان سروے کے نتائج قابل توجہ ہیں:

- \* بینک کا بطور زریعہ استعمال خاصا کم ہے: شہری گھرانے کی صورت میں یہ استعمال 43 فیصد، اور دیہی گھرانے کی صورت میں 33 فیصد ہے۔ چنانچہ شہروں کے بھی نصف سے زائد گھرانے غیر بینک ذرائع سے یہ رقوم وصول کرتے ہیں۔ سروے سے پتہ چلتا ہے کہ تارکین وطن اور ان کے گھرانے بینک کے استعمال سے چمکاتے ہیں جبکہ غیر رسمی ذرائع ان کی دلچسپی پر کم پہنچا دیتے ہیں۔
- \* دیہی نمونے کے تقریباً ایک چوتھائی جواب دہندوں نے اس بات کی شکایت کی کہ قریب ترین بینک سے بھی رقم وصول کرنے میں طویل وقت لگ جاتا ہے، جبکہ شہری گھرانوں کا کہنا تھا کہ لین دین کی بلند لاگت وہ اہم سبب ہے جس کی بنا پر وہ بینک کو استعمال نہیں کرتے۔
- \* خلیج تعاون کونسل کے ملکوں میں مزدور عموماً گروپوں کی شکل میں رہتے ہیں اور ان کا ایک غیر رسمی گروپ لیڈر ہوتا ہے، جو کہ غیر رسمی ذرائع سے، یا پاکستان جانے والے کسی جان پہچان کے دوست کے ذریعے، پیسے منتقل کرنے کا انتظام کرتا ہے۔
- \* تارکین کی تعلیمی سطح، اور رقم منتقل کرنے میں بینک کے ان کے استعمال میں کوئی براہ راست تعلق نہیں پایا گیا۔
- \* بیرون ملک زیادہ طویل قیام مزدوروں کو اپنی رقوم پاکستان بھجوانے کے لیے غیر رسمی ذرائع کی تلاش میں مدد دیتا ہے۔

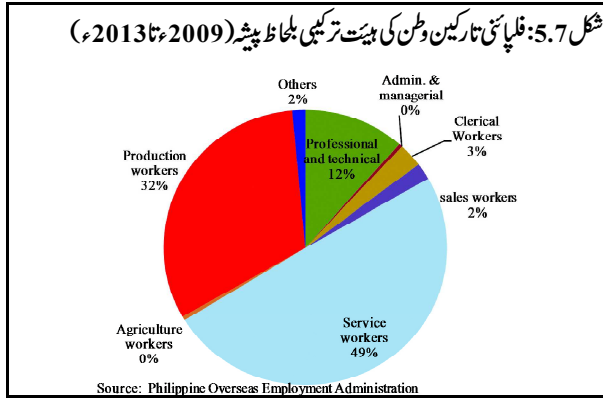
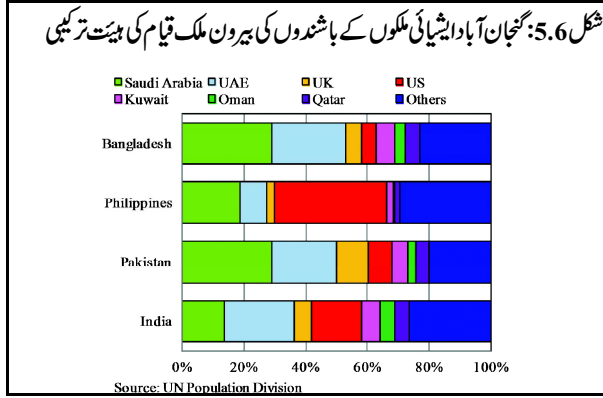
ماخذ: راشد احمد، جی ایم عارف ”How to Increase Formal Inflows of Remittances: An Analysis of the Remittance Market in Pakistan“، فروری 2013ء، گریجویٹ انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اسٹڈیز (لاہور اسکول آف اکنامکس)، انٹرنیشنل گروٹھ سینٹر (آئی جی سی) اور پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اکنامکس کی مشترکہ مطبوعہ۔

11 مثال کے طور پر اگر کسی خاص علاقے سے رقوم کی آمد متواتر کم رہے تو یہ اس بات کا اشارہ ہو سکتا ہے کہ رقوم بھجوانے کا اس علاقے میں کوئی متبادل راستہ موجود ہے جو رقوم کو بڑھتے نہیں دے رہا۔ تب پی آر آئی ان علاقوں میں متعلقہ حکام سے اس معاملے پر بات چیت کر سکتا ہے۔



پاکستانی دوسرے ایشیائی ممالک سے کم رقم کیوں بھیجتے ہیں: اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ مالی سال 14ء میں ہم نے ترسیلات وصول کرنے والے دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی کارکردگی کا تجزیہ کیا تو یہ مشاہدے میں آیا کہ اوسطاً پاکستانی تارکین دوسروں سے کم رقم بھیجتے ہیں (شکل 5.5)۔

اس سیکشن میں اس رجحان کے اسباب کے تشریح کی کوشش کی جائے گی۔ اول، اس رجحان میں کئی عوامل شامل ہو سکتے ہیں: (i) تارکین کے جغرافیائی ارتکاز میں فرق، (ii) تارک وطن کارکنوں کی مہارتیں اور روزگار کی نوعیت، (iii) تارک وطن کارکنوں کی حیثیت (قانونی/غیر قانونی، عارضی/مستقل وغیرہ)، اور (iv) ماخذ ممالک میں جہاں بیشتر تارکین وطن موجود ہیں مالی ضوابط کا معیار۔ جیسا کہ شکل 5.6 میں دکھایا گیا ہے، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور فلپائن کے بیشتر کارکنوں کو امریکہ، برطانیہ اور خلیج تعاون کونسل کے ممالک خصوصاً سعودی عرب میں ملازمتیں ملتی ہیں۔ زیادہ تر پاکستانی اور بنگلہ دیشی باشندے خلیج میں کام کرتے ہیں مگر فلپائنی کارکن امریکہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ بھارتی کارکن ان تمام ممالک میں یکساں طور پر تقسیم ہیں۔



یہ بات قابل ذکر ہے کہ فلپائن اور پاکستان میں تارک وطن کارکنوں کے حوالے سے بڑا فرق ہے۔ بیرون ملک کام کرنے والے تقریباً نصف فلپائن خواتین ہیں جو خدمات میں کام کرتی ہیں زیادہ تر امریکہ، یورپ اور ایشیائی ممالک میں گھریلو ملازمہ کے طور پر (شکل 5.7)۔ بے شک اس کا پاکستان سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہمارے زیادہ تر تارکین وطن مرد ہیں جو تعمیرات، اشیا سازی اور دیگر پیشہ ورانہ شعبوں میں کام کر رہے ہیں۔ تاہم سعودی عرب میں جہاں پاکستانیوں اور فلپائنیوں کے کام کی نوعیت ملتی جلتی ہے، ترسیلات فی تارک وطن میں زیادہ فرق نہیں۔

امریکہ اور برطانیہ سے ایک اوسط پاکستانی باشندہ بھارتیوں اور فلپائنیوں سے کم رقم بھیجتا ہے جس کی وجہ غالباً کم آمدنی ہے۔ امریکہ میں پاکستانی گھرانوں کی اوسط (median) سالانہ آمدنی 60000 ڈالر تھی جبکہ بھارتی گھرانوں کی 89000

ڈالر اور فلپائنی گھرانے کی 74000 ڈالر تھی (جدول 5.2)۔<sup>12</sup> یہ فرق بنیادی طور پر بھارتی اور فلپائنی تارکین وطن میں پاکستانیوں کے مقابلے میں زیادہ تعلیم کی وجہ سے ہے۔ نتیجتاً لگ بھگ 32 فیصد پاکستانی تارکین وطن امریکہ میں انتظامی اور پیشہ ورانہ عہدوں پر ہیں جبکہ بھارتیوں اور فلپائنیوں میں یہ شرح 50 فیصد اور 35 فیصد ہے۔ برطانیہ میں بھی بھارتی تارکین وطن کو سب سے زیادہ کمانے والا گروپ جانا جاتا ہے اور وہ متعدد پیشوں جیسے فولاد، انجینئرنگ، مالیات، خوردہ فروشی، اطلاعی ٹیکنالوجی، ہوٹل، دواسازی اور میڈیا میں کام کرتے ہیں۔<sup>13</sup>

جہاں تک بنگلہ دیشیوں کا تعلق ہے، اگرچہ تخمینوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ امریکہ میں پاکستانیوں سے کم کماتے ہیں تاہم ترسیلات زر زیادہ بھیجتے ہیں۔ گوکہ دونوں برادر یوں کے معیار زندگی میں فرق ہو سکتا ہے مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی غیر رسمی ذرائع سے زیادہ رقم بھیجتے ہیں۔ بنگلہ دیش اور پاکستان میں نمایاں ترین فرق ترسیلات کی حواگی کے مرحلے میں ہے جہاں خرد مالکاری ادارے آجاتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں خرد مالکاری اداروں کی رسائی بہت زیادہ ہے، جغرافیائی موجودگی کے لحاظ سے بھی اور ارکان کی تعداد کے لحاظ سے بھی جس کی وجہ سے بنگلہ دیش بعید ترین

12 ماگنیشن پالیسی انسٹیٹیوٹ واشنگٹن ڈی سی میں قائم ایک آزاد تھنک ٹینک ہے جس کا کام دنیا بھر میں لوگوں کی نقل مکانی کا تجزیہ کرنا ہے۔

13 دنیا بھر سے برطانیہ آنے والے تقریباً دو تہائی سافٹ ویئر پیشہ ور افراد کا تعلق بھارت سے ہوتا ہے۔

جدول 5.2: 2009-13ء کے دوران امریکہ جانے والے ایشیائی تارکین وطن کے خواص					
مجموعی امریکی آبادی کی پاکستانی تارکین کی بھارتی تارکین کی بنگلہ دیشی تارکین کی فلپین تارکین کی					
گھرانوں کی آمدنی					
گھرانوں کی اوسط آمدنی	50,000 ڈالر	60,000 ڈالر	89,000 ڈالر	54,000 ڈالر	74,000 ڈالر
بلند آمدنی (90,000 ڈالر سے زائد) والے گھرانوں کا تناسب	25 فیصد	33 فیصد	50 فیصد	32 فیصد	40 فیصد
بہت بلند آمدنی (140,000 ڈالر سے زائد) والے گھرانوں کا تناسب	10 فیصد	18 فیصد	27 فیصد	15 فیصد	18 فیصد
ملازمت (16 سال عمر اور اس سے زائد کی آبادی)					
جو ملازمت پر تھی	91 فیصد	90 فیصد	94 فیصد	93 فیصد	92 فیصد
جو پیشہ ور صروفیات میں تھی	31 فیصد	32 فیصد	50 فیصد	31 فیصد	35 فیصد
تعلیم کا حصول (25 سال عمر اور اس سے زائد کی آبادی)					
ہائی اسکول اور کالج کی کچھ تعلیم لینے والے	57 فیصد	34 فیصد	16 فیصد	35 فیصد	43 فیصد
ہیڈ کوارٹر والے	20 فیصد	33 فیصد	35 فیصد	28 فیصد	43 فیصد
ایڈوانسڈ ڈگری والے	11 فیصد	23 فیصد	44 فیصد	25 فیصد	9 فیصد
ماخذ: ہانگ کانگ ٹیٹن پالیسی انسٹی ٹیوٹ، امریکہ					

علاقوں میں بھی انتقال زر کی خدمات فراہم کر سکتا ہے۔ 2004ء سے براک، بورو بنگلہ دیش اور ٹی ایم ایس ایس جیسے اہم خرد مالکاری ادارے بنگلہ دیش میں ترسیلات کی خدمات فراہم کر رہے ہیں۔<sup>14</sup> اگرچہ پاکستان کے دیہی علاقوں میں خرد مالکاری ادارے مستحکم ہوتے جا رہے ہیں تاہم بنگلہ دیش کی نسبت ان کا نیٹ ورک اور سائز کافی محدود ہے۔

خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں مقیم پاکستانی باشندوں کی جانب سے بھیجی جانے والی اوسط رقم کم و بیش اتنی ہی ہے جتنی کہ فلپائن اور بنگلہ دیش کے باشندے اپنے ملکوں کو بھیجتے ہیں۔ تاہم، پاکستانی اور بھارتی باشندوں کے درمیان بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ سعودی عرب کے حوالے سے یہ فرق زیادہ حیران کن ہے کیونکہ افرادی قوت کے تحریکات ایک جیسے ہیں: افرادی قوت اور تکنیکی افرادی قوت کے مقابلے میں پاکستان اور بھارت دونوں کے پیشہ ور افراد کا حصہ بہت کم ہے۔ دوسرے، اگر سعودی عرب میں پاکستانی باشندوں کی بڑی تعداد قانونی حیثیت نہیں رکھتی تو کئی بھارتی بھی قانونی اسپانسرز کے بغیر کام کر چکے ہیں یا ویزے سے زائد میعاد پر مقیم رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں اہم فرق ترسیلات زر کے سرکاری ذرائع استعمال کرنے کے حوالے سے ان دونوں ممالک کی حکومتوں کی جانب سے فراہم کردہ سہولتوں کا ہے۔<sup>15</sup> یہ امر قابل ذکر ہے کہ غیر اقامتی بھارتی باشندے (این آر آئی) اپنی ترسیلات زر کا تقریباً 44 فیصد خصوصی روپیہ اکاؤنٹس بشمول غیر اقامتی (بیرونی) روپیہ کھاتہ اور غیر اقامتی عام روپیہ کھاتہ کے ذریعے بھیجتے ہیں۔<sup>16</sup> ان امانتوں کے ذریعے (گذشتہ برسوں میں) غیر اقامتی بھارتی باشندوں کو بطراج کی سہولت دی جاتی ہے: دی گئی شرح سود عام طور پر ماخذ ممالک میں دستیاب بیرونی کرنسی کی شرحوں سے بلند رکھی جاتی ہے، جس سے مستحکم (بھارتی) روپے کی موجودگی میں غیر اقامتی بھارتی باشندوں کو بیرون ملک سے قرض لینے اور بھارت میں

<sup>14</sup> اس وقت صرف BRAC بینک سے تقریباً 50,000 ہزار ماہانہ منتقلیاں کی جا رہی ہیں (ماخذ: [http://www.bwip.org/MF\\_Industry\\_Report\\_Bangladesh\\_ELECTRONIC.pdf](http://www.bwip.org/MF_Industry_Report_Bangladesh_ELECTRONIC.pdf))

<sup>15</sup> مثال کے طور پر وزارت بیرونی امور کے مطابق سعودی عرب میں این آر آئی کی کاری سرچٹ انڈیا یا انڈیا اور انڈیا یا بلیم ڈپازٹس میں اہم حصہ تھا جنہیں آر بی آئی نے زرمبادلہ کی آمد بڑھانے کی غرض سے بالترتیب 1998ء اور 2000ء میں جاری کیا تھا۔

<sup>16</sup> صرف این آر آئی کی سرمایہ کاری این آر آئی میں کی جاسکتی ہے جبکہ کسی بھی دوسرے ملک کے غیر اقامتی این آر آئی میں سرمایہ لگا سکتے ہیں۔

غیر اقامتی امانتوں میں سرمایہ کاری کی سہولت دی جاتی ہے۔<sup>17</sup> جب 2013ء کے وسط میں بھارت اور دیگر ایشیائی ممالک کو سرمائے کے بھاری اخراج کا سامنا کرنا پڑا تھا، اس وقت ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے اس ذریعے کو ملک میں زرمبادلہ کی رقوم متوجہ کرنے کے لیے استعمال کیا تھا۔

سعودی عرب کے مقابلے میں متحدہ عرب امارات کے این آر آئی کا اقتصادی خاکہ زیادہ بہتر ہے۔ متحدہ عرب امارات میں کام کرنے والے تقریباً ایک چوتھائی این آر آئی پیشہ ور افراد ہیں اور انہیں اپنی مہارت اور مسابقت کی بنیاد پر اچھی ادائیگی کی جاتی ہے۔<sup>18</sup> وزارت خارجہ امور کے مطابق ڈاکٹروں، انجینئروں، ماہر تعمیرات، بینکاروں، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس کی بڑی تعداد کے علاوہ خلیج تعاون کونسل کے ملکوں کے سرکاری دفاتر اور سرکاری شعبے کے اداروں میں بھارتی سفید پوش کارکن اب کام کر رہے ہیں۔<sup>19</sup> جہاں تک پاکستانیوں کا تعلق ہے تو اگرچہ حال ہی میں پاکستانی کارکنوں کی ہنرمندی کے مجموعے میں بہتری آئی ہے لیکن غیر ہنرمند افرادی قوت کو امارات میں زیادہ آسانی سے کام مل جاتا ہے۔

### 5.3 سرمایہ مالی کھاتہ

گذشتہ سہ ماہی میں بھاری لین دین کے بعد مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے سرمایہ مالی کھاتوں کی سرگرمی کمزور رہی۔

#### بیرونی سرمایہ کاریاں

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی پست سطح کے متعلق تشویش لاحق رہی کیونکہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں رقوم کی آمد کم ہو گئی تھی۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کو صرف 153.5 ملین ڈالر کی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری حاصل ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 239.5 ملین ڈالر موصول ہوئے تھے۔ یہ کمی وسیع الہذا تھی: دھاتوں، گاڑیوں، بجلی اور خدمات کے چند شعبوں کے علاوہ معیشت کے دیگر تمام شعبوں نے اس سال اب تک کم بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کیا ہے۔

پاکستان کو توانائی اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں بیرونی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے لیکن بیرونی سرمایہ کاروں کی جانب سے رد عمل اتنا حوصلہ افزا نہیں رہا۔ خاص طور پر توانائی کے شعبے میں بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے سرمایہ کاری کے شاندار مواقع موجود ہیں۔ نہ صرف سرچشمہ قیمتیں عالمی معیارات سے بلند ہیں بلکہ دریافت میں کامیابی کی شرح بھی پرکشش ہے۔<sup>20</sup> تاہم، ملک میں امن و امان کی خراب صورتحال، خاص طور پر تیل و گیس سے مالا مال علاقوں (خصوصاً بلوچستان) میں بیرونی سرمایہ کاری میں رکاوٹ ہے۔ بجلی کی پیداوار کے معاملے میں موجودہ فارغ پیداواری گنجائش بیرونی سرمایہ کاری کے امکانات کو کم کر دیتی ہے۔ تاہم، جیسا کہ مالی سال 14ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی سالانہ جائزہ رپورٹ

<sup>17</sup> ریزرو بینک آف انڈیا نے ان امانتوں میں بطراج (arbitrage) کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے۔ مئی 2014ء کی جاری شدہ ”جدولی کمرشل بینکوں کے بیرونی واجبات پر انٹرل گروپ“ کی اپنی رپورٹ میں آر بی آئی کا کہنا ہے کہ ”..... کرنسی کی قدر میں اضافہ شرح سود کے مثبت تفرق کے ساتھ مل کر روپے کے کھاتوں میں این آر آئی کی بھاری آمد کا سبب بناتا ہے جب شرح سود جامد کردی گئی تو بطراج کا موقع گھٹنے کے سبب رقوم کی یہ آمد کم ہو گئی“۔ مکمل رپورٹ کے لیے: <http://www.rbi.org.in/Scripts/PublicationReportDetails.aspx?ID=383#5>

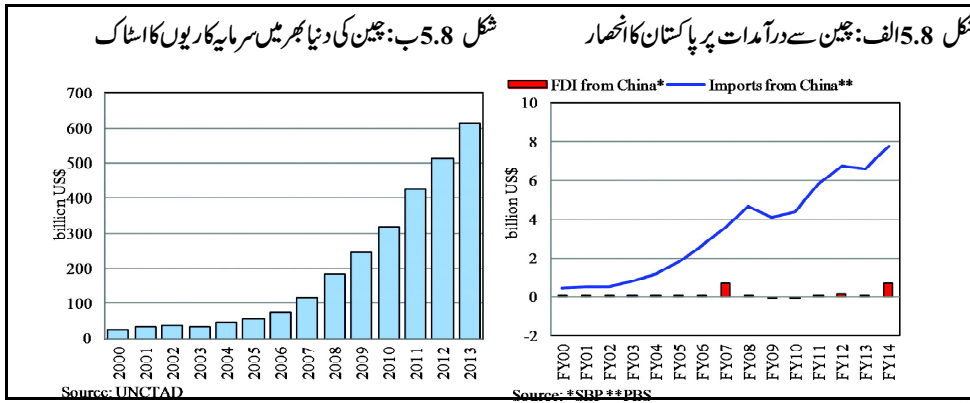
<sup>18</sup> <http://indiandiaspora.nic.in/diasporapdf/part1-ord.pdf>

<sup>19</sup> بہت سے دیگر سونے، برقی آلات، گاڑیوں کے پرزہ جات اور ہونٹ/ریستوران کے کاروبار سے وابستہ ہیں۔ یہ محنت کش عرب امارات میں مقیم بھارتی تارکین وطن کی مجموعی تعداد کا تقریباً ایک تہائی بنتے ہیں۔

<sup>20</sup> تفصیل کے لیے دیکھئے اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ 2013-14ء۔

میں بیان کیا گیا ہے، بجلی کے ترسیلی نیٹ ورک کو بہتر بنانے اور اس کی گنجائش بڑھانے کی ضرورت ہے۔ حال میں ہی اعلان کردہ بجلی پالیسی کے مطابق اس شعبے میں بیرونی سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ پیٹرولیم ریفائننگ ایک اور شعبہ ہے، جس میں ٹچل سطح کی صنعت میں بھاری سرمایہ کاری درکار ہے (عمودی یکجائی)۔<sup>21</sup>

اسی طرح، اشیاء سازی کے شعبے میں پاکستان کے پاس پست لاگت کی اشیاء سازی کا مرکز بننے کے امکانات روشن ہیں۔ پاکستان کو مشرقی ایشیائی ممالک کے مقابلے میں مشرق وسطیٰ اور افریقی ممالک کو برآمدات کے لیے مال برداری کے فوائد حاصل ہیں۔ مزید برآں، مقامی سطح پر مصنوعات کی ایک بڑی تعداد کی طلب ملک میں موجود ہے، جنہیں دیگر ممالک سے درآمد کیا جا رہا ہے۔ بد قسمتی ہے کہ کئی پست ٹیکنالوجی کی مصنوعات (مثلاً، موبائل بیٹریاں، بنیادی سیل فونز، کھلونے اور پلاسٹک کی اشیاء) کو پاکستان میں تیار نہیں کیا جا رہا۔ ان شعبوں میں چین سے سرمایہ کاری حاصل کی جاسکتی ہے، جہاں سے ہم پیشتر مصنوعات درآمد کرتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان نے 2007ء میں چین کے ساتھ ایک آزاد تجارتی سمجھوتے پر دستخط کیے تھے، تب سے اگرچہ پاک چین تجارتی حجم میں خاصا اضافہ ہوا ہے، لیکن سرمایہ کاری میں تیزی نہیں آ سکی جبکہ اس مدت کے دوران دیگر ممالک میں چینی سرمایہ کاری میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے (شکل 5.8)۔



بد قسمتی سے پاکستان کی اشیاء سازی کا شعبہ بیرونی سرمایہ کاروں کی توجہ کا مرکز نہیں ہے جبکہ ایشیا میں ابھرتے ہوئے برآمد کنندگان ممالک کو بیرونی سرمایہ کاری سے فائدہ پہنچا ہے۔ مثلاً، انڈونیشی ملبوسات کی برآمدات کا تقریباً 60 فیصد بیرونی سرمایہ کاریوں (زیادہ تر ملائیشیا و سنگاپور) پر مشتمل ہے: کمبوڈیا کی ساری ملبوساتی صنعت چین، تائیوان اور کوریا کی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر چل رہی ہے: تھائی لینڈ میں گاڑیوں کے پرزوں کے شعبے کو جاپانی فرم کی اعانت حاصل ہے: اور ویت نام میں ہائی ٹیک کی ترقی (ٹیلی، سام سنگ، ایل جی اور نوکیا) بھی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی مرہون منت ہے۔ اسی طرح، بنگلہ دیش کی تیار ملبوسات کے شعبے میں کوریا کی سرمایہ کاریوں کی بدولت یہ ملک دنیا کا ایک بڑا برآمد کنندہ بننے کے قابل ہو سکا تھا۔

کامیابی کی ان تمام کہانیوں میں قدر مشترک مضبوط علاقائی ارتباط ہے، جس سے سرمایہ کاروں کے ساتھ ساتھ میزبان ممالک کے لیے نفع بخش

21 مثال کے طور پر پاکستان میں ایک مکمل مربوط کیماوی صنعت کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ملک میں ہینڈ کٹوڑنے کا ایک کارخانہ قائم کیا جائے جس کے لیے بھاری سرمائے اور ٹیکنالوجی درکار ہوگی۔ اس وقت بھارت جنوبی ایشیا کا واحد ملک ہے جس کے پاس یہ کارخانہ ہے۔

جدول 5.3: بیرونی قرضے		
ملین امریکی ڈالر		
پہلی سہ ماہی 2014ء	پہلی سہ ماہی 2015ء	بیرونی قرضے
-289	-218	1- مرکزی بینک
0	0	2- لمانتیں لینے والی کارپوریشنیں
-20	-4	3- عام حکومت
-258	51	تقسیم
592	1,161	طویل مدتی
459	711	قلیل مدتی
133	450	قسط وار ادائیگی
776	682	آئی ایم ایف سے قرضے
180	237	دیگر طویل مدتی قرضے
596	445	قلیل مدتی
0	133	4- دیگر شعبے
-85	-124	ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

مواقع تخلیق کرنے میں مدد ملی۔ مشرقی ایشیائی ممالک کے درمیان علاقائی ممالک میں سرمایہ کاریوں کو آسیان فری ٹریڈ ایریا کے سمجھوتے سے تقویت ملی ہے۔ اس ارتباط میں بھارت، چین اور کوریا کے درمیان 2010ء میں آزاد تجارتی سمجھوتے سے مزید گہرائی آئی ہے۔ یہ بلاک 2008ء سے جاپان کے ساتھ ایک جامع اقتصادی شراکت داری سمجھوتے سے بھی مستفید ہو رہا ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان ان ممالک سے دور رہا ہے اور ملائیشیا اور انڈونیشیا کے ساتھ آزاد تجارتی سمجھوتوں کے علاوہ ہم نے اقتصادی شراکت داری کے ایسے کسی پروگرام کا آغاز نہیں کیا جو سرمایہ کاری پر مبنی ہو۔ اس کے نتیجے میں جاپان (جو بنیادی طور پر گاڑیوں کے لیے پاکستان کی ملکی طلب میں دلچسپی

رکھتا ہے) کے علاوہ کسی بھی ملک نے ہماری اشیاء سازی کے شعبے میں سرمایہ کاری نہیں کی ہے (اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان میں جاپانی سرمایہ کاریوں پر منافع کی شرح دنیا کی بلند ترین شرحوں میں سے ایک ہے)۔<sup>22</sup> ہمارے خیال میں پاکستان کو مشرقی ایشیائی معیشتوں کے ساتھ تجارتی و سرمایہ کاری روابط کو گہرا کرنا چاہیے تاکہ وہ اس خطے میں موجود تحریکات سے فائدہ اٹھا سکے۔

#### بیرونی قرضے

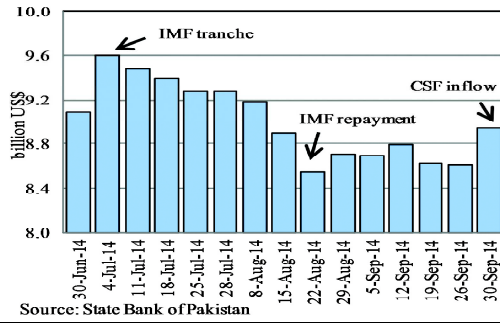
مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں قرضوں کی خالص آمد میں کچھ بہتری دیکھی گئی (جدول 5.3)۔ اگرچہ حکومت نے اس سال آئی ایم ایف کو زیادہ رقم واپس (ہنگامی قدرتی آفت کے اعانتی قرضے) کیے، جس کا اثر دیگر قرض دہندگان کی جانب سے رقم کی صحت مندا دائیگی نے زائل کر دیا تھا (سیکشن 4.5)۔ نجی شعبہ سہ ماہی کے دوران 124 ملین ڈالر کی رقم کے خالص اخراج کو ظاہر کر رہا ہے کیونکہ پی آئی اے نے اپنے کچھ زرمبادلہ قرضے واپس کر دیے تھے۔

#### 5.4 زرمبادلہ کے ذخائر

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بازرارمبادلہ دباؤ کا شکار رہا۔ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں 630 ملین ڈالر کی کمی ہوئی اور پاکستانی روپے

22 مثال کے طور پر 2013ء میں جاپان ایکسٹرنل ٹریڈ آرگنائزیشن (JETRO) کے سروے نے پاکستان کو بزنس کی نمو کے لحاظ سے دنیا میں دوسرا درجہ دیا۔ پاکستان کے بارے میں ڈیٹا یہاں بزنس کرنے والی 27 جاپانی فرموں نے تیار کیا تھا۔ نتائج کے مطابق 2013ء میں 74.1 فیصد جاپانی کمپنیوں کو جاری منافع ہوا جس سے پاکستان کو دوسرا درجہ ملا، اس سے اوپر صرف تائیوان ہے جہاں یہ تناسب 81.8 فیصد رہا۔

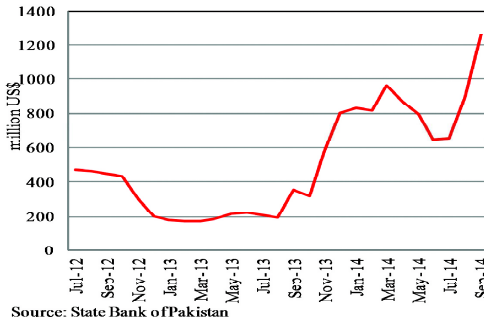
شکل 5.9: اسٹیٹ بینک کے ہفتہ وار ذخائر



Source: State Bank of Pakistan

کی قدر میں 3.7 فیصد کی ریکارڈ کی گئی۔ یہ دباؤ جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافے، آئی ایم ایف پروگرام کے چوتھے جائزے میں تاخیر اور وسط اگست سے ملک میں سیاسی غیر یقینی کیفیت کے باعث پیدا ہوا تھا۔ اس سے قطع نظر، مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستانی روپیہ میں 6.0 فیصد کی غیر معمولی کمی واقع ہوئی تھی جسے مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 15ء میں ہونے والی کمی زیادہ تشویشناک نہیں۔

شکل 5.10: ایف ای 25 امانتوں پر درآمدی مالکاری (واجب الادا)



Source: State Bank of Pakistan

جون 2014ء کے آخری ہفتے میں آئی ایم ایف کا تیسرا جائزہ کامیاب رہا جس کے بعد فنڈ نے ایف ایف قرضے کی مد میں 550 ملین ڈالر کی قسط جاری کر دی۔ نتیجتاً جولائی کے پہلے ہفتے میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر 9.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئے (شکل 5.9)۔ تاہم، تب سے اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں بیرونی قرضے کی ادائیگیوں کے باعث کمی ہو رہی ہے (خاص طور پر

ملک نے 1.5 ارب ڈالر کا قرضہ واپس کیا تھا)۔ اس سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت 735 ملین ڈالر کی آمد سے صورتحال اطمینان بخش ہو گئی تھی۔

کمرشل بینکوں کے زرمبادلہ ذخائر میں کمی زیادہ نمایاں تھی۔ ایک جانب، صارفین نے امانتیں جمع کرانے کے مقابلے میں بیرونی کرنسی کھاتوں سے زیادہ رقم نکلائی اور دوسری جانب درآمد کنندگان نے زرمبادلہ ادائیگیوں کے لیے بھاری قرض گیری کی۔<sup>23</sup> خاص طور پر ایف ای 25 امانتوں پر واجب الادا درآمدی قرضوں کا حجم مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 615.5 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ بڑھ کر آخر ستمبر 2014ء میں 1.3 ارب ڈالر تک پہنچ گیا (شکل 5.10)۔ زرمبادلہ قرض گیری مقامی درآمد کنندگان کے لیے موزوں تھی کیونکہ ان پر پاکستانی روپے کے قرضوں کے مقابلے میں کم شرح سود ملتی ہے۔ دوسرے، اس سے شرح مبادلہ پر دباؤ کو مؤخر کرنے میں بھی مدد ملی۔

23 کمرشل بینکوں کے سیال زرمبادلہ ذخائر کا حساب بطور بیرونی کرنسی امانت لگایا جاتا ہے جس میں سے، درآمد کنندگان اور درآمد کنندگان کو جاری کیے گئے مبادلہ قرضوں کو ٹینی کر دیا جاتا ہے۔

## 5.5 تجارتی کھاتہ<sup>24</sup>

جدول 5.4: تجارتی توازن (جولائی تا ستمبر)				
شرح موسمی سال (فیصد)		ارب امریکی ڈالر		
م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 13ء
-10.4	9.0	6.0	6.7	6.1
11.6	3.0	12.4	11.2	10.9
44.4	-4.8	-6.5	-4.5	-4.7
یہ اعداد و شمار کسٹم کے ریکارڈ پر مبنی ہیں، یہ جدول 5.1 میں دیے گئے ڈیٹا کے مطابق نہیں ہیں جو کہ ادا بینکوں کے اندراج پر مبنی ہے۔				
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تجارتی خسارے میں دس سہ ماہیوں کی بلند ترین شرح نمو 44.4 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ یہ خاطر خواہ اضافہ درآمدات میں مضبوط نمو اور برآمدات میں کمی کا نتیجہ ہے (جدول 5.4)۔ درآمدات میں اضافے کی وجوہات یہ ہیں: (i) ملکی موبائل فون کمپنیوں کی جانب سے اپنے نیٹ ورکس کو تھری جی/فور جی کے

تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ (ii) سہ ماہی کے دوران فاسفیک اور این پی کے غذائی اجزاء کے استعمال کی بلند سطح (iii) سرکاری شعبے کی تعمیراتی سرگرمی میں کچھ بحالی اور (iv) جی ایس پی پلس سے فائدہ اٹھانے کے لیے مقامی ٹیکسٹائل سازوں کی جانب سے انسانی ساختہ ربڑوں کے استعمال میں اضافہ۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ درآمدات میں ہونے والا اضافہ فولاد، ٹیلی کام مشینری، کھاد اور ٹیکسٹائل کے شعبوں میں ہوا۔

## برآمدات

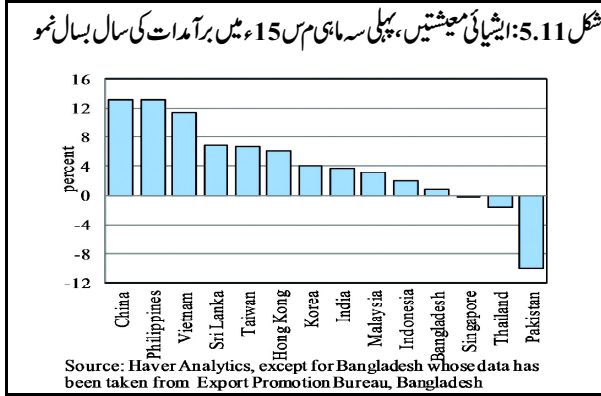
پاکستانی برآمدات کے رجحانات پر بحث سے قبل ہمارے اہم شراکت دار ممالک کے اقتصادی حالات اور باقی ایشیا کے برآمدی رجحانات پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

ترقی یافتہ معیشتوں کی معاشی نمو 2014ء کے آغاز سے کمزور رہی ہے۔ جنوری تا مارچ کے دوران امریکہ کی معاشی نمو تیزی سے کم ہوئی، برطانیہ میں بڑھی اور یورپی یونین میں معتدل رہی۔ اپریل تا جون کی مدت میں امریکہ و برطانیہ کی معاشی نمو مضبوط رہی لیکن یورپی یونین کی اقتصادی نمو صفر رہی۔ جہاں تک جولائی تا ستمبر کا تعلق ہے، سروے ڈیٹا امریکہ اور برطانیہ میں صارفی و کاروباری احساسات کے مثبت امکانات کو ظاہر کر رہا ہے لیکن یورپی یونین میں نجی صرف بظاہر سست رفتاری کا شکار ہو چکا ہے۔ 2015ء میں تیل کے فاضل میں خاصی کمی کا امکان ہے، برطانیہ کی معاشی نمو کمزور اور امریکہ کی معتدل ہو سکتی ہے۔

برآمدات کے ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بیشتر ایشیائی معیشتوں نے مضبوط نمو کا مظاہرہ کیا (شکل 5.11) جبکہ پاکستان، روس اور تھائی لینڈ کی کارکردگی کمزور رہی۔<sup>25</sup> چین، فلپائن، ویت نام اور سری لنکا نے دیگر کے مقابلے میں متاثر کن کارکردگی کا

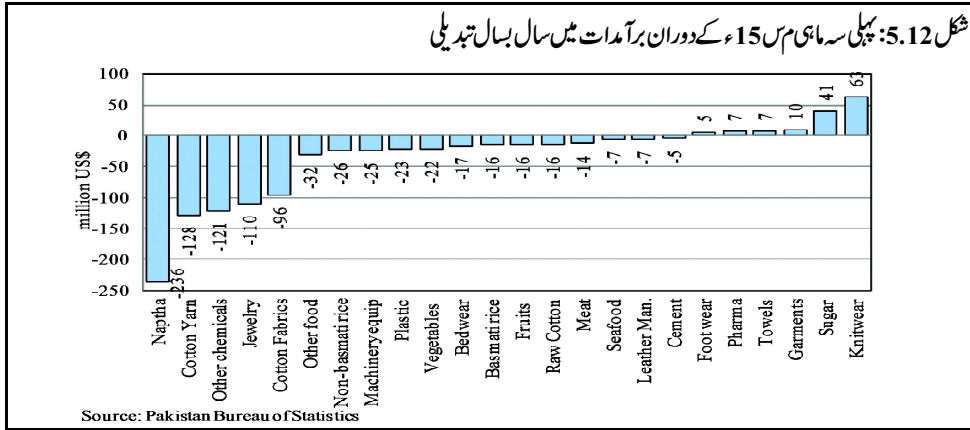
24 اس سیکشن کے اعداد و شمار کسٹم کے ہیں جو پاکستان دفتر شماریات سے ملے ہیں۔ ہم انہیں اس لیے استعمال کرتے ہیں کہ ایشیا کی حقیقتاً نقل و حرکت ہو جانے پر برآمدات اور درآمدات کی مالیت ان میں بتائی جاتی ہے۔ تجزیے کی غرض سے انہیں ادا بینکوں کے مندرجہ اعداد و شمار پر اس لحاظ سے بھی فوریہ حاصل ہے کہ ایشیا کی مقداروں اور اکائی مالیت کے بارے میں معلومات ان میں شامل ہوتی ہیں۔ اس سیکشن میں دی گئی معلومات ادا بینکوں کے ان اعداد و شمار سے مناسبت نہیں رکھتیں جو ادا بینکوں کے توازن میں بتائے گئے ہیں۔ ان دو ڈیٹا سیریز کے مابین فرق تفصیل سے جاننے کے لیے اعداد و شمار کے توسیعی نوٹس کے بارے میں ضمیمہ دیکھیے۔

25 امریکہ، یورپی یونین اور بین الاقوامی اداروں نے کیریبا بحران کے سبب روس پر پابندیاں عائد کی ہیں جن سے روس کی برآمدات متاثر ہوئی ہیں۔



مظاہرہ کیا۔ چین کی برآمدات کو امریکہ میں مضبوط فروخت سے مدد ملی جبکہ فلپائن اور ویت نام پست لاگت کی اشیاء سازی کی چین سے ان ممالک کو منتقلی سے فائدہ اٹھاتے رہے۔<sup>26</sup>

تاہم مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستانی برآمدات میں 10.4 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 9.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ کمی وسیع الہنیادہتی لیکن زیادہ تر پانچ شعبوں



تک محدود رہی جن میں نیفتھا، دھاگہ، کپڑا، دیگر کیمیکلز اور غذائی اشیاء شامل ہیں (شکل 5.12)۔ اس کے علاوہ چاول، پھلوں و ہنریوں، گوشت، چمڑے کی مصنوعات، سینٹ اور جیولری کی برآمد میں بھی کمی واقع ہوئی۔ سہ ماہی میں نٹ ویئر، تیار ملبوسات اور تولیے جیسی قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل مصنوعات میں سال بسال اضافہ دیکھا گیا۔ اگر عالمی قیمتیں مستحکم رہیں تو ان زمروں میں پاکستانی برآمدات کی نمونہیں زیادہ مضبوط ہو سکتی تھیں (جدول 5.5)۔

ہمارے خیال میں برآمدات میں کمی کا اہم سبب رسدی مسائل ہیں۔ نیفتھا کی پست برآمدات کا بین الاقوامی منڈی میں کم نرخوں کے ساتھ تعلق معلوم ہوتا ہے،<sup>27</sup> سیلاب نے غذائی شعبے میں برآمدات کے قابل فاضل اشیاء کا صفایا کر دیا۔ سوتی دھاگے اور کپڑے کا بلند ملکی صرف اس کی

<sup>26</sup> انڈونیشیا، ویت نام، فلپائن، کمبوڈیا، اور میانمار جیسے ممالک کم اجرتوں کے معاملے میں چین کے سخت حریف بنے ہوئے ہیں۔

<sup>27</sup> نیفتھا کی برآمدات کا براہ راست تعلق پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی پیداوار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مہ 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گردش کرنے کے دوبارہ انہر نے کے سبب ملکی ریفرنسز یوں نے سیالیت کی قلت کا سامنا کیا، چنانچہ انہوں نے مہ 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں خام تیل کی کم مقدار کو برائیں کیا۔ یہاں یہ یاد دہانی اہم ہے کہ جون 2013ء میں گردش کرنے کے تصفیے کی بنا پر ریفرنسز یوں نے خاصی بہتر کارکردگی دکھائی تھی اور مہ 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 6.8 فیصد نمو حاصل کی تھی، تاہم مہ 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ریفرنسز یوں کی سرگرمی 4.5 فیصد کم ہوئی نیفتھا کی پیداوار کم رہی، اور اس کی برآمد بھی گھٹ گئی۔

جدول 5.5: درآمدی قدر میں تبدیلی کے سببی عوامل (قیمت اور مقدار)					
جولائی تا ستمبر 15ء			جولائی تا ستمبر 14ء		
قدر	قیمت	مقدار	قدر	قیمت	مقدار
16.0	8.8	-24.8	10.0	17.0	-27.0
25.9	-4.2	-21.7	96.8	14.3	82.5
6.7	2.0	-8.7	21.8	6.6	15.2
16.0	-2.4	-13.6	24.3	16.1	8.2
4.0	0.0	-4.0	-28.7	0.5	-29.2
40.6	0.4	40.2	-23.5	-4.3	-19.2
14.3	1.8	-16.1	4.8	-10.2	15.0
15.7	-3.6	-12.1	40.8	2.5	38.3
127.5	-28.7	-98.9	50.9	10.9	40.0
96.3	131.0	-227.3	-165.0	-165.2	0.2
62.6	-18.5	81.1	-6.4	-12.5	6.1
16.9	-6.3	-10.6	123.4	-9.7	133.1
7.5	-17.5	25.0	-13.9	1.9	-15.8
10.3	-21.9	32.2	50.8	31.8	19.1
7.2	-0.2	-7.1	33.7	7.8	26.0
6.3	15.0	-21.3	10.8	-23.6	34.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

برآمدات میں کمی<sup>28</sup> کی وجوہات میں سے ایک ہے جبکہ دیگر وجوہات طلب پر مبنی تھیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

پاکستان اپنا سوئی دھاگہ اور کپڑا چین، بنگلہ دیش اور ترکی کو برآمد کرتا ہے، جوٹ ویئر اور اونی لمبوسات جیسی قدر اضافی کی حامل مصنوعات دیگر ممالک کو برآمد کرتے ہیں۔ جولائی تا ستمبر 2014ء کے دوران اگرچہ چین کی لمبوسات کی برآمدات میں خاصا اضافہ ہوا لیکن اس نے پاکستان جیسے ماخذ ممالک سے خریداری کے بجائے اپنے ملک کے سوئی دھاگے اور کپڑے کے ذخائر کو استعمال کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں بنگلہ دیش میں گارمنٹس کی صنعت کو کچھ مشکلات کا سامنا ہے۔ 2012ء میں بنگلہ دیش کی ایک گارمنٹ فیکٹری میں آتشزدگی کے واقعے کے بعد امریکہ کی جانب سے جی ایس پی مراعات کے خاتمے کے بعد سے اس کی برآمدات کمزور ہو گئی ہیں<sup>29</sup> جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش نے پاکستان جیسے ماخذ ممالک سے سوئی دھاگے اور کپڑے کی درآمدات میں کمی کر دی ہے۔ آخر میں، پاکستانی دھاگے اور کپڑے کے تیسرے بڑے خریدار ترکی نے دیگر ممالک سے کپڑے کی درآمد پر حفاظتی ڈیوٹیز عائد کر دی ہیں۔ طلب سے متعلق ان مسائل کے علاوہ پاکستان کے ٹیکسٹائل برآمد کنندگان شاکہ ہیں کہ توانائی کے مسائل اور ایف بی آر کے باز ادائیگی کے دعووں میں تاخیر کے باعث وہ آرڈرز کی تکمیل سے قاصر ہیں۔

<sup>28</sup> سوئی دھاگے اور کپڑے کا ملک میں استعمال حال ہی میں بڑھ گیا ہے جس کی اہم وجہ یہ ہے کہ یورپی یونین کو برآمد کرنے کے لیے بنے ہوئے لمبوسات اورٹ ویئر پہلے سے زیادہ تیار کیے جا رہے ہیں۔

<sup>29</sup> بنگلہ دیش کو ملنے والے امریکی آرڈر گھٹنے کا سب سے زیادہ فائدہ ویت نام اور بھارت کو پہنچا ہے۔ جولائی تا ستمبر 2014ء میں ان ملکوں کی ٹیکسٹائل اور لمبوسات کی امریکہ کو برآمدات بالترتیب سال بسال 15.7 فیصد اور 8.5 فیصد بڑھ گئی ہے۔ اس کے برعکس اسی عرصے میں بنگلہ دیش سے امریکہ کو برآمدات 3.4 فیصد گر گئی ہیں۔

چاول کی برآمدات کو کئی دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلا، پیداوار گزشتہ برس سے کم رہی، تاہم یہ عالمی قیمتوں میں نمایاں کمی تھی جس نے چاول کے پیداکاروں / مل مالکان کو اسے برآمد نہ کرنے پر مجبور کیا۔ جیسا کہ باب 2 میں کہا گیا ہے، اگرچہ 2014ء میں چاول کی عالمی پیداوار بھارت، پاکستان، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، فلپائن اور سری لنکا کے خراب موسمی حالات سے متاثر ہوئی ہے لیکن وافر ذخائر کی وجہ سے اس کی عالمی قیمتیں کمزور رہنے کی توقع ہے۔ اپریل 2014ء کے اوائل کی بلند سطح کے بعد سے اس کی قیمت میں تقریباً 24.7 فیصد کمی واقع ہو چکی ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاجر / آڑھتی عالمی منڈی میں اپنے ذخائر کو فروخت کرنے کے لیے اس کی قیمتوں میں بحالی کا انتظار کر رہے ہیں۔

پہلے سے زائر سدر کی حامل چاول کی منڈی میں تھائی لینڈ کے چاول کی واپسی پاکستان (بھارت اور ویت نام کے لیے بھی) کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ فروری 2014ء میں زراعت پروگرام کے خاتمے، جس کے باعث عالمی منڈی میں تھائی چاول کی قیمت بڑھ گئی تھی، کے ساتھ توقع ہے کہ عالمی مسابقت ایک بار پھر سخت ہو جائے گی۔<sup>30</sup> تخمینوں کے مطابق، تھائی لینڈ کے پاس اب تقریباً 18 ملین میٹرک ٹن چاول کے ذخائر موجود ہیں جو چاول کی عالمی تجارت کا نصف ہے۔<sup>31، 32</sup> اس حقیقت کا ادراک ضروری ہے کہ پاکستان کو اس زراعت پروگرام سے فائدہ پہنچا تھا کیونکہ اس کے بعد سے خاستری چاول کی ملکی برآمدات بڑھ گئی تھیں۔

شعبہ جاتی مشکلات کے اثرات سے قطع نظر برآمدات کی نمونہ کرنے میں مارچ 2014ء میں روپے کی قدر میں اضافے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مارچ 2014ء کے دوران پاکستانی کرنسی کی قدر میں نامیہ حقیقی دونوں طرح کا اضافہ ہوا۔ اگرچہ بیشتر حلقوں نے مضبوط روپے کو مثبت قرار دیا ہے لیکن اس سے عالمی منڈی میں پاکستانی مصنوعات کی مسابقت کے متعلق خدشات پیدا ہو گئے ہیں۔ پاکستانی روپے کے بعض نامیہ فوائد ختم ہو گئے تھے لیکن حقیقی لحاظ سے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کا عمل جاری رہا تھا (شکل 5.13)۔

#### درآمدات

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدات میں 11.6 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں صرف 3.0 فیصد تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس اضافے میں دھاتوں، مشینری، کھاد، اور مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل شامل ہیں (شکل 5.14)۔ ان اجزاء کی درآمد نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کے تیل کے درآمدی بل میں قیمت پر مبنی کمی کا اثر مکمل طور پر زائل کر دیا تھا۔<sup>33</sup>

ایسے غذائی اجزاء کی درآمد جن کی کسی جگہ درجہ بندی نہیں کی گئی، ان کا مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدات کو بڑھانے میں اہم حصہ رہا ہے۔ اگرچہ اس زمرے کا تفصیلی ڈیٹا دستیاب نہیں ہے (نہی چھوٹی فصلوں کی پیداوار کا ڈیٹا)، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیلاب سے نقصانات کی وجہ

30 تھائی حکومت نے چاول کی بڑے پیمانے پر خریداری کا ایک پروگرام 2011ء میں شروع کیا تھا جس کے تحت حکومت کاشت کاروں سے چاول منڈی کے نرخ کی نسبت 40 سے 50 فیصد بلند نرخ پر خرید لیتی تھی۔

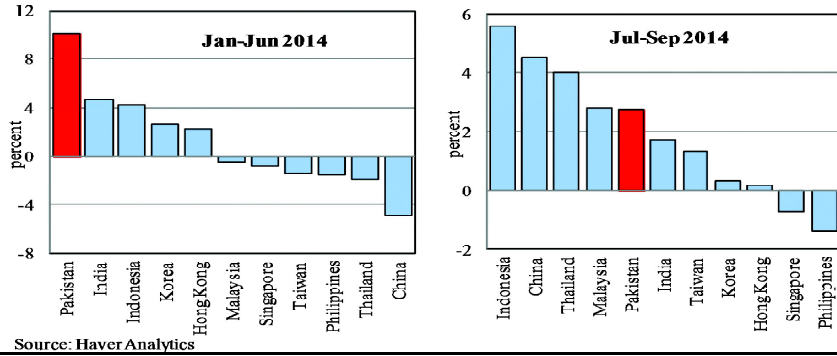
31 چاول کی اوسط عالمی تجارت 2010-11ء سے لے کر 2013-14ء تک تقریباً 37.9 ملین میٹرک ٹن رہی (ماخذ:

<http://www.fao.org/worldfoodsituation/csdb/en/>)

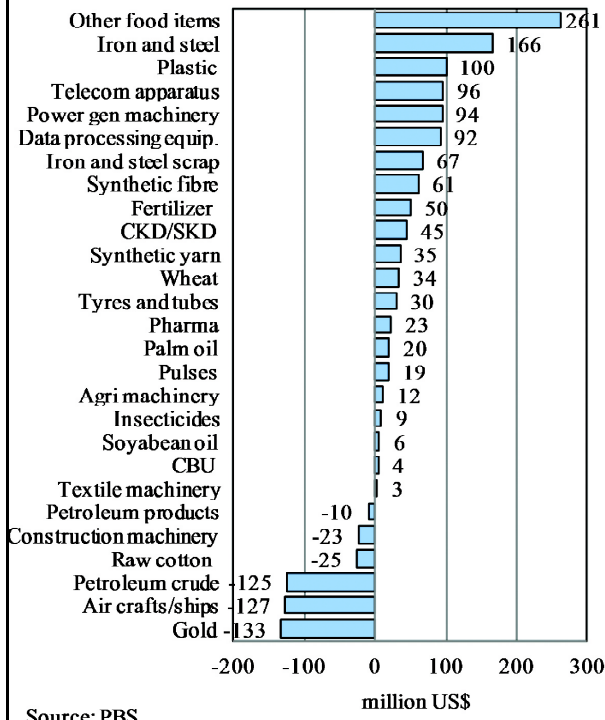
32 ماخذ: <http://uk.reuters.com/article/2014/08/15/uk-thailand-rice-idUKKBN0GF19320140815>

33 م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم کی درآمدی مقدار (خام تیل اور مصنوعات، دونوں) سال بسال 5.2 فیصد بڑھ گئیں۔

شکل 5.13: بے پی مورگن وسیع حقیقی مؤثر شرح مبادلہ



شکل 5.14: پہلی سہ ماہی م س 15ء کے دوران درآمدات میں سال بسال تبدیلی



سے دالوں اور سبزیوں جیسے اہم غذائی اجزاء کو درآمد کیا گیا۔ یہی رجحان اسٹیٹ بینک کے ادائیگی ریکارڈ ڈیٹا میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جو بھارت سے آلو، امریکہ سے مکئی، چین سے پیاز اور کینیڈا سے ترٹی کی بلند درآمدات سے ظاہر ہے۔

دھاتوں کی درآمد بھی مضبوط رہی: اسکرپ کی مقدار میں 33.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ لوہے اور فولاد کی درآمدی مقدار تقریباً دوگنی ہو گئی تھی۔ جیسا کہ باب 2 میں بتایا گیا ہے، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام پر بلند اخراجات کی وجہ سے ملک کی تعمیراتی سرگرمیوں اور نجی مکاناتی سرگرمی میں تیزی آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں، کار کی صنعت میں فولاد کے استعمال میں بھی بظاہر اضافہ ہو گیا ہے۔

کھاد کی درآمدات ملی جلی تصویر پیش کرتی ہیں۔ ملک نے دستیاب ذخائر کی وجہ سے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یورپا درآمد نہیں کی (باب 2)۔ تاہم، ڈی اے پی کی درآمدات مالی

سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں گنی ہو گئیں (گذشتہ برس کے مقابلے میں)۔ منقولہ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے بڑے درآمد کنندہ اینگرو

فریڈلانز نے کھاد کی خریداری پہلے سے کر لی تھی تاکہ پست عالمی قیمتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ علاوہ ازیں، معلوم ہوتا ہے کہ مقامی درآمد کنندگان نے چین میں ٹیکس کی پست سطح سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔<sup>34</sup>

پاکستان کی ڈی اے پی کی درآمدات ریم میں بوائے کے لیے تھیں جو اکتوبر میں شروع ہوئی۔ مجموعی طور پر، مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں کھاد کی درآمد میں 33.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 37.8 فیصد واقع ہوئی تھی۔

مجموعی طور پر پاکستان کے تجارتی کھاتے کا اصل مسئلہ برآمدات کا انجماد ہے۔ کچھ شعبوں میں درآمدی متبادل پر بھی غور کیا جاسکتا ہے جیسے پام آئل، اور نچلے درجے کی صارفی اشیاء کے لیے ان ہاؤس مینوفیکچرنگ سہولتوں کے قیام سے۔ تاہم، درآمدات کی نمو میں بڑا حصہ مشینری اور دیگر صنعتی خام مال کا ہے جو پاکستان کی پیداواری گنجائش میں براہ راست شامل ہو جاتا ہے۔ مزید برآں، پاکستان اس وقت جو اشیاء درآمد کر رہا ہے، ان میں خود کفیل نہیں ہے۔ اس لیے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ساختی اصلاحات، برآمدی بنیاد کو متنوع بنانے اور ہلکی ٹیکنالوجی والی اشیاء کی مقامی پیداوار کو فروغ دے کر ملکی برآمدات کو بڑھایا جائے۔ مزید برآں، حکومت کو صنعتوں کی برآمدات کے لیے چھوٹ اور باز ادائیگی کا ایک مؤثر طریقہ کار وضع کرنا چاہیے۔

تیل کی عالمی قیمتوں میں نمایاں کمی اور آئندہ چھ مہینوں میں تیل کی پیداوار کے موجودہ سطح پر رہنے کو مد نظر رکھتے ہوئے امکان ہے کہ پاکستان کا تجارتی خسارہ سال کے بقیہ حصے میں معتدل رہے گا۔ آخر ستمبر سے عالمی منڈی میں پام آئل کی قیمت بھی کمزور ہوئی ہے، جس سے درآمدی بل میں کمی ہونی چاہیے۔<sup>35</sup> جہاں تک برآمدات کا تعلق ہے، ان میں اکتوبر سے بحالی آئی ہے، پہلی سہ ماہی میں مسلسل کمی کے بعد۔<sup>36</sup> برآمدات کی نمو کو ٹیکسٹائلز، چاول، جوتوں اور پیٹرو لیوم مصنوعات سے تحریک ملی ہے۔ مجموعی طور پر امکان ہے کہ پورے سال کے لیے تجارتی شعبے کی کارکردگی مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے بہتر رہے گی۔

34 مئی 2014ء میں اعلان کی گئی اس سہولت کے تحت چینی تا جہ صرف پاکستان اور بھارت کو 15 فیصد کے کم نرخ پر فاسفیٹ کھاد درآمد کر سکتے ہیں۔

35 اکتوبر تا 28 نومبر 2014ء کے دوران عالمی منڈی میں پام آئل کے نرخ 0.2 فیصد گر گئے ہیں (ماخذ: عالمی بینک)۔

36 اکتوبر 2014ء میں برآمدات نے سال بسال 5 فیصد نمو دکھائی۔



## ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

(1) جی ڈی پی: اصل جی ڈی پی اعداد و شمار نہ ہونے کے باعث اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسب کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسب معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر با معنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

(2) گرانی: گرانی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط گرانی، (ii) سال بسال یا سالانہ گرانی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ گرانی۔ مدت کی اوسط گرانی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال گرانی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ گرانی سے مراد کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ گرانی کی ان تعریفوں کے لیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{\text{Ht}}) = \left( \frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{\text{YoYt}}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{\text{MoMt}}) = \left( \frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں  $I_t$  سے مراد سال کے  $t^{\text{th}}$  (ویں) مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بہ مقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری: سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) حکومتی قرض گیری: بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض گیری: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے ویز اینڈ میز آوانس (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹیڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بلز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ میز اینڈ آوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پرشماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیپازٹریٹس (اور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود شماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض گیری: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، شماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی سہ ماہی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری:

وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات: مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، سرکاری قرضہ، واپسی قرض، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):

وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) سرکاری قرضہ (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک):

اسٹیٹ بینک سرکاری قرضے کی شماریات ترتیب دینے میں آئی ایم ایف کے رہنما خطوط پر عمل کرتا ہے جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ”سرکاری قرضے میں عمومی حکومت، زری مقتدرہ ادارے اور بینکاری اور دیگر شعبوں کے وہ ادارے شامل ہیں جو سرکاری کارپوریشن ہیں۔“<sup>1</sup> اس طرح اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار میں یہ اجزا شامل ہوتے ہیں: (i) حکومتی ملکی قرضہ، (ii) حکومتی بیرونی قرضہ، (iii) آئی ایم ایف کے قرضے، اور (iv) بیرونی واجبات۔<sup>2</sup>

اگرچہ وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک دونوں ملکی سرکاری قرضے کی یکساں تعریف پر عمل کرتے ہیں تاہم وزارت خزانہ کے مرتب کردہ بیرونی قرضے کی کوریج اسٹیٹ بینک سے مختلف ہے۔ وزارت خزانہ قلیل مدتی قرض، فوجی قرض اور بیرونی واجبات کو بیرونی سرکاری قرضے میں شامل نہیں کرتی۔ چنانچہ دونوں اداروں کے مجموعی اعداد و شمار مختلف ہوتے ہیں۔

(ج) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):

توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

1 ماخذ: آئی ایم ایف (2003ء)، ”بیرونی قرضے کی شماریات، رہنمائے مرتبین استعمال کنندگان“۔

2 تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ مفصل معلومات کی عدم دستیابی کے باعث اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار میں پی ایس ایز کا قرضہ شامل نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کو ترجیح کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRDI)،<sup>3</sup> بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی درآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

3 ناقابل واپسی سرمایہ کاری (non-repatriable investment) بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی وہ چھوٹی سرمایہ کاریاں شامل ہیں جو وہ ملک میں ایسی مشینری لانے کے سلسلے میں کرتے ہیں جو بیرون ملک خریدی گئی ہو اور خریداری ڈیوٹی فری شاپ سے کی گئی ہو۔